اطلاع ضروری صفحہ ۱۴۵ سطر ۷ میں یہ عبارت رہگئی ہی مجلس در نکاح جناب یوسف و زلیخا و خاتمہ بر حال السیئلہ

نحن نقص علیک احسن القصص

الحمد للہ کہ یہ کتاب

پیراہن یوسفی

[illegible] ۱۳۲۶ھ [illegible] احسن القصص [illegible] ریاست عالیہ جانسٹھ سادات بارہ + از تالیفات [illegible]

بسرپرستی عالیجناب معلی القاب رفیع الشان سمو المکان جناب سرکار نواب سید محمد مظہر علیخان صاحب کوثر رئیس اعظم جانسٹھ ضلع مظفرنگر دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ

در مطبع جان جمن واقع دہلی باہتمام عبد الرحیم

مہتمم مطبع ہذا

یہ کتاب مذہب شیعہ کی ہی اور مذہب والے نہ خریدیں اور نہ دیکھیں اور مومنین جلد طلب فرماویں اور مثنوی

+ عقاید اثنا عشریہ بھی چھپ چکی ہے +

فہرست روایات پیراہن یوسفی

حسب الحکم جناب سید مظفر علی خان صاحب رئیس ... حسب ... وقف

مطبع ... موسومہ ... ۱۳۱۶

زیر اہتمام جناب حاجی ... مولوی محمد حسن ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے جلشانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ ایسے ناکارہ کو اُمتِ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین داخل کیا۔ اور مجھ ایسے نااہل کو پیروانِ اہلبیت مین شامل کیا۔ اُس خدائے پاک کی نعمتہائے
نامتناہی کا شکر ادا نہین ہو سکتا کہ مصائب ائمہ معصومین بیان کرنیکو زبان اور رونیکو آنکھ
اور ماتم کو سینہ اور ہاتھ عطا کئے **امّا بعد** ہر چند کہ مدّاحِ ائمہ نے حالات جناب
یوسفؑ معہ وقائع کربلا متعدد کتب معتبرہ مقاتل مبسوط مین تحریر فرمائے ہین پھر ان مضامین
کہنہ کے چھپوانیکی ضرورت نہین تھی اور فی الواقع بمقابلہ اُن کتب کے یہ میرے مضامین عتیقہ
کسکی نظر مین وقعت رکھ سکتے ہین اور حق بجانب ہے۔ چیز ہی کیا ہین جو قابلِ قدر ہون۔ یا منزدکو
لئے زینت دیجائے۔ من آنم کہ من دانم۔ نہ پایۂ علم وفضل پر سرفراز نہ محاورات مین امتیاز۔ گانو
مین پیدا ہوا گانوہی مین تمام عمر گذری گا تو بھی تو گانوہ سادات ضلع مراد آباد۔ مگر محض بہ نیت
قربتہ اس مجموعہ کا **پیراہنِ یوسفی** نام رکھکر خدمت مومنین مین پیش کرتا ہون ع
برگ سبز ست تحفۂ درویش۔ کہ یہ ہیچمدان بھی زمرۂ ذاکرین مین شمار ہو جائے اور عقبیٰ مین کام آئے
اور دنیا مین بھی عزت افزائی ہو۔ اگر ذاکرین اس تحفۂ حقیر کو مجالس مین پڑھکر اس عبدِ حقیر کے حقمین

دعاے خیر فرمائین مگر پہلے یہ امید ہے کہ خطا کو قلم عفو سے بنا لین۔ اور داین اصلاح مین چھپالین اور چونکہ بندہ کو بھی سید ہونیکا فخر حاصل ہے تو اپنے مونے کو ہر شخص اپنی زبان اپنے لہجہ اپنے بیان مین رونا جاتا ہے اور اسکو رونیکا حق حاصل ہے ع جسکا کوئی مریگا وہ کیونکر روئیگا مین بھی اپنے جد نامدار امام ابرار کو اپنی زبان کج مج بیان مین روتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم **الملتمس** عاصی سید محمد حسین ولد سید حسین بخش عفی اللہ عن جرائمہما

مجلس اول

وجوہات احسن القصص اور خاتمہ راہ شام مین ام کلثوم کا شمر سے حاجت طلب کرنا

قال اللہ تبارک و تعالی نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پروردگار عالم قرآن مجید فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے کہ ہم بیان کرتے ہین تجھپر اے ہمارے حبیب نیکتر قصون کا ساتھ وحی کرنے ہماری کے تیری طرف اس قرآن کو اور تحقیق کہ تھا تو پہلے اس سے البتہ بیخبروں مین سے یعنی اس نزول وحی سے پہلے تو اس قصہ کو نہ جانتا تھا اور یہ قصہ جناب یوسف علیہ السلام کا ہے تفسیر عمدۃ البیان کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء یہود نے بعض اشراف عرب سے کہا کہ محمد صلعم سے پوچھو کہ آل یعقوب کے شام سے مصر جانیکا کیا سبب تھا تب یہ سورہ نازل ہوا اور بعض کہتے ہین کہ کفار جو رسول مختار کو آزار دیتے تھے تو انکی تسلی اس سورہ مین کی ہے کہ دیکھو برادران یوسف نے یوسف کو کیسے کیسے آزار دیئے اور ایک روایت مین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم حسنین کو ایک روز گود مین لئے ہوئے تھے اور باری باری دونون کو پیار کرتے تھے کبھی دہن امام حسن کو چومتے تھے کبھی گلوئے حسین کے بوسے لیتے تھے ناگاہ جبرئیل بحکم خدا نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ انکو بہت دوست رکھتے ہین س

فرمایا کہ یہ معنی قرآن ہین دونون		واللہ کہ مجھ نانا کی یہ جان ہین دونون

اے جبریل یہ دونوں میرے پارہ جگر اور نور نظر ہیں جبریل نے پوچھا کہ یا حضرت ان میں سے زیادہ
کسکو دوست رکھتے ہو تو حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں مجھے برابر ہیں ۵

فقط چھوٹے بڑے کا فرق ہے شبیر و شبر میں	دگرنہ ایک ہے رتبہ حمایل اور قرآن کا

جبریلؑ نے عرض کیا کہ یا حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ حسنؑ کو زہر سے اور حسینؑ کو تیغ جفا سے
شہید کرینگے حضرت نے رو کر فرمایا کہ یہ ظلم میرے جگر گوشوں پر کون کریگا جبریل نے کہا کہ آپکی
اُمت کے لوگ۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا وہ لوگ میری شفاعت کی بھی امید رکھیں گے جبریل نے
عرض کیا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کس گناہ پر قتل کرینگے جبریل نے عرض کیا کہ بیگناہ حضرت یہ حال
سنکر بہت روئے تب جبریلؑ آنحضرت کی تسلی کی لئے یہ سورہ لائے کہ دیکھو حضرت یوسف پر انکے
بھائیوں نے کیسا ظلم کیا اور یہ تو تمھاری امت کے لوگ ہیں۔ ہائے مومنین کہاں تھے رسول خدا
اُس روز کہ جب اشقیائے امت نے لاش امام حسن علیہ السلام پر تیر مارے اور چھوٹا نواسا آپکا
یکہ و تنہا نرغہ اعدا میں کھڑا فریاد کرتا تھا اور جواب میں اُس مظلوم کے کوئی تیر مارتا تھا
اور کوئی تلوار اور کوئی نیزہ لگاتا تھا اور بعض سنگدلوں نے جھولیوں میں پتھر بھر لئے
تھے اور فرزند زہرا کو اُس سے ایذا پہنچاتے تھے ہائے کیا خطا تھی فرزندان رسول کی
ع جز امامت پسر فاطمہ تقصیر نبود۔ الغرض جناب باری نے اس قصہ کو اور قصوں سے
نیک اس وجہ سے فرمایا ہے کہ اسمیں ذکر انبیا و صلحا و ملائکہ و شیاطین و جن و انسان
و چوپاؤں اور درندوں اور پرندوں اور سیرت ملوک و آداب غلاموں اور تاجروں اور
عقلا اور اختلاف آدمیوں کے احوال اور مکر اور حیائے زنان و توحید و علم فقہ اور تعبیر
خواب اور آداب حکومت اور اسمیں صحبت رکھنے اور تدبیر معاش کا ذکر ہے اور بعض نے
فرمایا ہے کہ یہ قصہ امور عجیبہ پر شامل ہے اور وہ امور یہ ہیں۔ اول یہ کہ حضرت یعقوب نے

خواب مین دیکھا کہ نورِ جبینِ مبارک سے روشن ہوتا ہے۔ اسکی تعبیر خدا کے حوالہ کی۔ ندا
آئی کہ تمکو تمھاری زوجہ حاملہ ہوئی ہے۔ وہ نہانی حسن اہل زمین کا اس سے متعلق ہے
اور نو ماہ بعد جناب یوسف پیدا ہوئے اور دوسرے یہ کہ یوسف اپنی مان کے شکم مین کہتے
تھے کہ اَنَا المَقصُودُ اَنَا الصِّدِّیقُ یوسف جیسے جناب امام حسینؑ بطنِ مادر مین کہتے
تھے کہ یَا اُمَّاہ اَنَا وَلَدُکِ العَطشَانُ یَا اُمَّاہ اَنَا وَلَدُکِ العُریَانُ یَا اُمَّاہ اَنَا وَلَدُ
کِ السَّحقَانُ یعنی اے امان مین بھوکا پیاسا شہید ہونگا۔ اے امان میرا لباس بدن بھی لوگ
اتار لین گے۔ اور میری لاش جلتی ریت پر برہنہ چھوڑ دینگے۔ آہ مومنین تمہیں یہ کلمے کے
معنی بیان کرتیے تو دل شق ہوا جاتا ہے اور آپ حضرات کیونکر سُننے کی تاب لا سکتے ہین۔
اسی مضمون کی طرف زیارت ناحیہ مین اشارہ فرمایا ہے تَطَأکَ الخُیُولُ بِحَوَافِرِهَا یعنی
اے جدِ بزرگوار آپکو گھوڑون نے اپنے سمون سے روند ڈالا ہائے کہان وہ سینہ کہ جیسے
جناب سیدہ اپنے سینہ سے جدا نکرتی تھین پامال ہوکر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور تیسرے یہ کہ زمانۂ
رلڑکپن مین حضرت یوسف پر وحی نازل ہوئی۔ چوتھے یہ کہ جب برادرانِ یوسف نے یوسف
کو صحرا مین لیجا کر قتل کرنا چاہا تو چھری گویا ہوئی کہ اگر یوسف قتل ہوا تو نسل یعقوب منقطع ہوجائیگی
حضرات اسوقت کیسی حسرت ہوتی ہے کہ شمر بیحیا کی تلوار گویا نہوئی کہ دیکھ فرزند رسول کو قتل کرنا
کہ جناب زینب بے بھائی کی اور جناب سکینہ بے باپ کی اور شیعہ بے امام رہجائینگے۔ پانچوین
ایک بکرا حضرت یعقوب کے پاس جناب ابراہیمؑ کے زمانہ کا تھا جس وقت برادران یوسف یوسف کا
کرتہ خون آلودہ کر کے لائے تو وہ بکرا گویا ہوا کہ یہ خون دنبہ کے بچہ کا ہے اور چھٹے یہ کہ یعقوب کا ایک
گھر تھا کہ جسمین یوسف کو پرورش کیا تھا وہ گھر یوسف کی جدائی پر رو دیا۔ ساتوین یہ کہ حضرت
یوسف نے کبوتر پالے تھے اور وہ اُن کبوترون سے بہت محبت رکھتے تھے وہ بھی جدائی پر یوسف

کی غمگین ہوتے اور در و دیوار سے ٹکراتے تھے کبھی تو معصوم فرماتے ہین کہ کبوترون کو اپنے
گھرون مین جگہ دو اور پالو اور روز عاشورہ بھی تو کبوتر ہی خونِ امام حسین علیہ السلام مین لتھڑ کر
مدینہ مین آپکے آقا کی سنانی لایا تھا اور خونِ تازہ اُسکے پرون سے ٹپکتا تھا اور کبھی دیوار فاطمہ پر
کبھی بقیع مین جاکر کبھی روضۂ رسول کے گرد پھر کر کہتا تھا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَاء اَلَا
ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَاء اور اُس کے اِس نوحہ سے بنی ہاشم مین قیامت برپا تھی روضۂ رسول
کو لرزہ تھا قبر سیدہ کانپتی تھی آٹھوین یہ کہ جب برادرانِ یوسف نے جناب یعقوب سے
کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو بھیڑیون نے جناب یعقوب کے سامنے انکار کیا اور کہا کہ ہمنے
یوسف کو نہین کھایا نوین یہ کہ حضرت یعقوب یوسف کی تلاش مین صحرا کی طرف گئے اور چرندون
سے دریافت کیا تو ذیبون نے کہا کہ جس روز سے یوسف گم ہوا ہے ہمنے بھی اس روز سے کھانا
پینا ترک کر دیا ہے کہ جیسے اسمعیل کے زمانہ مین ذیبون نے نہر فرات سے پانی پینا ترک کر دیا تھا
کہ یہ پانی ہمسے نہین پیا جاتا کہ فرزند پیغمبر آخر الزمان اسی دریا پر پانی پانی کہتا شہید ہوجائیگا
دسوین یہ کہ جناب یوسف جب کنوین مین گرے تو اُنکے نکلنے کا یہ ذریعہ ہوا کہ ایک قافلہ ادھر کو گیا
اور وہان وارد ہوا اور پانی کی تلاش مین اس کنوین پر آیا اور گیارھوین یہ کہ جب یوسف
کنوین مین گرے ہین تو زمین وہان کی گلزار ہو گئی بارھوین یہ کہ عزیز مصر نے تمام اپنا خزانہ
یوسف کی محبت مین دیدیا اور خالی ہوگیا اور پھر اُن حضرت کے قدم کی برکت سے وہ خزانہ بھر گیا
تیرھوین یہ کہ تین یا چھ مہینے کے بچہ نے حضرت یوسف کی پاکدامنی پر گواہی دی چودھوین یہ
کہ ایک ہاتھ غیب سے نکلا اور زلیخا کی دیوار پر لکھا کہ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا یعنی زنا کے قریب مت جانا
اس مضمون کو کیا مناسبت ہے اس روایت سے کہ جو قطب راوندی نے اعمش سے روایت کی ہے
راوی کہتا ہے کہ مین نعمان لوگون مین سے کہ جو سر امام مظلوم کے ہمراہ شام کو گئے تھے۔

ایک شخص کو حرم مکہ مین دیکھا اس شخص نے مجھ سے کہا کہ راہ شام مین ہم ایک راہب نصرانی
کے دیر پر پہنچے اور سر امام انام ایک نیزہ پر تھا اور ہم اُس کے محافظ تھے اور شراب پیکر عیش و
سرور مین مشغول ہوئے ۔ ناگاہ دیوار دیر سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور بقلم فولاد خون سے
یہ مضمون لکھا اَتَرجُو اُمَّۃٌ قَتَلَت حُسَیناً۔ شِفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَابِ ۔ کیا
وہ لوگ بھی روز قیامت اُسکے جد سے امیدوار شفاعت ہین کہ جنھون نے حسین کو شہید
کیا وہ کہتا ہے کہ مین یہ حال دیکھکر خائف ہوا اور اُس ہاتھ کو پکڑنے کا قصد کیا تو وہ
غائب ہوگیا جب ہم پھر شراب خواری مین مشغول ہوئے تو پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا اور
لکھا کہ بخدا اُن لوگون کا بروز جزا کوئی شفیع نہوگا اور جہنم مین ابدالآباد معذب رہینگے
جب پھر چاہا کہ اس ہاتھ کو پکڑون تو پھر وہ غائب ہوگیا جب ہم بیٹھے تو پھر وہ ہاتھ
ظاہر ہوا اور لکھا کہ بدرستیکہ قتل کیا حسین فرزند رسول کو ایک فاجر بدکار کے حکم سے
اور کتاب خدا کی روگردانی کی ۔ لہوف مین ہے کہ جب یہ قصہ اُون نے سنا تو سر امام کو
چھوڑکر بھاگ گئے ۔ راوی کہتا ہے کہ بعض اشقیا اہلبیت سے سر امام حسین اور مخدرات
عصمت و طہارت اور جو مردان اہلبیت سے قیدی تھے لیکر روانہ ہوئے اور جب قریب دمشق
کے پہنچے تو جناب ام کلثوم شمر کے پاس گئین اور وہ شقی اپنے لوگون مین تھا پس جناب
ام کلثوم نے اُس سے فرمایا کہ مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے پس وہ بیحیا بولا کہ کیا
حاجت ہے صاحبان غیرت رونے اور سر پیٹنے کا مقام ہے کہ دختر مشکلکشا ایک کیسی
حاجت شمر سے بیان کرتی ہے اور غضب تو یہ ہے کہ شمر انکار کرتا ہے ۔ جناب ام کلثوم نے
فرمایا کہ اے شمر جب ہمکو اس شہر مین داخل کرنا تو ایسی راہ سے ہمکو لیچلنا کہ جدھر تماشائیون
کا مجمع کم ہو اور اپنی فوج سے کہدی کہ سر ہائے شہدا کو محملون سے آگے آگے رکھین

اور ہمسے علیحدہ لیچلین۔ اسواسطے کہ تماشائیون کی کثرت سے ہملوگ ذلیل ہونگے اس لئے
کہ اسوقت ہم ایسے ہی حال سے ہین پس اس شقی نے جواب مین اس معظمہ کے یہ حکم دیا
کہ سرونکو نیزون پر بلند کرین اور اہلحرم کے محملون کے بیچمین لیچلین اور قافلہ اہل حرم کو
ایسی طرفسے لیگئے کہ جدھر تماشائیون کی کثرت تھی تا اینکہ دروازہ دمشق پر پہنچے اور جو
رستہ کہ دروازہ مسجد جامع پر جاتا تھا کہ جہان اگر قیدی ٹھہرا کرتے تھے اہلبیت حسین کو
بھی وہین ٹھہرایا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر وہ اشقیا اسباب اور اہلبیت سید الشہدا
کو دربار یزید مین لائے اور اس وقت ان کا یہ حال تھا کہ ریسمان ستم مین جکڑے
ہوئے تھے اور سر امام مظلوم طشت مین زیر تخت رکھا ہوا تھا۔ آہ مومنین لہوف
مین عجب مضمون جانسوز لکھا ہے کہ جب جناب زینب نے اپنے ماںجائے کا سر اس
ذلت سے رکھا دیکھا تو اس مظلومہ ستمدیدہ نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور باواز
دردناک ایسی روئین کہ سننے والون کے دل پاش پاش ہو گئے اور قسم بخدا جو شخص
اس وقت مجلس یزید مین موجود تھا ہر شخص اس مخدومہ کے بین پر روتا تھا اور یزید
خاموش تھا ؎ سر حسین کجا مجلس شراب کجا ❊ ہجوم عام کجا آل بوتراب کجا ❊ اَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

مجلس دوم خواب جناب یوسف اور شمائل آنجناب خاتمہ اہل حرم کو جلا ہوا خیمہ ملنا اور جناب سکینہ کا لاش امام سے لپٹنا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ❊ خدای تعالے ارشاد فرماتا ہے
کہ اے محمد یاد کر تو اسوقت کو۔ کہا یوسف نے اپنے باپ سے کہ اے پدر بزرگوار میرے

بتحقیقکہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج مجکو سجدہ کرتے
ہین منقول ہے کہ ایک روز حضرت یوسف نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے
کھل گئے اور نور عظیم ظاہر ہوا ہے کہ اُس نے تمام جہان کو گھیر لیا اور صحرا اور پہاڑ سب
روشن ہو گئے اور دریا موج مارتا ہے اور دریا کی مچھلیان طرحطرحکی زبانون مین تسبیح
کرتے ہین اور حضرت یوسف کہتے ہین کہ مین ایک بلند پہاڑ پر تھا اور اسکے گرد سبز درخت
تھے اور نہرین جاری تھین اور مجکو ایک پوشاک نورانی ایسی پہنائی تھی کہ اُس کی
روشنی سے تمام چیزین روشن ہوگئی تھین اور زمین کے خزانون کی کنجیان میرے پاس
رکھی تھین - بعد اسکے مین نے دیکھا کہ گیارہ ستارون اور چاند و سورج نے آسمان سے
اُترکر مجکو سجدہ کیا اور حضرت یوسف کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی - ایک روز ایک
یہودی جناب نبوی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا محمد صلعم ان ستارون سے
خبر دیجکہ حضرت یوسف نے خواب مین دیکھے تھے اُن کا کیا نام تھا تو حضرت جبریل نے
فوراً انکے نامون سے مطلع کیا حضرت نے اس یہودی سے فرمایا کہ اگر انکے نام تجھے بتادونگا
تو ایمان لائیگا اُس نے کہا کہ ہان تو حضرت نے اُن ستارون کے نام بتادیئے اُس نے اقرار
کیا کہ واللہ یہی نام ہین اور ایمان لایا اور تعبیر اسکی یہ ہے کہ چاند و سورج سے تو اُن کے
مان باپ مراد ہین اور گیارہ ستارون سے کنایہ اُنکے گیارہ بھائی ہین اور حضرت یوسف
بادشاہ مصر کے ہونگے تو یہ سب کنعان سے مصر مین یوسف کے پاس جاکر سجدہ شکر باری
کرینگے اور اس خواب مین اور ملاقات یعقوبؑ یوسف مین چالیس[لہ] سال کا فصل تھا
جب یوسف نے یہ خواب اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا تو جانا کہ یوسف بڑا مرتبہ پائیگا
اسوقت حضرت یعقوبؑ نے اندیشہ کیا کہ اگر یوسف کے بھائی اس خواب کو سنین گے تو

لہ بعض تواریخ مین اسی برس ہین ۱۲

یوسف کے قتل یا ایذا رسانی کا قصد کرینگے کہ وہ خواب کی تعبیر کو سمجھتے ہین یا یہ کہ حضرت یعقوب کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ برادران یوسف اس خواب کو سُن کر حسد کرینگے اسواسطے حضرت یعقوب نے یوسف سے فرمایا کہ تو اپنے بھائیون کے روبرو اس خواب کو نہ بیان کرنا اور حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے اور حضرت یوسف کو وہ سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور انکی نظر یوسف کی پرورش پر بہت تھی کہ وہ حسن ظاہر اور کمال باطنی رکھتے تھے اور حسن و جمال اُن کا ایسا تھا کہ تمام عالم مین سے دو تہائی حسن تو یوسف مین تھا اور ایک تہائی تمام مخلوقات مین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دسوان حصہ حسن کا تمام عالم مین تھا اور باقی نو حصہ حسن یوسف تنہا مین تھے اور اندھیری رات اُنکے نور سے روشن ہوجاتی تھی اور گھونگریالے بال اور بڑی بڑی آنکھین تھین اور باریک کمر اور چھوٹے چھوٹے دانت اور باریک ناک اور رخسار راست پر ایک خال سیاہ تھا اور دونون آنکھون کے درمیان نور کی علامت تھی کہ گویا ماہ تابان ہے اور ہنسنے اور بات کرنے مین اُنکے دانتون کا نور اس قدر چمکتا تھا کہ در و دیوار روشن ہوجاتے تھے اور اگر گلی یا کوچہ مین گذر ہوتا تھا تو انکے جمال سے دیوارین روشن ہوجاتی تھین اور اُن کا بدن ایسا نازک تھا کہ اگر کوئی سبز چیز یا ترکاری کھاتے تھے تو انکے پوست مین سے ظاہر ہوتی تھی اور یہ حسن انکو میراث مین اُنکے دادا حضرت اسحاق سے پہنچا اور اسحاق کو انکی مادر گرامی حضرت سارہ سے پہنچا تھا اور سارہ کو جناب اقدس نے حور العین کی صورت پر پیدا کیا تھا اور کہتے ہین کہ حضرت آدمؑ حسن و جمال مین یوسف کی مثل تھے جس وقت اُنھون نے گیہون کھایا تو وہ حسن اُنمین سے جاتا رہا اور وہ حسن خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بخشا اور اس حسن کی جہت سے اور حضرت یعقوب کی محبت سے اُنکے بھائی اُنسے حسد

کرنیلگے لیکن نور محمد کا نور عرش پر بھی غالب ہو گیا تھا کہ آفتاب بوزعرش کے سات ٹکرون مین سے ایک ٹکڑا ہے اور وہ نور حضرت کے قلب مبارک مین تھا اور کبھی رخ اقدس پر بھی آجاتا تھا لیکن اس وقت کوئی دیکھنے کی تاب بھی نہ لاسکتا تھا۔ ایک شب عائشہ اپنی سوئی کو گھر مین ڈھونڈھتی تھین حضرت نے اپنی انگلی بجای چراغ کے سامنے کی تو عائشہ نے اسکی روشنی مین سوئی کو دیکھ لیا ہے

جائے کہ نور احمد مرسل کند ظہور	خورشید و ماہ کیست کہ لاف از ضیا زند
چون گرد سم مرکب جاہش رسد بعرش	عرش مجید بوسہ بر آن خاک پا زند
آن عندلیب قدس کہ در گلشن وصال	ہر گلبن دنی فتدلی نوا زند

وہی نور تو منتقل ہوا تھا۔ آپکے مولا و آقا جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف بھی اور یہی وجہ تھی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام بھی مکان تاریک مین تشریف رکھتے تھے تو ایک نور ایسا چہرۂ اقدس سے ساطع ہوتا تھا کہ لوگ سمجھ جاتے تھے کہ یہان امام حسین علیہ السلام رونق افروز ہین چنانچہ لکھا ہے کہ بعد شہادت سید الشہدا۔ اور تاراجی خیام جناب زینب اپنے بھائی کے عیال و اطفال کو لئے خاک پر بیٹھی بالون سے منھ چھپائے گریہ وزاری کرتی تھین جب کچھ رات گذری تو فضہ سے فرمایا کہ پسر سعد کے پاس جا کر کہہ کہ جب امام حسین علیہ السلام کو تیرے پاس پیغام بھیجنے کی ضرورت ہوتی تھی تو عباس کو بھیجتے تھے مگر اس وقت ع نہ قاسم نہ علی اکبر نہ عباس ہے حمیت عرب کیا ہوئی کہ دختران علی و فاطمہ بے مقنعہ و چادر خاک پر بیٹھین نوحہ وزاری کرتی ہین۔ ایک خیمہ تو ہم بے وارثون کو دیدے تاکہ ذرا اُس سے بچون کو لیکر وہان مقیم ہون جناب فضہ پیام دختر زہرا کا عمر سعد کے پاس لائین تو اس شقی کو یہ بھی منظور نہوا۔ اور

خاموش بیٹھا رہا جناب فضہ نے فرمایا کہ وائے ہو تجھپر ارے دختر سکلکشائے عالم ایک سوال کرتی ہے اور تو دریغ کرتا ہے یہ سن کر تمام حضار یدکار رونیلگے اور عمر سعد سے بولے کہ وائے ہو تجھپر کہ تونے قتل کیا فرزند رسول کو اور مال و اسباب اُن کا لوٹ لیا اور خیمو مین اُن کے آگ لگادی۔ اب دختر زہرا ایک خیمہ مانگتی ہے اور تو دینے مین تامل کرتا ہے افسوس صد افسوس اے پسر سعد ؎

تجھ سے شقی کا ساتھ دیا آہ کیا کیا		سید کا ہمنے خون کیا آہ کیا کیا

جب تمام سرداران فوج نے اسکو ملامت کی تو اُس نے کہا کہ اچھا کوئی خیمہ کہنہ بھیجدو جب اُن بیکسون کو خیمہ ملا تو جناب زینب نے سب اہل حرم اور بچون کو لیکر خاک پر بٹھایا۔ بعض روایات مین کیسا مضمون جانسوز وارد ہوا ہے۔ صاحبان اولاد اس مضمونکو غور سے سنین کہ خیمہ مین جابجا سوراخ آتش زدگی کے تھے اسمین جو روشنی چاند کی زمین پر پڑتی تھی تو جناب سکینہ بسبب کم سنی کے اُسپر جاکر منھ کے بل گرجاتی تھین۔ اس خیال سے کہ یہان امام حسین رونق افروز ہین۔ آہ آہ یہ وہی سکینہ ہے کہ جسکے بارہ مین امام مظلوم فرمایا کرتے تھے کہ وہ گھر مجھے قیدخانہ سے بدتر معلوم ہوتا ہے کہ جس مین سکینہ درباب نہ ہون یا اب یہ حال پہنچا ہے کہ کوئی سکینہ کا پرسان حال نہین۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ ایک لڑکی تین چار برس کی اور اس کا نام سکینہ تھا اپنے پدر بزرگوار کی لاش کے پاس آئی اور دوڑ کر لپٹ گئی چونکہ اسکی عمر کم تھی اُس نے خیال کیا کہ میرا باپ زندہ ہے کئی مرتبہ اے بابا اے بابا کہکے پکاری مگر کچھ جواب نہ پایا نا امید ہوکر اپنی مان کے پاس گئی اور کس حسرت سے رو رو کر کہنے لگی کہ جسکے بیان سے کلیجہ منھ کو آتا ہے کہا اے امان آج صبح سے کیا سبب ہے مجھے بابا نے پیار نہین کیا جب خیمہ سے باہر آتے تھے تو اسوقت

کبھی مین بابا بابا کہکر پکارتی رہگئی اور بابا منھ پھرائے چلے گئے اور مجھے گلے نہ لگایا۔ اے
امان اس وقت تو آپ نے خود دیکھا کہ مین کیونکر لپٹ کر بابا بابا پکارتی رہی مگر بابا نے کچھ جواب
نہ دیا اس بے توجہی کو کیا کہون۔ میرے بابا تو نہایت خوش مزاج اور حلیم اور خلیق تھے یہ بات
تو دو حال سے خالی نہین یا تو میری محبت بابا کے دل سے جاتی رہی یا میری عوض اپنی
اور کسی بیٹی کو پیار کرنے لگے یہ سنتے ہی حضرت رباب تڑپ گئین اور رو رو کر کہنے لگین کہ اے
سکینہ کس کی شکایت کرتی ہو کسے پکارتی ہو کون جواب دے الا قتل الحسین الا
ذبح الحسین اے سکینہ بابا تمھارا تو تشنہ لب قتل ہو گیا تم یتیم ہو گئین یہ سنتے ہی سکینہ
نے اپنے منھ پر طمانچے مارے اور دوڑ کر اپنے باپ کی لاش سے لپٹ گئین ؎

تقبل جسمان الحسین سکینۃ		وشمر لها بالسوط ضربا دمنع

اور مثل اپنا گلوئے بریدہ امام پر ملتی جاتی تھی اور بلک بلک کر روتی تھی پس اتنا رونا بھی
شمر ولد الزنا کو ناگوار ہوا اور تازیانہ لیکر بغیظ قریب جناب سکینہ کے آیا اور وہ بے ادبی کی کہ
جسکے بیان سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے مگر اتنا اشارہ کافی ہے کہ وہ معصومہ خاک پر تڑپنے لگی ؎

ضرلمها ضرب السیاط فتلتقی		بعمتها من حیث بالضرب توجع

پس وہ مظلومہ ظلم سے اُس بے ایمان کے رو کر جناب زینب کے دامن سے لپٹ گئین۔ اور
شکایت اُس کے ظلم و ستم کی کرنے لگین جناب زینب نے سینہ سے لگا لیا ؎

تقول لہ یا شمر و یحک خلہا		اذا کان بالقتیل ترضی و تقنع

اور بکمال منت اس شقی سے کہا کہ اے شمر تجھپر وائے ہو اسپر کیون ظلم کرتا ہے۔ یہ یتیمہ
تو فقط اتنا چاہتی ہے کہ اپنے باپکی لاش سے رخصت ہولے اور دل کھول کر رولے تیری
کیا خطا کرتی ہے۔ ارے ظالم یتیم کو دلاسا دیتے ہین یا تازیانہ لگاتے ہین۔ راوی کہتا

ہے دیکھا مین نے کہ وہ ظلم کیا اُس شقی نے کہ زمین و آسمان کو ہلا دیا اور جناب سکینہ کی کمر سے خون بہنے لگا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس سوم

براداران یوسف کا حسد۔ خاتمہ بروایت سہمال ۔

حیات القلوب مین علامہ مجلسیؒ نے بسند معتبر حضرت امام زین العابدین سے لکھا ہے کہ لوگون نے تین خصلتین تین شخصون سے سیکھی ہین۔ صبر جناب ایوبؑ سے اور شکر جناب نوحؑ سے اور حسد فرزندان یعقوبؑ سے۔ چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان مین بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے گھر مین ایک درخت تھا جب اُنکے کوئی بیٹا پیدا ہوتا تھا تو اُس درخت کی ایک شاخ نکلتی تھی جب وہ لڑکا بڑا ہو جاتا تھا تو حضرت یعقوب وہ شاخ اُس درخت کی اُس لڑکے کو دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تیرا عصا ہے کہ تیرے ساتھ اس نے نشو و نما پایا ہے جب جناب یوسف پیدا ہوئے تو اس درخت مین سے کوئی شاخ نہ نکلی جب حضرت کی عمر سات برس کی ہوئی تو اپنے باپ سے کہا کہ تمنے بھائیون کو عصا دیا مجھے کیون نہ دیا۔ خطاب رب العالمین ہوا کہ اے یعقوب یوسف کیواسطے مجھسے عصا طلب کر و مین دونگا حضرت یعقوبؑ نے درگاہ باری مین دعا کی تو حقتعالی نے جبرئیلؑ کے ہاتھ عصائے بہشت بھیجا کہ وہ زبرجد سبز کا تھا ایک رات یوسف نے خواب مین دیکھا کہ اُس عصا کو زمین مین گاڑا ہے اور بھائیون نے بھی اپنے اپنے عصا چارون طرف زمین مین گاڑے ہین یوسف کا عصا تو سرسبز و بلند ہو کر پھل اور پتے نکال لایا ہے اور شاخین اسکی نکل کر آسمان تک پہنچی ہین اور بھائیون کے عصا بدستور زمین مین گڑے ہین بعد اسکے ایک ہوا آئی کہ اُس نے تمام عصا اکھاڑ دریا مین ڈال دیئے مگر عصائے یوسف قایم ہے حضرت یوسف خواب سے ہراسان بیدار ہوئے اور وہ خواب اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا

یعقوب نے فرمایا کہ تیرا رتبہ بلند ہوگا۔ مگر برادران یوسف کو یہ سنکر حسد ہوا اور کہا کہ یہ خواب
دلالت کرتا ہے کہ وہ تمام عالم کا سردار ہوگا اور ہم بھی اسکے محکوم ہونگے حضرت یعقوب
ایکساعت یوسف کو اپنے سے جدا نکرتے تھے اور رات دن اپنے ہی پاس رکھتے تھے جب بارہ
برس کے ہوئے تو ایک شب جمعہ اپنے باپکی بغل مین سورہے تھے کہ خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے
اور چاند اور سورج مجھے سجدہ کرتے ہین حضرت یوسف بیدار ہوئے اور اپنے باپ سے خواب کو
بیان کیا تو جناب یعقوب نے منع کیا کہ یہ خواب اپنے بھائیون سے بیان نکرنا۔ لیکن برادران
یوسف مین سے کیسکی زوجہ سنتی تھی اس نے اپنے شوہر سے کہدیا اور یہ خبر سب مین مشہور ہوگئی
اور بعض کتب مین ہے کہ یوسف کا ایک بھائی بیدار تھا اور وہ سنتا تھا اُس نے سب بھائیونکو
خبر کردی تو سب بھائی جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ پدر بزرگوار تو یوسف
اور بنیامین کو ہم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین حالانکہ ہم ایک جماعت زبردست ہین ہمکو دوست
رکھنا مناسب تھا کہ اُنکی مدد کرسکتے ہین نہ کہ بچون کو کہ جو کسی طرحکی مدد نہین کرسکتے
اس معاملہ مین تو ہمارے باپ کی رائے خطا پر ہے یا یہ کہ محبت مین سب اولاد کو برابر رکھنا
چاہیے۔ روایات اہل بیت سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام برادران یوسف انبیا نتھے بلکہ
بندگان صالحین مین سے تھے کہ بعد توبہ کے حضرت یوسف نے سب کی خطا بخشدی تھی اور
حضرت یعقوب نے اُن کے حق مین استغفار کی تھی اور خدائے تعالیٰ نے اُن کا جرم بخشدیا
تھا۔ غرض برادران یوسف نے مشورہ کیا کہ باپ تو یوسف کو زیادہ دوست رکھتے ہین۔ اس کا
علاج کرنا چاہیئے بعض نے کہا کہ باپ سے یوسف کو علیحدہ کردو اور بعض نے کہا کہ قتل کردو
اور بعض نے کہا کہ کنوین مین گرادو۔ کوئی مسافر اسکو کنوین سے نکال لیجائیگا اور اس سے
یہی غرض ہے کہ باپ اور یوسف مین جدائی ہوجائے تاکہ پدر بزرگوار پھر ہمسے محبت کرنے

لگین اور پھر توبہ کرکے گناہ سے پاک ہوجاوینگے۔ اور مروی ہے کہ حضرت یعقوب کے
اصحاب یا ہمسایہ مین کئی آدمی روزہ دار بھوکے ہوکر انکو سو رہے اور جناب یعقوب نے
گوسفند ذبح کرکے کھایا اس وجہ سے حق تعالی نے یعقوب کو یوسف کی جدائی مین مبتلا
کیا اور وحی کی کہ اے یعقوب بلا پر مستعد رہو۔ اور اُسی رات کو جناب یوسف نے خواب
دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند و سورج سجدہ کرتے ہین۔ پھر تو جناب یعقوب کا یہ حال تھا
کہ اُنکی طرفسے ہر روز منادی ہوتی تھی کہ روزہ دار رات کا کھانا اور جو روزہ سے نہو وہ
دن کا کھانا یعقوب کے گھر کھائے۔ اور ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ مین نے روز جمعہ
مسجد مدینہ مین امام زین العابدینؑ کے ہمراہ نماز صبح ادا کی جب حضرت نماز سے فارغ ہوکر
دولت سرا مین تشریف لائے مین موجود تھا کہ حضرت نے ایک کنیز سے ارشاد فرمایا کہ آج
روز جمعہ ہے جو سایل دروازہ پر آئے اسکو کھانا ضرور دینا۔ مین نے عرض کیا کہ یہ کیا ضرور
ہے کہ سب سایل مستحق ہون فرمایا کہ مین خایف ہون کہ کسی مستحق کا سوال رد نہ ہوجائے
اور اس وجہ سے ہم پروہ بلا نازل ہو کہ جو آل یعقوب پر نازل ہوئی کہ ایک روز بروز جمعہ
سایل مومن روزہ دار حضرت یعقوب کے دروازہ پر آیا اور کسی نے اسکو کچھ نہ دیا حالانکہ
گھر والون نے سنا اور کھانا بھی زاید تھا تو مایوس ہوکر وہ سایل واپس ہوا اور بھوک
کی وجہ سے رونے لگا اور شکر خدا بجالایا اور دوسرے دن پھر روزہ رکھا اے مومنین! ایسے
آقائے کریم کے ساتھ مسلمانون نے کیا سلوک کیا ؏

سجاد پر تھے ظلم سیاہ ستمگر کے		تھے بیڑیون مین پانون جناب امیر کے

چنانچہ منہال سے مروی ہے کہ مین نے شہر شام مین جناب سید الساجدین کو قید خانہ کے
دروازہ پر کھڑا دیکھا اس حال سے کہ تمام بدن اقدس لاغر ہو رہا ہے اور چہرہ انور

مثل زعفران کے زرد ہے گلے میں طوق خاردار کا نشان ہے پاؤں میں زنجیر کے حلقوں سے زخم پڑ گئے ہیں۔ میں یہ حال دیکھکر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ گریہ گلوگیر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے تو حضرت بھی زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے منہال جیسے بنی اسرائیل نے آل فرعون میں بسر کی یہی حال ہمارا ہے کہ آل فرعون بنی اسرائیل کے فرزندوں کو قتل کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اے منہال کل کی بات ہے کہ عرب عجم پر فخر کرتے تھے کہ نبی آخرالزمان عرب تھے اور قریش باقی عرب پر فخر کرتے تھے کہ آنحضرت قریش میں سے تھے اور اب ہمارا یہ حال پہنچا کہ فرزند رسول کو معہ تمام اصحاب انصار کے تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا اور اُن کی اہلبیت کو اسیر کر کے شہر بشہر اور دیار بدیار تشہیر کیا۔ منہال کہتے ہیں کہ ناگاہ ایک معظمہ نے بآواز حزین و دردناک پکارا کہ اے بیٹا اے جان مادر اے یادگار برادر کہاں چلے گئے اور ہم بے والی اور بے وارثوں کو چھوڑ گئے سارا زمانہ دشمن ہو رہا ہے جلد اندر چلے آؤ۔ حضرت نے یہ سنکر جانے کا ارادہ کیا میں نے عرض کیا کہ یا مولا اب کہاں کا قصد ہے حضرت نے فرمایا کہ اے منہال اس قیدخانہ سے ماں بہنوں اور پھوپیوں کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں یہ قیدخانہ ایسا ہے کہ جسمیں ہوا کا بھی گذر نہیں ہر دم یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی بچہ گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جائے۔ چونکہ میں بیمار ہوں تو گھبرا کر کبھی کبھی باہر آجاتا ہوں۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ؁

مجلس چہارم رخصت جناب یعقوب و یوسف علیہما السلام اور برادران یوسف کی بیرحمی اور خاتمہ رخصت سید الشہدا ؑ

مروی ہے کہ جب راے برادران یوسف کی ایذا رسانی یوسف پر قرار پائی تو اپنے باپ کی

خدمت مین بکر و فریب سے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صحرا سر سبز و شاداب ہے ہم چاہتے
ہین صحرا کی سیر کرین اور یوسف کو بھی ہمارے ساتھ بھیجدیجے چونکہ جناب یعقوب نے
خواب دیکھا تھا کہ دس بھیڑیے یوسف کے گرد ہین اور اُسپر حملہ کرتے ہین اور اُنہین
جو بڑا بھیڑیا ہے وہ مانع آتا ہے آخر الامر زمین شگافتہ ہوئے اور یوسف اس مین
غائب ہو گئے۔ اِس وجہ سے جناب یعقوب نے جواب دیا کہ تم جاؤ مگر یوسف کو بھیجنے پر
میرا دل راضی نہین ہوتا کہ مبادا اُسے بھیڑیا کھاجائے تو فرزندان یعقوب نے انکو جواب
دیا کہ ہم جماعت زبردست ہین اُس کو بھیڑیا کیونکر کھاجائیگا جب برادرانِ یوسف نے
دیکھا کہ باپ ہمارا کہنا نہین مانتے تو یُوسف کو شوقِ سیر دلایا اور طرح طرح کے کھیلون کا
ذکر کیا اور کہا کہ صحرا مین پھول کھلے ہین درختون پر میوے لگے ہین وہان چل کر سبزہ اور
پھولون کی سیر کرین گے اور میوے کھائین گے یہ سن کر یوسف بھی راضی ہوگئے
اور اپنے باپ سے جانے پر مبالغہ کیا۔ کیا مناسبت ہے اس مضمون کو حال جناب
سید الشہدا سے کہ آپکو بھی کوفیان پر دغا نے نامے لکھے تھے کہ یا مولا آپ اس طرف
تشریف لائین صحرا سبز و شاداب ہین درخت بار ور ہین اور ہم سب لوگ آپکی نصرت
پر آمادہ ہین جب حضرت تشریف لائے تو کیا مہمانی کی ؎

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان	خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دام و دد ہمہ سیراب و می مکید	خاتم ز قحطِ آب سلیمانِ کربلا

آہ آہ وہ نہر کہ جو مہر جناب سیدہ مین تھی اسی نہر پر فرزند زہرا پانی پانی کرتا تھا اور
اور عمر سعد نے حکم دیا تھا کہ ؎

کافر تلک پیئین تو نہ تم منع کیجیو	پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو

الغرض جب یعقوب نے یوسف کو بھی آمادہ سیر پایا تو درد مفارقت یوسف گوارا کیا
اور فرمایا کہ یوسف کو نہلاؤ جب نہلانے سے فارغ ہوئے تو بالون مین شانہ کیا پیراہن
سفید پہنایا پیراہن حضرت ابراہیم بازو یا گلے پر بطور تعویذ باندھا عمامہ اسحاق سر پر
رکھا اور نعلین حضرت آدم پہنائین اور عصائے نوح ہاتھ مین دیا اور طرحطرح کے
کھانے پکاکر اور دودھ مین پانی اور شکر ملاکر ایک صراحی مین ہمراہ کردیا اور فرمایا کہ
دروازہ سے باہر شجرۃ الوداع کے نیچے ٹھہرنا کہ مین بھی آتا ہون۔ برادران یوسف
معہ یوسف کے اس درخت کے نیچے جاکر ٹھہرے۔ تھوڑی دیر مین جناب یعقوب
بھی وہان پہنچے آہ آہ حضرات رو بیے حال پر یعقوب کربلائے کہ کس طرحسے اپنے فرزند
نوجوان کو رخصت کیا جبکہ علی اکبر نے اپنے پدر بزرگوار سے آکر شکایت کی پیاس کی
تو سید الشہدا نے اپنی زبان علی اکبر کے منھ مین دی فوراً علی اکبر نے منھ پھیر لیا اور عرض
کیا کہ ای بابا آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے خیال فرماؤ صاحبان
اولاد کہ امام مظلوم کس طرحسے برابر کے لال کو رخصت کرتے ہین کہ ردائے پیغمبر دوش اقدس سے
اُتار کر بجائے کفن پہنادی اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھا کر چہرۂ علی اکبر بطور حنوط ملی
الغرض منقول ہے کہ یوسف کی ایک بہن تھی جسوقت یوسف کو بھائی لیگئے اور جناب
یعقوب اُنکی رخصت کیواسطے وہان گئے تو ہمشیرہ یوسف سوتی تھی اُس نے خواب مین
دیکھا کہ یوسف کو باپکی بغل سے بھیڑیے لیگئے ہین بیقرار ہوکر خواب سے بیدار ہوئی
اور پوچھا کہ یوسف کہان ہین معلوم ہوا کہ بھائیون کے ہمراہ صحرا کو گیا ہے یہ سُن کر
ایک آہ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور بہت بیقرار ہوئی حضرات بہنون کو تو بھائیون
سے اکثر محبت ہوتی ہے اُسیوقت دوڑ کر شجرۃ الوداع کے پاس پہنچی اور یوسف کے پاؤن پر

گر کے کہا کہ اے بھیا میں تیری لونڈی ہون مجھے بھی اپنے ہمراہ لیچل جس زمین پر تو اتریگا
اُس زمین کو مین پلکون سے جھاڑونگی اور اگر تجکو بھوک لگے گی تو تیرے واسطے کھانا
پکاونگی اور اپنی جدائی مین مجھے مبتلا نکر حضرت یوسف اپنی بہن کی باتین سنکر زار زار
رونیلگے ہ کیون حضرات کسی اور بھائی اور بہن کی رخصت کا بھی آپکو خیال آیا یا نہین
وہ رخصت جناب زینب کی اور آپکے آقا کی ہے کہ جب آپ آخری رخصت کو خیمہ مین تشریف
لائے تو ۷

کوئی پائے امام بیکس و بے یار سے لپٹی		رکابون سے کوئی کوئی سمم رہوار سے لپٹی
سکینہ رو کے دامان شہ ابرار سے لپٹی		چلے جب ان کو حضرت آکے زینب پیار سے لپٹی

عجب گلمے فراق و درد کے بھائی بہن مین تھے۔ ہائے مومنین اس مقام پر کسی شاعر
نے غضب کا شعر کہا ہے یعنی جناب زینب نے حضرت سے کہا کہ اے بھیا ۷

گو صبر و تحمل دم بیداد کرونگی		پر یاد تم آؤگے تو فریاد کرونگی

جب جناب زینب نے دیکھا کہ میرا مان جایا کسی طرح نہین رکتا تو رو رو کر چلائین کہ ای
بھیا تم تو جاتے ہو ایک مرتبہ اور بھی میرے پاس ہوتے جاؤ ایک حسرت میرے دل مین اور
رہی جاتی ہے سنتے ہی حضرت اپنی بہن کی طرف پھرے اور قریب آکر فرمایا کہ اے بہن عمدہ
کیا کہتی ہو عرض کیا جناب زینب نے کہ اے بھیا کیونکر عرض کرون بے ادبی ہے ذرا
آپ اپنا تکمۂ پیراہن تو کھول دیجے کہ میری ایک آرزو رہی جاتی ہے جو ہین امام مظلوم نے
گریبان کھولا تو بڑھ کر جناب زینب نے گلوئے انور کا بوسہ لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ای بہن
یہ کیا کرتی ہو جناب زینب نے عرض کیا کہ اے بھیا یہ وہ جگہ ہے کہ جہان جد نامدار بوسے لیا
کرتے تھے اس بوسہ گاہ کی زیارت پھر مجھے کہان نصیب ہوگی اور بعض نے اس مقام پر غضب کا

مضمون پڑھا ہے جناب زینب نے کہا کہ اے بھیا وقت رحلت مادر گرامی نے فرمایا تھا کہ اے زینب جب میرا نور نظر آخری رخصت کو خیمہ مین آئے تو میری طرف سے گلوئے حسین کے بوسے لینا یہ سن کر امام حسین رونے لگے اور فرمایا کہ تم بھی اے بہن قریب آؤ کہ میری بھی ایک آرزو ہے جب جناب زینب حضرت کے پاس گئین تو حضرت نے شانۂ جناب زینب کا بوسہ لیا وہ مظلومہ بولین کہ اے بھیا یہ آپ کیا کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اے بہن یہ وہ شانہ ہے کہ تھوڑی دیر مین میری شہادت کے بعد رسن ظلم سے باندھا جائیگا۔ ادھر بہن رونے لگی ادھر بھائی روتے ہوئے خیمہ سے نکلے۔ منقول ہے کہ حضرت چند قدم گئے تھے کہ پھر ایک دختر چہار سالہ کی آواز آئی کہ اے بابا کہان جاتے ہو ذرا ٹھہر جاؤ بیٹی کے دل مین بھی ایک آرزو ہے اُسے کون بر لائیگا پھر آپنے گھوڑے کی باگ خیمہ کی طرف پھیری اور قریب آکر فرمایا کہ کیا کہتی ہو جناب سکینہ نے عرض کیا کہ آپ گھوڑے سے اُترینگے تو عرض کرونگی۔ جب آپ کے آقا گھوڑے سے اُترے۔ حضرات اس وقت تو آپکے آقا مین طاقت اترنے کی کہان تھی عزیزون کے صدمات نے ضیعف کر دیا تھا۔ غم عباس سے کمر ٹوٹ چکی تھی۔ علی اکبر کے صدمہ سے بینائی نے بھی جواب دیدیا ہے اور زخمون سے بدن چور ہو رہا ہے خون کا دریا بدن سے جاری ہے ہائے کون اُتارے آپکے آقا کو راہوار سے۔ ہائے کسی شاعر نے عجب شعر لکھا ہے ؎

حرم تو گھوڑے سے شبیر کو اُتارتے تھے	حسین اکبر و عباس کو پکارتے تھے

الغرض جب امام حسین علیہ السلام ذوالجناح سے اُترے تو جناب سکینہ نے کہا کہ ذرا بیٹھ جایئے۔ مومنین بیٹی کی کیا خاطر عزیز تھی اُسی جگہ خاک پر بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کہتی ہو اس مظلومہ نے عرض کیا کہ آپ ہمیشہ مجھے گود مین سلایا کرتے تھے مین چاہتی

ہون کہ اس وقت آخری مین مجھے گود مین لیکر زانو پر بٹھایے اور گلے سے لگا لیجیے کہ پھر یہ آغوش مجھے کہان نصیب ہوگی یہ سُن کر امام مظلوم رونے لگے اور دونون ہاتھ پھیلا دیے وہ صاحبزادی دوڑ کر لپٹ گئی اور اپنا سر کبھی تو سینۂ اقدس پر اور کبھی دوش اقدس پر رکھتی تھی حضرت چاہتے تھے کہ کسی طرح اس بچی کو جدا کرین مگر وہ صاحبزادی نچھوڑتی تھی آخر تسلّی اور دلاسا دیکر گود سے اُتارا اور چاہا کہ ذوالجناح پر سوار ہون۔ آہ آہ کوئی رکاب تھامنے والا نہ تھا۔ ؎

کرتا سوار کون شہ مشرقین کو		زینب نے آکے تھام رکاب حسین کو

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پنجم

فضیلت فرزند صالح اور مفارقت جناب یعقوب و یوسف علیہما السلام اور خاتمہ بر حال تشنگی جناب سکینہ دختر شاہ مدینہ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ۔ پروردگار عالم قرآن مجید و فرقان حمید مین فرماتا ہے کہ مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہین اور باقیات صالحات ہین۔ اسی مضمون کو شاعر نے ادا کیا ہے ؎

دنیا مین پسر باپ کی زینت کا سبب ہے		اولاد کا ہونا بھی بڑی بخشش رب ہے

اور حدیث مین ہے کہ چھ چیزون کا ثواب بعد وفات مومن کے اس کو پہنچتا ہے۔ اول جو طریقۂ خیر کہ جاری کر جائے۔ خواہ زبانی لوگون کو تعلیم کرے خواہ تصنیف کرے کہ خلق خدا اُس سے ہدایت پائے۔ دوسرے وہ کنوان کہ اُس نے بنایا ہو اور خلق خدا اُس سے نفع اُٹھائے۔ تیسرے وہ پانی کہ جاری کیا ہو مثل نہر کے۔ چوتھے وہ درخت کہ اُس نے بویا ہو اور بندگان خدا اُس سے راحت پائین۔ پانچوین قرآن یا کتب علمیہ سے جو کتاب وقف کی ہو اور چھوڑ گیا ہو

کہ بعد اُس کے لوگ پڑھین - چھٹے وہ فرزند کہ جو اُس کے حق مین استغفار کرے - ایسی ہی اولاد
کے بارہ مین معصوم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم جسکو دوست رکھتا ہے تو اسکی بہترین اولاد سے
لے لیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیا اور ائمہ کا مفارقت اولاد سے جو امتحان لیا گیا تو اسی اولاد
کی جدائی سے امتحان لیا کہ جو تمام اولاد مین زیادہ دوست ہو جیسے کہ جناب یعقوب علیہ السلام
سے وہی فرزند جدا ہوا کہ جسکو وہ بہت رکھتے تھے اور یہ محبت ہی گویا باعث انکی جدائی کا ہوی
چنانچہ تفسیر **عمدۃ البیان** مین ہے کہ بہزار جبر حضرت یعقوب نے یوسف کو اُنکے بھائیون
کے سپرد کیا اور رخصت کیا تو ہر شاخ شجرۃ الوداع سے آواز الفراق الفراق آتی تھی اور
ہر ایک بھائی اپنے اپنے وار سے یوسف کو کاندھے پر سوار کرتا تھا مگر جب اپنے باپ کی نظر
سے غائب ہوگئے تو انکو زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ ہم کہان تک تیرا بوجھ اُٹھائین اپنے پانون
سے چل حضرت یوسف رو رو کر کہنے لگے کہ اے بھائیو میرا کیا گناہ ہے کہ مجھے پیدل دوڑاتے
ہو اور میرے بچپنے پر رحم نہین کرتے - انھون نے کچھ نہ سنا اور ایک طمانچہ یوسف کے منھ پر
مارا اور اپنے آگے آگے دوڑایا یہان تک کہ جوتیان بھی ٹوٹ گئین اُس وقت اُنکو ننگے پا
کانٹون پر دوڑاتے تھے تو پانون زخمی ہوگئے اور بھاگتے بھاگتے تھک گئے اور بھوک پیاس کی
جس بھائی سے حمایت چاہتے تھے وہی طمانچہ مارتا تھا اور کوئی لات مارتا تھا اور کوئی کان
ملتا تھا - مومنین حضرت یوسف کا یہ حال حضرت حسنین علیہما السلام کے حال سے کیسا مشا
ہے کہ جب جناب رسالتمآب زندہ تھے تو لوگ حسنین کو پیار کرتے تھے اور اپنے کاندھون پر سوار
کرنیکا فخر جانتے تھے چنانچہ ایک روز آنحضرت حسنین کو کاندھے پر سوار کئے محلہ بنی نجار سے
لاتے تھے ہر ایک شخص اصحاب رسول صلعم سے خواہش کرتا تھا کہ حسنین کو ہم کاندھے پر سوار
کرکے شرف حاصل کرین اور جب آنحضرت نے وفات پائی تو حسنین کیساتھ کیا سلوک کیا

زہر دادے آب بستے خانہ ویران ساختے	اے فلک ہرگز نبودے آشنائے اہل بیت

ہائے روز عاشورہ کوئی ایسا بھی نتھا کہ جو امام حسین علیہ السلام کو ذوالجناح پر سوار کرتا ۵

تھامے جو رکاب آکے نہ بیٹا تھا نہ بھائی	پر آہ پیمبر کی نواسی نکل آئی

القصہ حضرت یوسف کو ننگے پانوں صحرا مین دوڑاتے تھے یہان تک کہ آفتاب بلند ہوا اور
ہوا گرم ہو گئی اُس وقت پیاس کا غلبہ ہوا تو روبیل کے پاس گئے اور کہا کہ اے بھائی تو
سب مین بڑا ہے اور میرا بھائی اور خالہ کا بیٹا بھی ہے اور باپ نے تیرے ہی سپرد کیا تھا
میری کم سنی پر رحم کر اور تھوڑا پانی مجھے پلادے روبیل نے کچھ نہ سُنا اور ایک طمانچہ اِس
زور سے حضرت یوسف کے روے اقدس پر مارا کہ بیتاب ہو گئے تو شمعون سے کہا کہ مین
تشنگی سے مرتا ہون اور جان بلب ہون میری صراحی مجکو دے کہ مین پانی پیون شمعون نے
وہ پانی زمین پر گرا دیا مگر یوسف کو ایک قطرہ نہ دیا۔ اور جو کھانا کہ باپ نے ہمراہ کر دیا تھا وہ
سب نے کھایا اور یوسف کو ایک لقمہ نہ دیا یوسف نے شمعون سے کہا کہ یہ پانی تمنے زمین پر کیون
گرا دیا کہا کہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ تیرا خون زمین پر گرائین۔ تو پانی کا پیاسا ہے اور ہم تیرے
خون کے پیاسے ہین یوسف یہ سنکر کانپ گئے اور کھانا پانی سب بھول گئے اور بھوک اور پیاس
کا جب بہت غلبہ ہوا تو بے طاقت ہو کر زمین پر گر پڑے اور رونے لگے اور قبلہ کی جانب منھ
کر کے دعا کی کہ خداوندا جیسے میرے جد کو آتش نمرود سے نجات دی ہے میرے بوڑھے باپ پر
رحم کر اور مجھے قتل سے نجات دے یہ مناجات سن کر یہودا کو رحم آیا اور یوسف سے کہا کہ تو
اپنا دل قوی رکھ کہ جب تک مین زندہ ہون کوئی تجکو قتل نکر سکے گا۔ کیون مومنین کیا مشابہت
ہے اس مضمون کو جناب سکینہ دختر حسین کے حال سے چنانچہ صاحب **نظم الاحزان**
لکھتے ہین کہ اعدائے دین راہ شام و کوفہ مین اسیران اہل بیت کو بھوکا پیاسا رسن بستہ

لئے جاتے تھے اور جہان چشمہ شیرین ملتا تھا ساری فوج مع اسپ و شتر سیراب ہوتے تھے مگر ذریت رسول و اولاد بتول کہ انکو کھانے کے بدلے وارثون کے غم اور پینے کے بدلے خون دل میسر آتا تھا اور ذرا ذرا سے بچے مارے پیاس کے جان بلب تھے اور کوئی بے رحم انپر رحم نکرتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک روز تمام لشکر عمر سعد بسبب نایابی آب کے بیقرار و پریشان تھا کہ یکایک ایک چشمہ دور سے دکھائی دیا۔ مومنین جائے عبرت ہے کہ اولاد پیغمبر اور ذریت ساقی کوثر کو ایسی جگہ کہ جہان سایہ تک نتھا اوپر سے دھوپ پڑتی تھی اور میدان عرب کا گرم ریت اور زنجیرون کے حلقے گرم ہو ہو کر بدن کو جلائے دیتے تھے اور وہ بیحیا چشمہ کے پاس اترے اور خود بھی سیراب ہوئے بلکہ جانورون تک کو بھی پانی پلایا اور یہان اولاد علی و فاطمہ مین شور العطش العطش پانی پانی کا بلند تھا۔ راوی کہتا ہے کہ نہین بھولتا مجھے تڑپنا اور بیقرار ہونا جناب سکینہ کا کہ وہ یتیمہ حسین بسبب کمسنی اور تشنگی کے نہایت مضطرب الحال تھی اور بیتابانہ استغاثہ کرتی تھی کہ آہ آہ اس وقت میرے بابا کہان ہین کہ مین بھوک کے مارے بیتاب ہون کہ ذرا آکر مجھے اپنے سینہ اقدس پر سلادین اور میرے عم نامدار کہان ہین کہ ذرا سا پانی مجھے پلادین کہ شدت تشنگی سے میرا جگر پھٹا جاتا ہے اور قریب ہلاکت ہون یہ کہتی جاتی تھی اور بار بار بنگاہ حسرت و یاس چشمہ کی طرف دیکھتی جاتی تھین۔ ناگاہ ایک منافق ایک جام آب لئے آیا اور بولا کہ اے دختر حسین میرے پاس آ کہ تجھے پانی سے سیراب کردون کہ تو بڑی دیر سے پیاسی ہے اور پانی مانگتی ہے یہ کہکر اس شقی نے وہ کاسہ آب جناب مظلومہ کی طرف بڑہایا جب اُس یتیمہ حسین نے قریب جاکر چاہا کہ ہاتھ سے اسکے لین ہائے اُس شقی نے کیا غضب کیا کہ جسکے بیان سے جگر پھٹا جاتا ہے کہ از راہ بے رحمی اُس کاسہ کو زمین پر پٹک دیا اور وہ پانی بالکل بہ گیا اور یہ صاحبزادی اس حالتِ امید مین مایوس

ہوگئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ اے ملعون اگر تجھے پانی نہ دینا تھا تو مجھے کیوں بلایا اور دکھا کر زمین پر بہا دیا اس شقاوت سے کیا فائدہ ہوا۔ وہ صاحبزادی روتی ہوئی اپنی پھوپی جناب زینب سے لپٹ کر ہچکیاں لے لیکر کہنے لگی کہ اے پھوپی جان آپ نے کچھ دیکھا اس شقی کی عداوت کو کہ کیونکر اسکے دل مین پوشیدہ تھی کہ مجھے پانی دکھا کر زمین پر بہا دیا۔ ای پھوپی اگر میرے بابا اور چچا اور بھائی زندہ ہوتے تو یہ ذلت و خواری ہم کیون اٹھاتے یہ بات سُن کر جناب زینب بہت روئین اور جس نیزہ پر سر امام مظلوم تھا اس کے پاس جا کر اپنی مصیبتون کی شکایت کی حضرات ایک کلمہ ایسا جانسوز یاد آیا ہے کہ جس کو سُن کر عاشقانِ امام بیتاب ہو جائینگے کیا عجب ہی کہ امام مظلوم نے بھی باعجاز فرمایا ہو کہ ای خواہر غمدیدہ تمکو صبر لازم ہے اور اپنی مادر عالی وقار کی مصائب کو خیال کرو

آن در کہ جبرئیل امین بود خادمش	اہلِ ستم بہ پہلوے خیر النسا زدند

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ✤

مجلس ششم

یوسف کے پاس چاہ مین جبرئیل کا بصورت یعقوب آنا اور یوسف کا اپنا حال بیان کرنا۔ خاتمہ روز عاشورہ جبرئیل کا آنا اور تاراجی خیام بزبان فاطمہ صغرا ✤

جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب برادران یوسف یوسف کو ہمراہ لیکر گھر سے باہر نکلے تو حضرت یعقوب جدائی سے بیقرار ہوکر اُن کے پاس پہنچے اور یوسف کو اپنے سینہ سے لگایا اور پھر اُن کے ہمراہ گیا وہ یوسف کو لیکر بہت جلد وہان سے چلے کہ مبادا پدر بزرگوار ہمسے یوسف کو چھین لین اور پھر ندین جب یقین ہوگیا کہ یعقوب اب نہ آئینگے تو یوسف کو ایک بن مین لائے اور کہا کہ اسکو ذبح کرکے یہان ڈال دو

کہ اِس کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ تو روئیل یا یہودا نے کہا کہ قتل نکرو مگر کنوین مین ڈال دو کہ کوئی

قافلہ والا اسکو لیجائیگا اور اسی پر سب کی رائے متفق ہوئی اور ایک کنوان کہ جو شہر کنعان

سے تین فرسنگ تھا اور اُسکا پانی شور تھا اور اندر سے نہایت تاریک تھا مگر حضرت یوسف

کے گرنے سے وہ روشن اور شیرین ہو گیا تھا اور اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا

اور ستّر ہاتھ گہرا اور راستہ سے دور تھا۔ اور بعض نے چار یا سات سو ہاتھ گہرا بھی لکھا ہے

برادرانِ یوسف اِن کو کشان کشان کنوین پر لائے ہر چند وہ روتے اور فریاد کرتے تھے

مگر کوئی انکی فریادرسی نکرتا تھا۔ جب یوسف نے دیکھا کہ یہ اپنے ظلم سے باز نہ آئینگے تو اسوقت

اُنسے کہا کہ مجکو اِس قدر مہلت دو کہ مین دو رکعت نماز آخری پڑھ لون اُنھون نے کہا کہ تو

نماز پڑھنی کیا جانے یوسف نے کہا کہ آخر تو مین پیغمبر زادہ ہون اور اپنے باپ کے ہمراہ محراب

مین کھڑا ہوتا تھا یہودا نے کہا کہ اِس کو نماز پڑھنے دو۔ اُس وقت یوسف نے دوگانہ

ادا کیا اور خاک پر اپنا منھ رکھکر کہا کہ خداوندا مین نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا ہے

ما بندہ ایم و مصلحتِ ما رضای تست		خواہی ببخش و خواہی بکش رای رای تست

یہ حال جناب یوسف کا کسقدر مشابہ ہے حال پسران مسلم سے کہ حارث شقی نے دونون

صاحبزادون کی مُشکین باندھ کر کھڑا کر دیا کہ تمام شب مشکین بندھے کھڑے رہے اور رو بھی نہ

سکے اور صبحکو قتل کرنے کے واسطے نہر پر لیچلا صاحبزادون نے کہا کہ اگر تجھکو زر درکار ہے تو

ہماری زلفین تراش کر بازار مین بیع کر لے اور ہماری قیمت سے فائدہ مند ہو۔ جب اس نے

نہ مانا تو کہا کہ اچھا ہمکو زندہ ہی ابنِ زیاد کے پاس لیچل وہ جو چاہے ہمارے بارہ مین حکم

کرے اُس شقی نے کہا کہ یہ بھی نہو گا کہ ع

مدت ہوئی تلوار ہمین خون سے بھری ہے		سادات کے سر کاٹنے کی مجکو خوشی ہے

آخر اُن صاحبزادون نے کہا کہ ہمکو اِس قدر مہلت دے کہ ہم دو رکعت نماز آخری ادا
کرلین حارث شقی بولا کہ اگر تمکو نماز کچھ فائدہ دے تو پڑھ لو۔ آہ مومنین ابھی وہ بچے
نماز سے فارغ نہوے تھے کہ حارث شقی نے زمین و آسمان کو ہلادیا۔ مسلم کے چراغون کو
گل کردیا۔ الغرض جب جناب یوسف نماز سے فارغ ہوئے تو بھائیون نے ارادہ کیا
کہ انکو کنوین مین ڈالدین تو حضرت یوسف سے کہا کہ کُرتہ اتار یوسف نے کہا کہ زندہ کو
ستر پوش چاہیئے اور مردہ کو کفن۔ یہ کُرتہ میرا رہنے دو کہ اگر زندہ رہا تو ستر پوش ہے اور
اگر مرگیا تو یہ میرا کفن ہوگا۔ بھائیون نے کہا کہ وہ چاند اور سورج اور ستارے تجکو کپڑا پہنائینگے
یوسف دونون ہاتھون سے گریبان پکڑے ہوے تھے اور فریاد کرتے تھے۔ بھائیون نے جبراً
کُرتہ اتروایا۔ کیون حضرات انسان کو کفن کا کیسا خیال ہوتا ہے۔ آہ مومنین کوئی بے کفن
بھی پڑا رہا ہے وہ کون ہے ؎

دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین		بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

۔ کہتے ہین کہ لاش اُس مظلوم کی کئی روز تک ریگ گرم کربلا پر برہنہ پڑی رہی۔ قمی رحمۃ اللہ
نے اپنے تفسیر مین لکھا ہے کہ یوسف کو کنارہ چاہ پر لائے اور کہا کہ کرتہ اتار وہ رونیلگے اور کہا
کہ اے بھائیو مجھے برہنہ نکرو تب تو ایک نے چھری نکالی اور کہا کہ کرتہ اُتار ورنہ تجھے قتل کردونگا
تب تو بخوف جان حضرت یوسف نے کرتہ اُتارا۔ اور بھائیون نے یوسف کی کمر مین رسّی
باندھکر کنوین مین لٹکایا یوسف نے کہا کہ خیر جو تمنے ظلم کیا وہ کیا لیکن باپکے ساتھ یہ نیکی پیش آنا
اور جو تمنے میرے ساتھ کیا ہے اسکی خبر باپ کو نہ کرنا کہ مبادا وہ تمھارے حق مین بددعا کرین
اور تمپر عذاب نازل ہو رُوبیل یہ سنکر برہم ہوا اور آدھے راستہ سے رسّی کاٹ دی یوسف
نے کہا کہ افسوس باپ کا دیدار نصیب نہوا۔ ہنوز یوسف کنوین کی تہ پر نہ پہنچے تھے کہ

جبرئیلؑ بحکم رب جلیل اُسی وقت کنوین مین پہنچے اور یوسف کو کنوین کی تہ پر پہنچنے سے پہلے اُٹھالیا مگر یوسف بیہوش ہو گئے تھے۔ آہستہ سے اُنکو پتھر پر لٹادیا اور وہ پتھر بحکم خدا پانی کے اوپر ہو گیا تھا جبرئیلؑ نے بہشت کے کپڑے یوسف کو پہنائے اور شربت پلایا اور انپر ملے تو ان کے زخم بدن اچھے ہو گئے۔ اور بنا بر بعض روایات کے حضرت ابراہیم کا کرتہ جو بازوے یوسف پر بندھا تھا کھول کر اسکو پہنایا۔ ہائے مومنین اب یہ استغاثہ ذاکر کا حضرت جبرئیل سے ہے کہ بروز عاشورہ کیا مصلحت تھی کہ جسکے گہوارہ جنبانی کا فخر تھا اسکے بدن پارہ پارہ سے کیون اپنے پردن کو نہ ملا حالانکہ یوسف زہرا کا کثرت جراحات سے یہ حال تھا کہ جب امام حسین علیہ السلام آخری رخصت کو خیمہ مین تشریف لائے تو جناب زینب نے نہ پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے شخص تو کون ہے کہ جو اس طرح بے باکانہ خیام مین چلا آتا ہے۔ یہان اہل بیت رسول ہین کیا میرا ماں جایا فرزند زہرا شہید ہو گیا جناب سید الشہدا نے رو کر فرمایا کہ اے بہن زینب اب انقلاب زمانہ سے ہمارا یہ حال پہنچا ہے کہ تمنے بھی نہ پہچانا ؎

جانِ نبی ہون فاطمہ کے دل کا چین ہون		زینب تمھین بہن ہو مری مین حسین ہون

الغرض جبرئیل نے درگاہ باری مین عرض کیا کہ خداوندا مجھے اجازت دے کہ مین یعقوب کی صورت مین ہو کر یوسف کے پاس جاؤن تاکہ اسکی تسلّی ہو۔ حکم پہنچا کہ ایسا ہی کرو۔ جبرئیلؑ بصورت یعقوب یوسف کے پاس آئے اور اُن کا سر اپنی بغل مین لیا جب یوسف کو ہوش آیا اور جبرئیل کی بغل مین اپنا سر دیکھا اور جانا کہ یہ میرا باپ ہے تو دونون ہاتھ جبرئیل کی گردن مین ڈال کر فریاد کی کہ اے بابا تم کہان تھے کہ بھائیون نے میرے ساتھ کیا کیا۔ مجکو تمسے جدا کر کے برہنہ پا صحرا میں کانٹون پر دوڑایا اور کھانا اور پانی سب نے

کھایا پیا مگر مجھے نہ دیا طمانچون سے میرے رخسارے نیلے کر دیئے میرے گیسو خاک خونین آلودہ کیے میرا کرتہ جو تمنے مجھے پہنایا تھا اس کو اتار لیا۔ لاتین میری پشت پر مارین رستی میری کمر مین باندھ کر کنوین مین لٹکایا۔ اے بابا تم میرے منھ کی طرف تو ذرا دیکھو اور طمانچون کا زخم ملاحظہ کرو اور میری پشت کو دیکھو اور اثر زخمون کا ملاحظہ فرمایئے۔ یوسف تو یہ باتین کرتے تھے اور در و دیوار سے آواز نالہ آتی تھی اور جبرئیل خروش کرتے تھے اور تمام ملائکہ بھی روتے تھے جبریل نے عرض کیا کہ مین یعقوب نہین بلکہ مین جبریل ہون خدا کا بھیجا ہوا تمھارے پاس آیا ہون۔ کیون حضرات کوئی اور وقت بھی ملائکہ کے خروش کا آپکو یاد آیا۔ آہ آہ وہ وقت تھا کہ جب شمر بے حیا عزت اسلام کھو چکا اور چراغ مزار مصطفوی کو بجھا دیا تو **جلاء العیون** مین لکھا ہے کہ ایک شخص درمیان لشکر نعرہ زنان نمایان ہوا لوگون نے اسکو منع کیا اُس نے جواب دیا کہ مین کس طرح فریاد و نالہ نکرون حالانکہ جناب رسول خدا صلعم کھڑے ہین اور تم لوگون کا حال مشاہدہ کر رہے ہین مجھے ڈر ہے کہ کہین زمین و آسمان اہل زمین پر نفرین نکرین کہ سب ہلاک ہو جائین اور مین بھی ہلاک ہون۔ اُن اشقیا نے کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اس آواز پر متنبہ ہوے اور کہا کہ بخدا جو کچھ ہمنے کیا اپنے واسطے کیا آہ سردار جوانان جنت کو ابن زیاد کی خوشی کے لیے قتل کیا۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ وہ فریادی کون تھا آپ نے فرمایا کہ وہ جبریل امین تھے ہائے صاحبان غیرت پھر تو ان اشقیا نے غضب کر دیا کہ درانہ خیمون مین دھنس آئے اور اہل حرم کو لوٹنا شروع کیا کسینے چادر جناب زینب کے سر سے کھینچ لی کسینے ام کلثوم کو سر برہنہ کر دیا کسینے کانون کو جناب سکینہ کے لہولہان کر دیا وَھُنَّ یَلُذْنَ بَعْضُھُنَّ اِلٰی بَعْضٍ

وَیَصِحْنَ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ اور وہ سب حالتِ اضطرار میں ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی تھیں اور نوحہ و فریاد کرتی تھیں۔ فاطمہ دخترِ امام مظلوم سے مروی ہے کہ میں کمسن تھی اور دو خلخالِ طلا میرے پانون میں تھیں۔ ایک بیحیا اُتار رہا تھا اور روتا تھا میں نے کہا اے دشمنِ خدا تو کیون روتا ہے اُس نے کہا کیونکر نہ رووُن حالانکہ دخترِ رسول کو لوٹ رہا ہون میں نے کہا کہ اگر تو یہ جانتا ہے تو پھر کیون مجھے لوٹتا ہے اس نے کہا کہ اگر میں نہ لونگا تو اور کوئی لیجائیگا۔ اور فاطمہ صغرا دخترِ مظلومِ کربلا سے منقول ہے کہ بعد شہادت پدر بزرگوار میں بے ہوش و حیران درِ خیمہ پر کھڑی تھی اور اپنے بھائیون اور عزیزون اور باپ کو خاک و خون میں غلطان دیکھکر متفکر تھی کہ دیکھیئے اشقیائے بنی اُمیہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں قتل کرینگے یا قید کرینگے۔ ناگاہ ایک سوار خونخوار نیزہ ہاتھ میں لئے آیا اور عورتون کی پیٹھ پر مارتا تھا اور یہ عورتیں بھاگتی تھیں اور جو اُنکے پاس تھا اسکو لوٹ لیتا تھا اور یہ عورتیں فریاد کرتی تھیں ؎

أَیَا جَدَّنَا لَمْ یَتْرُکُوْا لِنِسَائِنَا — خِمَارًا وَّ لَا ثَوْبًا وَّ لَمْ یَبْقَ بُرْقُعُ
أَیَا جَدَّنَا شِمْرٌ یَجُرُّ قِنَاعَنَا — وَیَضْرِبُنَا ضَرْبَ الْاِمَاءِ وَیُوْجِعُ

اے نانا ان لوگون نے ہمکو ایسا لوٹا ہے کہ اب کسی کے سر پر ہم میں سے کوئی چیز از قسم چادر و برقع نہیں۔ اے جدِ بزرگوار دُہائی ہے کہ شمر بیحیا ہماری چادریں چھینے لیتا ہے اور پھر یہ غضب ہے کہ ہمکو مثل کنیزون کے مارتا ہے۔ آیا اس گروہ میں کوئی مسلمان نہیں ہے کہ جو ہماری نصرت کرے۔ کوئی مومن اس جماعت میں نہیں ہے کہ ہمکو پناہ دے۔ میں اس حال کے دیکھنے سے کانپنے لگی اور اپنی پھوپیون کو ڈھونڈتی تھی کہ اُنکے پاس جاکر چھپ جاؤن۔ ناگاہ اس لعین کی نظر مجھپر پڑی میں بھاگی اُس نے نوکِ نیزہ میرے شانو نکے

ہیچمین چھوڑدی تومین اس صدمہ سے منھ کے بل زمین پر گر پڑی اُس شقی نے میرا کان
چاک کرکے گوشوارے اُتار لئے اور میرے سر سے مقنعہ چھین لیا اور خیمون کی طرف چلا گیا
مین اس صدمہ سے بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تومین نے دیکھا کہ میری پھوپی جناب
زینب میرے سرھانے بیٹھی روتی ہین اور فرماتی ہین کہ اے بیٹا اُٹھو چلکے دیکھین
کہ دختران فاطمہ پر کیا گذری مین نے کہا کہ اے پھوپی میرے پاس تو چادر تک بھی نہین
رہی اپنی چادر مجھے اُڑھا دیجیے تو پھوپی نے مجھسے فرمایا کہ اے بیٹا مین بھی مثل تیری سر برہنہ
ہون جب مین خیمہ مین آئی تو دیکھا کہ سب اسباب ہمارا اشقیا نے لوٹ لیا اور ہمارے
بھائی زین العابدین مُنہ کے بل زمین پر پڑے ہین اور ہم لوگون کے حال زار پر رو رہے
ہین - الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہفتم در فضیلت نماز جماعت - اور وصیت جناب یوسف وخاتمہ گریہ سید سجاد

قال اللہ تبارک وتعالی وارکعوا مع الراکعین پروردگار عالم قرآن مجید
وفرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے کہ اے نمازیو رکوع کرو تم رکوع کرنیوالون کے ساتھ
مفسرین مین یہ مشہور ہے کہ اس سے مراد نماز جماعت ہے - مروی ہے کہ نماز جماعت
کو فرادا پر ۲۴ درجہ فضیلت ہے اور دوسری حدیث مین ۲۵ درجہ وارد ہے - اور
تیسری حدیث مین ۲۷ درجہ اور چوتھی روایت مین ۲۹ درجہ فضیلت ہے - اور ایک روایت
مین ہے کہ نماز جماعت کی ایک رکعت چوبیس رکعتون سے افضل ہے کہ یہ چوبیس
رکعتین ایسی ہون کہ جسکی ہر ایک رکعت چالیس سال کی عبادت سے افضل ہو چونکہ ہمارے
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمتہ اللعالمین تھے اس وجہ سے آپکی امت پر پروردگار
عالم نے کیسی رحمت فرمائی کہ ایک امام اور ایک ماموم سے بھی نماز جماعت ہو سکتی ہے

اور امم سابقہ اس فضیلت سے محروم تھین چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان مین مروی ہے
کہ جب برادرانِ یوسف نے یہ ارادہ کیا کہ یوسف کا کرتہ خون مین آلودہ کر کے باپکو دکھاینگے
اور کہینگے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور دیکھ لو کہ یہ کُرتہ خون آلودہ موجود ہے ایک نے
نے اُنمین سے یہ کہا کہ کیا تمھارا یہ گمان ہے کہ خدا تعالے اپنے نبی سے یہ خبر پوشیدہ
رکھے گا تب اُنھون نے کہا کہ پھر کیا حیلہ کرنا چاہیئے کہ جس سے یہ خبر پوشیدہ رہے کہا
کہ غسل کرو اور جماعت سے نماز پڑھو اور درگاہِ خدا مین زاری کرو کہ خدائے تعالیٰ یہ خبر
اپنے نبی پر پوشیدہ رکھے کہ وہ بخشنے والا اور کریم ہے وہ سب اُٹھے اور غسل کیا اور حضرت
ابراہیم و اسحاق و یعقوب کی سنت یہ تھی کہ جب تک گیارہ آدمی نہوتے تھے تو نماز
جماعت نہین ہو سکتی تھی کہ اُنمین سے ایک امام ہوتا تھا اور دس آدمی اُس کے
پیچھے ماموم بنتے تھے اور برادرانِ یوسف اُس وقت دس ہی تھے۔ یعقوب کے
بارہ بیٹون مین یوسف اور بنیامین وہان موجود نہ تھے۔ کہنے لگے کہ کس طرح نماز جماعت
پڑھین کہ ہم مین امام نہین کہا کہ خدا کو اپنا امام مقرر کرو۔ اس طرح سے اُنھون نے
نماز پڑھ کر درگاہ باری مین تضرع و زاری کی اور کہا کہ خداوندا اس خبر کو پوشیدہ رکھ
یہی سبب تھا کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یعقوب پر یہ خبر پوشیدہ رکھی۔ آہ آہ مومنین
مجھے اس وقت ایک اور نماز جماعت یاد آگئی وہ نماز جماعت آپکے آقا حسینؑ نے
روز عاشورہ پڑھائی تھی کہ زہیر بن قین اور سعد بن عبداللہ آگے کھڑے ہوئے اور
فرزند رسول نے باقی صحابہ کے ساتھ نماز خوف ادا کی مگر اس وقت آپ حضرات اپنے
آقا کی نماز عصر پڑھنا بھی مختصر سن لیجئے۔ چنانچہ عبدالحمید کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام
تو خاکِ گرم پر بے ہوش پڑے تھے اور تمام جسم تیرون اور نیزون سے چھنا ہوا تھا ناگاہ

شمر ملعون بار خنجر کی انگلیون پر دیکھتا آستین چڑھاتا حضرت کے پاس پہنچا اور اُسکی
بے ادبی سے حضرت پر ایسا صدمہ ہوا کہ غش سے آنکھین کھول دین اور فرمایا کہ اے شمر
اتنی مہلت دے کہ مین نماز عصر ادا کرون نہ معلوم کہ اس کلمہ نے کیا اثر کیا کہ وہ شقی ہٹ
گیا حضرت نے چاہا کہ ہاتھ ٹیک کر اُٹھین مگر انگلیان اور ہتیلیان ایسی زخمی تھین
کہ تیورا کر گر پڑے آخر الامر بدشواری کہنیان ٹیک کر اُٹھے اور دستہائے مجروح اور
خون آلودہ سے تیمم کیا اور فرمایا کہ اے زمین کربلا گواہ رہنا کہ حسین کو مرتے دم تک
پانی نہین ملا مجبور ہو کر تیمم کرتا ہون اور حضرت نے مشکل سے نماز عصر ادا کی۔ الغرض
امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب جناب یوسف کو کنوین مین ڈالا
تو برادران یوسف کو یہ گمان تھا کہ یوسف پانی مین ڈوب جائیگا جب یوسف کنوین کی
تہ مین پہنچے تو اپنے بھائیون کو آواز دی کہ اے بھائیو یعقوب کو میرا سلام کہنا جس وقت
اُنھون نے یوسف کی آواز سُنی تو مشورہ کیا کہ یہان سے نجاوے جب تک نہ معلوم ہو کہ وہ مرگیا
اُنھون نے شام تک قیام کیا جب رات ہوئی تو وہان سے کچھ بھی اور ایک مقام پر جاکر
ٹھہرے اور یہودا فرصت پاکر اور بھائیون کو غافل دیکھکر کنوین پر گیا اور آواز دی کہ اے
بھائی اے یوسف تو زندہ ہے یا مرگیا یوسف نے کہا کہ نہ زندہ ہون اور نہ مردہ اور تو کون ہے
کہ بیچارون اور غریبون اور بیکسون کے حال کو دریافت کرتا ہے کہا کہ مین تیرا بھائی یہودا ہون
اے بھائی تیرا کیا حال ہے یوسف نے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہو کہ مان اور باپ سے دور ہوکر
کنوین مین پڑا ہو اور موت اسکی قریب ہو اور کوئی اپنا مونس و ہمدم و یار غمگسار نہ رکھتا ہو اور
نہ زمین پر مثل زندون کی اور نہ زمین کے اندر مانند مردون کی ہو۔ یہودا کا دل یہ سن کر درد مین
آیا اور یوسف کے لڑکپن اور غریبی پر بہت رویا حضرت یوسف نے آواز دی کہ اے برادر یہ وقت

وصیت کا ہے اور رونیکا وقت نہین ہے یہودا نے کہا کیا وصیت ہے کہا کہ میری یہ وصیت
ہے کہ جب تم گھر مین پہنچو تو میری بیکسی کو یاد کرنا۔ اور جب کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو میری بھوک
اور پیاس کو یاد کرنا اور جب پوشاک بدلو تو میری برہنگی کو یاد کرنا اور جب کسی شادی یا مجمع مین جمع ہو
تو میری تنہائی اور پریشانی کو یاد کرنا یہودا یہ سُن کر بآواز بلند رونے لگا۔ اُسکی آواز بھائیون
کے کانون مین پہنچے تو وہان سے اُٹھ کر کنوین پر گئے اور یہودا کو بہت ملامت کی اور چاہا کہ کنوین
مین ایک بڑا سا پتھر ڈال دین مگر یہودا نے منع کیا لیکن ایک پتھر اسکے منھ پر رکھ کر کنعان کو روانہ
ہوئے۔ کیون عاشقانِ حسین اب کیا حاجتِ بیان ہے۔ اِس وصیت سے کیا مشابہ ہے وصیت
امام مظلوم کی روز عاشورہ کہ جب آپ آخری رخصت کو خیام حرم مین تشریف لائے تو امام
زین العابدین علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے بیٹا جب تم قید سے چھوٹ کے مدینہ جانا
تو ہمارے شیعون کو ہمارا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اے شیعو میرے امام حسین نے تمھارے ہی
واسطے گھر چھوڑ کر گرمی کے موسم مین ذرا ذرا سے بچون کو ساتھ لیکر سفر غربت اختیار کیا اور تمام
عزیز و انصار کو آنکھون کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے دیکھا اور تین دن کی بھوک اور پیاس مین
خود بھی جام شہادت پیا۔ پس جب تم آب سرد و شیرین پینا تو مجھ مظلوم کی پیاس کو ضرور
یاد کر لینا اور جب کبھی کسی غریب و شہید کا حال سننا تو میری بیکسی و غربت پر ضرور آنسو بہانا

ہر سنگ جہان را کہ بر دسنگر آشئے اولم ہدآیے	یزید لعین خشک گلوی شۂ الافریاد خدایا

ہائے کیا پیاس تھی امام مظلوم کی لکھا ہے امام حسین پیاس سے زبان کو بار بار چباتے
تھے اور زبان کو اتنا چبایا تھا کہ زبان زخمی ہوگئی تھی اور بحرین مین تو عجیب فقرہ
لکھا ہے کہ جسکو عاشقانِ حسین سُن بھی نہین سکتے۔ لکھا ہے کہ آپ کے آقا کی زبان
ایسی ہوگئی تھی کہ جیسے جلا ہوا چمڑا ہوتا ہے ہائے اُسی پیاس کو تو یاد کرکے امام زین العابدین

علیہ السلام رویا کرتے تھے اور جب تک زندہ رہے رویا کئے۔ اور جب سے اپنے پدر بزرگوار کا سر طشت مین دیکھا تو حضرت نے کبھی کلہ گوسفند نہین کھایا۔ اور جب راہ مین گذر ہوتا تھا تو قصاب کلہ گوسفند پر کپڑا ڈال دیتے تھے۔ کسی نے جناب سید الساجدین سے عرض کیا کہ اے مولا کہانتک روئیے گا ایسا نہو کہ روتے روتے آپ ہلاک ہو جائین تو حضرت نے فرمایا کہ اے شخص یعقوب کے بارہ بیٹون مین سے ایک بیٹا گم ہوا تھا تو حضرت یعقوب اس قدر روے کہ آنکھین سفید ہو گئین۔ حالانکہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے اور میری آنکھون کے آگے تو سترہ یا اٹھارہ بنی ہاشم کہ مثل ونظیر اپنا نہ رکھتے تھے دو پہر کے عرصہ مین مثل گوسفند ان قربانی ذبح ہوگئے اور اُن کے سر نیزون پر چڑہائے گئے اور شہر بشہر پھرائے گئے کہ اُن کا غم میرے دل سے دور نہوگا وَمَا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ اَوْ مَاءٌ اِلَّا بَكٰى بُكَاءً اَشَدَّ يُدًا حَتّٰى بَلَّ الطَّعَامُ مِنَ الدُّمُوْعِ۔ اور کبھی اُن جناب کے آگے کھانا یا پانی نہ رکھا جاتا تھا۔ مگر یہ کہ اس شدت سے روتے تھے کہ وہ کھانا آنسوؤن سے تر ہو جاتا تھا اگر کوئی عرض کرتا تھا کہ اے مولا نوش کیون نہین فرماتے تو جواب مین یہی فرماتے تھے قُتِلَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَانًا وَ اَنَا اٰكُلُ وَاَشْرَبُ الْمَاءَ آہ آہ فرزند فاطمہ زہرا تو پیاسا ذبح کیا جائے اور مین کھاتا پیتا ہون اور اگر کسی جانور کو ذبح ہوتے دیکھتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دن کہین وہ جناب جاتے تھے تو ایک قصاب کو دیکھا کہ بقصد ذبح ایک گوسفند کو باندہ رہا ہے حضرت کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اے شخص کیا کرتا ہے وہ بولا کہ یا مولا حکم خدا و رسول جاری کرتا ہون یہ سُن کے آپ نے فرمایا کہ اے بھائی تو نے اسے سیراب

بھی کیا ہے یا نہین۔ اُس نے عرض کیا کہ یا مولا ہم لوگون کا یہ معمول ہے کہ جانور کو پہلے سیر و سیراب کر لیتے ہین اور پھر ذبح کرتے ہین یہ سُن کر حضرت مین تاب ضبط نہ رہی بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور فرمایا کہ خدا لعنت کرے اُس قوم پر کہ جس نے میرے بابا کو کہ جو فرزند رسول تھے مع عزیز و اقربا تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کر ڈالا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ کیا کرتے ہین ہ

اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند		آزردہ رفت از تو لب تشنۂ حسین

الا لعنة الله علے القوم الظالمین۔

مجلس ہشتم برادران یوسف کا خدمت یعقوب مین خبر مرگ یوسف سنانا اور یعقوب کا بے ہوش ہو جانا۔ خاتمہ امام حسین کی آنکھو نپر گے تیر لگے تھے ؛

تَغَیَّرَتِ الْمَوَدَّۃُ وَالْاِخَاءُ		وَقَلَّ الصِّدْقُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین شکایت مین زمانہ کی اور دوستان دنیا کی بے اعتباری مین کہ یہ رنگ ہو گیا ہے کہ دوستی اور برادری گم ہو گئی اور صدق و راستی ایسی جاتی رہی کہ اب امیدین بھی دوستون اور عزیزون سے منقطع ہو گئین ہ

وَکُلُّ مَوَدَّۃٍ لِلّٰہِ یَصْفُوْا وَکُلُّ جِرَاحَۃٍ فَلَہَا دَوَاءٌ		وَلَا یَصْفُوْ مِنَ الْفِسْقِ الْاِخَاءُ وَسُوْءُ الْخُلْقِ لَیْسَ لَہٗ دَوَاءٌ

اور وہ دوستی جو خدا کے لئے ہو وہ عیوب اور خرابیون سے صاف ہوتی ہے اور جو محبت کہ فسق و فجور سے ہو وہ ہرگز صاف نہین ہوتی اور ہر زخم کی دوا او علاج ہے مگر بدخلقی کے زخم کا علاج نہین ہ

اِخِلَّاءٌ اِذَا اسْتَغْنَیْتُ عَنْہُمْ		وَاَعْدَاءٌ اِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ

اور حال زمانہ کا یہ ہے کہ جب تک مجھے استغنا اور تونگری ہے دوستون اور عزیزون
سے جب تک تو سب دوست ہین اور جب کبھی بلا و مصیبت مین مبتلا ہوتا ہون
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست ہی نہین۔ بلکہ سب دوست دشمن جان ہو جاتے
ہین دیکھیے زمانہ کا ہمیشہ یہی حال رہا ہے کہ بھائیون سے کیسے کیسے رنج پہنچے ہین
قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ برادران یوسف نے یوسف کو کیسے آزار پہنچائے
چنانچہ مروی ہے کہ جس دن حضرت یعقوب نے یوسف کو معہ برادران سیر کیواسطے
بھیجا تو یعقوب اُس روز تمام دن انتظار یوسف مین شجرۃ الوداع کے نزدیک
ایک ٹیلے پر بیٹھے رہے اور یوسف کی بہن سے شوق کی باتین کرتے رہے یہانتک
کہ نماز مغرب کا وقت آگیا مگر فرزند اُلٹے نہ پھرے تو یعقوب کو بیقراری زیادہ ہوئی
ہمشیرۂ یوسف سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے بھائی ابتک واپس نہوے
اور بنا بر بعض روایات کے وہ سب شب کو وہان ہی رہے اور دوسرے دن
شام کو آئے۔ ناگاہ حضرت یعقوب نے ٹیلے پر سے ایک گرد دیکھی تو اپنی دختر سے
پوچھا کہ اِس گرد مین کیا معلوم ہوتا ہے ہمشیرۂ یوسف نے کہا کہ بھائی آتے
ہین لیکن یوسف اُنمین نہین حضرت یعقوب نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ اُنکو
آواز دو کہ وہ ٹیلے پر آئین۔ خواہر یوسف نے آواز دی کہ اے فرزندانِ یعقوب
اِدھر آؤ کہ باپ تمھارے یہان منتظر ہین تو گریبان اپنے اُنھون نے چاک کئے
اور فریاد وا اخاہ وا یوسفاہ کی کرتے ہوئے آئے اور کرتہ خون آلودہ اپنے پدر بزرگوار
کو دکھلایا اور کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا حضرت یعقوب یہ سنتے ہی بے ہوش ہو گئے
اور زمین پر گر پڑے اُدھر ہمشیرۂ یوسف بھی نعرہ مار کر بیہوش ہو گئی۔ انھون نے

باپ کا یہ حال دیکھکر شور و فغان زیادہ کیا اور روئیل نے باپ کا سر بغل مین لیا ۵

فریاد از غریبی و بے یاری حسین		وز نالہائے دمبدم و زاری حسین

ہاے کربلا مین کوئی ایسا نہ تھا کہ یعقوب کربلا کا روز عاشورہ غم علی اکبر مین ساتھ دیتا

کہ جب آپ کے آقا ٹھوکرین کھا کھا کر گرتے تھے ۵

کبھی اٹھے تو کبھی شاہ مشرقین گرے		لکھا ہے یہ کہ بہتّر جگہ حسین گرے

الغرض یہودا نے جس وقت دیکھا کہ دم چلنے کا اثر کچھ بھی باقی نہیں ہے تو بھائیون سے

کہا کہ یہ کیا حرکت تمنے کی کہ یوسف کو کنوین مین ڈال کر پدر ضعیف کو ہلاک کیا اور اپنے

اوپر زبان ملامت دراز کی۔ حضرت یعقوب کو اُسی حالت بیہوشی مین فریاد کنان اور نعرہ

زنان گھر مین لائے۔ حضرت یعقوب تمام شب بیہوش رہے علی الصباح آنکھین کھولین

اور پوچھا کہ یوسف کہان ہے سب نے کہا کہ اُس کو بھیڑیا کھا گیا اور یہ کرتہ خون

آلودہ اُسی کا ہے۔ یعقوب یہ سُن کر اور یوسف کا کُرتہ دیکھکر بیہوش ہوگئے اور ہمشیرہ

یوسف روتی ہوئی سرہانے یعقوب کے آئی اور ایک قطرہ اُسکی آنکھ سے رخسارہ یعقوب پر

گرا تو اُس وقت حضرت یعقوب نے آنکھ کھولی اور پوچھا کہ مین کہان ہون۔ لوگون نے

کہا کہ اپنے گھر مین ہو۔ پوچھا کہ یوسف کہان ہے لوگون نے کہا کہ اور تو سب ہین۔ مگر

یوسف نہین۔ بعد اس کے یوسف کا کُرتہ طلب کرکے سونگھا تو ایک آہ سرد دل پُر درد

سے کھینچی اور بیہوش ہوگئے جب ذرا ہوش آیا تو کرتہ کو اپنے منھ پر ڈال کر اس قدر گریہ

کیا کہ چہرہ کُرتہ کے خون سے رنگین ہوگیا جب دیکھا تو کُرتہ کو سالم پایا۔ تب فرمایا کہ

بھیڑیا یوسف پر ایسا غضبناک تھا کہ یوسف کو تو کھا گیا اور کرتہ پر ایسا مہربان تھا کہ

اُسکو نہ پھاڑا۔ اگر یوسف کو بھیڑیا کھاتا تو کُرتہ بھی ضرور پھٹتا یہ تمھاری بناوٹ ہے

میرا فرزند تو مظلوم ہوا ہے اور تم نے کوئی مکر اُسکے ساتھ کیا ہے حضرت یعقوب اُن سب سے
منھ پھرا کر نوحہ کرتے اور کہتے تھے کہ میرے حبیب یوسف کو مجھسے چھین لیا جس کو سب
فرزندون سے مین نے اپنے لئے اختیار کیا تھا میرے حبیب یوسف کو مجھسے دور کیا
مین اُسی سے اپنے تمام فرزندون مین سے امید رکھتا تھا میرے حبیب یوسف کو مجھسے
دور کیا جسکے سر کے نیچے دہنا ہاتھ اور منھ پر بایان ہاتھ رکھا کرتا تھا میرے حبیب یوسف کو
مجھسے دور کیا جو میری وحشت و تنہائی کا مونس تھا۔ اے میرے حبیب یوسف کاش مین
جانتا کہ کسی پہاڑ پر تجھے پھینک دیا یا کسی دریا مین غرق کیا ہے۔ اے میرے حبیب
یوسف کاش مین تیرے ہمراہ ہوتا کہ جو بلا تجھپر آئی ہے مجھپر بھی آتی۔ پھر فرزندان یعقوب
نے دو سرے دن یہ مشورہ کیا کہ کسی طرح یہ اندیشہ باپ کے دل سے دور کرنا چاہیئے۔
کسی نے کہا کہ یوسف کو کنوئین سے نکال کر لائین اور اُس کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
باپ کے پاس لیجائین۔ یہودا نے کہا کہ تم نے مجھسے عہد کیا تھا کہ یوسف کو قتل نکرینگے
۔ وقت نماز مغرب جب گھر مین آئے تو باپ نے اُن کے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اُس بھیڑیے
کو میرے پاس لاؤ تاکہ مین اُس سے دریافت کرون تو وہ جنگل مین گئے اور ایک بھیڑیے
کو گرفتار کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لائے حضرت یعقوب نے پہلے اُس کے
ہاتھ پانون کھلوا دیئے اور پھر فرمایا کہ اے بھیڑیے تجھکو شرم نہ آئی کہ تو نے میرے
میوۂ دل اور نور چشم کو کھالیا بھیڑیے نے باآواز بلند کہا کہ یا نبی اللہ مین نے اسکو
ہرگز نہین کھایا کہ خون اور گوشت انبیا کا ہمپر حرام ہے بلکہ مین تو اس سرزمین
پر اپنے رشتہ دارون اور عزیزون سے ملنے آیا تھا۔ آپکے بیٹے مجھے ناحق پکڑ لائے
۔ کیون حضرات جانورون پر تو گوشت انبیا کا حرام ہو۔ اور خدا لعنت کرے اُس

اُمّتِ نابکار پر کہ جو خونِ رسول سے پیدا ہوا تھا اُسی کو روزِ عاشورہ زمین کربلا پر بہا دیا اور وہی بدنِ اقدس کہ جو شیرِ بتول پیکر پرورش ہوا تھا اُسی کو تیر و شمشیر و سنان سے پارہ پارہ کیا ؎

آن سر کہ بر سنان شدہ زہرا السبینہ داشت	وین جسم تازہ بود بدامانِ فاطمہ
اے شمر این گلو کہ بریدی زِ تیغ کین	خنجر زدی بہ سینۂ سوزانِ فاطمہ
ہر تیر کینۂ کہ بچشم حسین رسید	بس زخمہا ازان شدہ بر جانِ فاطمہ

آہ آہ حضرات اِس شاعر نے تو ایک تیر ہی پڑنا امام حسین علیہ السلام کی آنکھ پر لکھا ہے آپکے آقا کی آنکھ پر تو تیر پر تیر اور نیزون پر نیزے لگے تھے۔ مگر یہان دو تیر اور ایک نیزہ کا حال عرض کرتا ہون مومنین بیٹا تو نورِ نظر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بیٹے کے مرنے کے بعد بصارتِ چشم جاتی رہتی ہے جیسے حضرتِ یعقوب نابینا ہو گئے تھے تو گویا وہ نیزہ کہ جو سینۂ علی اکبر پر لگا تھا وہی نیزہ امام حسین علیہ السلام کی آنکھ پر لگا تھا اور جب علی اکبر نے گھوڑے سے گر کر آواز دی تو حضرت کا یہ حال تھا کہ راستہ نظر نہ آتا تھا زمین پر ٹھوکرین کھا کھا گر پڑتے تھے۔ اب دو تیرون کا حال اور سُن لیجئے اور امام حسین کو پُرسا دیجئے وہ بھائی کہ جس کو مثل اولاد کے پرورش کیا ہو اُس کا داغ بھی بیٹے سے کم نہین ہوتا ؎

اِس داغ کو نہ پیر نہ برنا سے پوچھئے	بھائی کا داغ دلبر زہرا سے پوچھئے

جب امام حسین علیہ السلام لاشِ عباس پر پہنچے ہین تو حضرت نے سرِ جناب عباس کا اپنی آغوش مین لیا تو جنابِ عباس نے عرض کیا کہ یا مولا جب مین پیدا ہوا تھا تو مین نے پہلے پہل آپ ہی کے چہرۂ انور پر نظر کی تھی اور آپ ہی کی آغوش مین آنکھین

کھولی تھیں اب میں چاہتا ہوں کہ آخری وقت میں بھی آپکی زیارت سے محروم
نہ رہوں مگر کیا کروں مجبور ہوں ایک آنکھ پر تو تیر لگا ہے اور اُس کا خون بہکر دوسری
آنکھ پر جم گیا ہے۔ اگر غور فرمائیے تو یہ تیر آپکے آقا کی آنکھ پر ہی لگا ہے اور دوسرے
تیر کا حال صاحبانِ اولاد کیونکر سُن سکتے ہین۔ آہ آہ وہ وہ تیر ہے کہ جس سے
گودِ شہر بانو کی خالی ہو گئی اور بازوے امام حسینؑ زخمی ہو گیا جس تیر سے علی اصغر
کی دودھ بڑہائی ہوئی یہ تیر سید الشہدا کی آنکھ پر ایسا پڑا ہے کہ جس سے سید الساجدین
کا کلیجہ بھی چھن گیا۔ چنانچہ منہال سے مروی ہے کہ مین ایک دفعہ جناب امام زین العابدین
کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے مجھسے فرمایا کہ اے منہال مختار کا کیا حال ہے
مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مختار آپکے پدر بزرگوار و عزیز و انصار کے قاتلوں کو
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر واصلِ نار کر رہے ہین تو آپ نے نہ تو قاتل علی اکبر کا حال
دریافت کیا نہ قاتل عباس کو پوچھا اور نہ شمر کو دریافت فرمایا اور نہ خولی کو پوچھا
پہلے آپ نے یہی فرمایا کہ اے منہال حرملہ بن کاہل بھی مختار کے ہاتھ آیا یا نہین
مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ابھی وہ ملعون کوفہ مین زندہ ہے آہ آہ حضرت
نے ایک آہ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور دعا کی خداوندا اُسے آگ کا مزہ دنیا
مین بھی چکھا۔ منہال کہتے ہین کہ مین کوفہ مین آیا اور مختار کی ملاقات کو گیا تو مختار
نے مجھسے کہا کہ تم شریک حکومت نہ ہوئے مین نے کہا مین مکہ مین تھا ناگاہ ایک
شخص نے آکر خوشخبری سنائی کہ حرملہ بھی گرفتار ہوا جب حرملہ کو سامنے لائے
تو بروایت ابو مخنف مختار نے حرملہ کو دیکھا اور رو کر کہا کہ اے ملعون کیا ظلم
کیا تو نے کہ طفل شیر خوار کو تیر سے شہید کیا اے شقی تو نہ جانتا تھا کہ یہ دلبر فرزند

رسول ہے سرور المومنین مین ہے کہ جب حرملہ کو دربار مختار مین گرفتار کر کے لائے تو ایک ساعت تک مختار روئے نحس اُس شقی کا دیکھتے رہے اور بہت روئے اور پوچھا کہ اے حرملہ سچ کہہ کہ تو نے معرکہ کربلا مین فرزند رسول سے کیا سلوک کیا۔ سنتا ہون کہ تو فن تیر اندازی مین کامل ہے اُس نے کہا کہ اے امیر میرے ترکش مین دس تیر سہ پہلو زہر آلودہ تھے اس مین سے سات تیرون نے تو خطا کی مگر تین تیر کارگر ہوئے۔ ایک تیر سینۂ اقدس مظلوم کربلا پر ایسا پڑا کہ پشت کے پار ہو گیا۔ اور اُس سے خون ایسا جاری ہوا جیسے پرنالہ سے پانی بہتا ہے دوسرے تیر نے گلوئے نازنین علی اصغر اور بازوے امام حسین علیہ السلام زخمی کیا۔ تیسرا تیر مشک علمدار پر ایسا پڑا کہ جس سے تمام پانی بہگیا اور اطفال حسین پیاسے رہگئے۔ یہ سُن کر مختار اور حضار دربار بیساختہ رونیلگے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؁

مجلس نہم ۔ دربیان زہد و گریہ امام حسن علیہ السلام و حضرت آدم و یعقوب و یوسف و خاتمہ برشہادت علی اکبر۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی قُلْ نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ کَانُوْا یَفْقَھُوْنَ فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۔ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے کہہ اُن لوگون سے کہ آتش جہنم حرارت مین بہت سخت ہے اگر تم سمجھو پس چاہیئے کہ ہنسو کم اور روؤ زیادہ کہ بدلا دینا اُن کو بسبب اُس کے ہے کہ جو وہ حاصل کرتے ہین جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو مین جانتا ہون وہ تم بھی جانو تو بہت کم ہنسو اور گریہ بہت کرو اور بہشت

دوزخ میں کھائیاں ہیں انسے رونے والے ہی گذر سکتے ہیں۔ اور حضرت امام
حسنؑ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عابد و زاہد تھے اور پیدل مدینہ سے حج کیا
کرتے تھے اور پیادہ ہوکر رمی جمرات ثلثہ کیا کرتے تھے اور کبھی پا برہنہ چلتے
تھے اور جب ذکر موت کا اور زندہ ہوکر اٹھنے کا اور میدان حشر میں آنے کا اور
صراط اور خدا کے سامنے کھڑے ہونیکا ہوتا تھا تو ایسے روتے تھے کہ دم الٹ
جاتا تھا اور غش آجاتا تھا اور جب نماز پر کھڑے ہوتے تھے تو تھر تھر کانپتے تھے
خوف خدا سے اور جب بہشت و دوزخ کا ذکر ہوتا تو ایسے بیقرار ہو جاتے تھے کہ
جیسے کسی کو بچھو یا سانپ نے کاٹا ہو اور سوال بہشت کرتے تھے اور دوزخ سے
پناہ مانگتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ بڑے رونے والے انبیائے
سابقین میں تین شخص گذرے ہیں حضرت آدمؑ و یعقوبؑ و یوسفؑ پس آدم
تو روئے فراق بہشت پر تا آنکہ نشان گڑھوں کے اُن کے دونوں رخساروں پر
پیدا ہوئے اور یوسف روئے جدائی میں اپنے پدر بزرگوار کی۔ اسقدر کہ قید خانہ
میں قیدی اُن کے رونے سے گھبرائے اور تنگ ہوکر کہا کہ اے یوسف یا دنکو
روؤ اور شب کو خاموش رہا کرو یا شب کو روؤ اور دن کو خاموش رہو۔ جیسے
اہل مدینہ نے آکر جناب امیر علیہ السلام سے جناب سیدہ کی شکایت کی کہ یا
حضرت نہ ہمسے اپنے کاروبار دن کو ہو سکتے ہیں نہ رات کو۔ ہماری طرف سے
آپ جناب سیدہ سے کہئے کہ یا دن کو رویا کریں اور شب کو خاموش رہیں
یا شب کو رویا کریں اور دن کو خاموش رہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ پیام اہل مدینہ
کا جناب سیدہ کو دیا تو جناب سیدہ اور شدت سے روئیں اور عرض کیا

ندانم منع من از گریہ مطلب چیست مردم را	دل از من دیدہ از من گریہ از من آستین از من

اے ابو الحسن اہل مدینہ سے کہدو کہ میرے رونے کا تم پر بھی تو احسان ہے کہ
تم لوگ اپنے نبی کو نہ روئے یون سمجھو کہ مین تمھارے نبی کی رونے والی ہون
اور مین تو اور چند روز کی مہمان ہون تو جناب امیرؑ نے جنت البقیع مین ایک مکان
رونیکے واسطے بنوا دیا تو علی الصباح حسنین ساتھ ہوتے تھے اور جناب
سیدہ وہان جا کر دن بھر رویا کرتی تھین اور شام کے وقت اپنے دولت خانہ پر
آکر رات بھر رویا کرتی تھین۔ الغرض جناب یعقوب فراق یوسف مین روئے تا اینکہ
بصارت چشم اُنکی زائل ہو گئی اور تمام فرشتون نے درگاہ باری مین فریاد کی کہ
بار الٰہا یوسف کو یعقوب سے ملا دے یا یعقوب کو تسلی عطا فرما یا ہمکو اجازت ہو
کہ ہم آہ وزاری مین حضرت یعقوب کے شریک ہون۔ کہتے ہین کہ حضرت یعقوب
صبح کو شہر سے باہر نکل کر کنعان کے گرد پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے فرزند میرے
اور اے نور چشم میرے اے میوۂ دل میرے اے پارۂ جگر میرے تجھے کس نے کنوین
مین ڈالا اور تجھکو کس تلوار سے قتل کیا یا کس دریا مین ڈبو دیا اور کس زمین مین دفن کیا
مین تیرا سراغ کس سے دریافت کرون حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ای
یعقوب تمنے تو فرشتون کو بھی رُلا دیا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ ای جبرئیل مین کیونکر
نہ روؤن کہ اُسکی مفارقت مین بہت بیقرار ہون ؎

چھوڑ کر جیب سے مجھے وہ مہ روانہ ہو گیا	تب سے آنکھون مین مری تیرہ زمانہ ہو گیا
روؤن اُس جانان کی فرقت مین نہ کیون دکھو لگا	اب مجھے مشکل بہت دل کا لگانا ہو گیا

مومنین تا آن تمہید تو اذہان صافیہ مین آ گیا ہو گا۔ قربان جائین ہم غلامون کے صبر و

تحمل پر یعقوب کربلا کے کہ کس طرح سے اپنے فرزند نوجوان ہمشکل پیغمبر کو رخصت کیا
کہ بطور کفن اپنے ہاتھ سے لباس جنگ پہنایا اور شمشیرون اور نیزون اور تیرون
مین اپنے نور نظر کو بھیجدیا مگر پھر بھی بے اختیار جدائی مین فرزند کی اشک حسرت
رخسارہ مبارک پر جاری ہوئے اور منھ جانب آسمان کرکے عرض کیا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ
عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلْقًا
بِرَسُوْلِکَ یعنی خداوندا گواہ رہنا اس قوم جفاکار پر کہ جو شبیہ ترین مردم صورت
و سیرت و رفتار و گفتار مین تیرے رسول سے ہے اب ان اشقیا کی طرف وہی جاتا
ہے۔ خداوندا جب ہم مشتاق زیارت رسول ہوتے تھے تو صورت علی اکبر کی دیکھ
لیتے تھے۔ شمر ناقل ہے کہ مین قریب خیام امام حسین علیہ السلام کھڑا تھا۔ ناگاہ
غل و شور رہ رہ کا اٹھا اُس شقی نے گمان کیا کہ شاید کوئی بچہ شدت تشنگی سے ہلاک
ہو گیا ہے ناگاہ دیکھا کہ پردہ خیمہ عصمت کا بلند ہوتا ہے اور پھر گر جاتا ہے۔ جب
بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ جب علی اکبر باہر آنے کا قصد کرتے ہین تو تمام بی بیان اور
بچے بیقرار ہو کر لپٹ جاتے ہین اور وہ امر بصبر فرماکر باہر آنا چاہتے ہین مگر کوئی آنے
نہین دیتا حضرت علی اکبر سب کو سمجھا کر روانہ ہوئے تو معلوم ہوتا تھا کہ جیسے بھرے
گھر سے کسی جوان کا جنازہ جاتا ہے اور یہ رجز میدان جنگ مین آکر پڑھا ۵

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیْ	نَحْنُ وَبَیْتُ اللّٰہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیْ
اَضْرِبُکُمْ بِالسَّیْفِ اَحْمِیْ عَنْ اَبِیْ	ضَرْبَ غُلَامٍ ھَاشِمِیٍّ عَرَبِیْ

یعنی اے گروہ اشقیا آگاہ ہو کہ مین علی بن الحسین فرزند علی بن ابی طالب ہون
قسم خانہ کعبہ کی کہ جد بزرگوار ہمارے رسول مختار ہین اپنے پدر بزرگوار کی حمایت مین تم

لوگون کو شمشیر ابدار سے قتل کرون گا کہ ہم جوانانِ بنی ہاشم ہین اور لڑنا شروع کیا تو قتل
عظیم برپا کردیا کہ تمام لشکرِ شقاوت اثر فریاد کرنے لگا تا اینکہ ایک سو بیس ملاعین کو
داخلِ نار کیا ناگاہ ترغہ اشرار مین گھر گئے یعقوب کربلا دیکھ رہے تھے کہ چارون طرف سے
کوئی تلوار مارتا تھا کوئی نیزہ مارتا تھا کوئی تیر کا وار کرتا تھا جب کثرت زخمہائے کاری
سے مجروح ہو گئے تو اُس وقت ابن مرہ عبدی نے ایک ضربت سرِ علی اکبر پر اس زور
سے لگائی کہ سرِ مبارک شگافتہ ہو گیا اور ایک بیحیا نے تیر گلوئے مبارک پر ایسا لگایا کہ
خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا تو اتنی طاقت نہ رہی کہ زین پر سنبھل سکتے دونون ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈال دیئے اور گھوڑا لیکر لشکرِ اشقیا مین دھنس گیا فَقَطَعُوہُ
اِرْبًا اِرْبًا پس جسمِ نازنین علی اکبر کا اشقیا نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ناگاہ آواز ضعیف
آئی کہ یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ اے پدر بزرگوار میری مدد کو پہنچیے کہ مین نے بھی اپنی
جان آپ پر نثار کی تو حضرت اُس آواز پر دوڑے اور پھر پتہ نہ پایا تو اُس وقت
اضطراب قلت اور بڑھ گیا پھر دوسری جانب صدا دی یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ ابْنَ اَنْتَ
اے علی اکبر اے نور چشم تم کس طرف گرے ہو ذرا ایک آواز اور سنا دو تو پھر پتہ نہ پایا
اور ہر طرف پھرتے تھے اور آواز دیتے اور پکارتے تھے تا اینکہ لاش علی اکبر پر
امام حسین علیہ السلام پہنچے حضرت نے اپنے فرزند نامراد کو اس حال سے دیکھا
کہ خدا یہ حال کسی باپ کو بیٹے کا نہ دکھائے۔ دیکھا کہ خاک و خون مین ایڑیان رگڑتے
ہین شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب علی اکبر شہید ہوئے اور حضرت خیمہ مین
گئے تو سکینہ نے آنحضرت کو دیکھا کہ برابر اشک جاری ہین اور ہر طرف آنکھیں پھرا پھرا
کر دیکھتے ہین کہ جیسے کوئی کسی کو ڈھونڈھتا ہو۔ سکینہ نے عرض کیا کہ اے بابا یہ آپ کا

کیا حال ہوگیا ہے کہ گویا آپ کے قالب سے جان نکلی جاتی ہے یہ تو فرمایئے کہ بھیا علی اکبر کہان ہین حضرت دھاڑین مار کر رونے لگے اور کہا کہ ای سکینہ علی اکبر تو شہید ہوگئے سکینہ یہ سن کر بے اختیار واخاہ کرتی ہوئی قتل گاہ کو دوڑی حضرت نے دوڑ کر بازو سکینہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے سکینہ صبر کرو جناب سکینہ نے کہا کہ اے بابا کیونکر صبر کرے وہ بہن کہ جسکا ایسا بھائی شہید ہو جائے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجلس دہم یوسف کو کنوین سے نکالنا اور برادران یوسف سے یوسف کو خریدنا۔ خلاصہ بر روایت بریرہمدانی۔

منقول ہے کہ جس وقت برادران یوسف نے یوسف کو کنوین مین ڈال دیا تو جبرئیل یوسف کے پاس آئے اور تین روز یوسف کی رفاقت مین رہے اور تسلی اور دلاسا دیتے رہے اور جس وقت چاہا کہ یوسف سے رخصت ہون تو یوسف اپنی بیکسی اور تنہائی پر رونے لگی تب جبریل نے اُن کو دعا تعلیم کی چوتھے روز ایک قافلہ راہ بھول کر اس چاہ کے قریب آیا اور وہان اس قافلہ نے مقام کیا ایک شخص اُس قافلہ مین سے اُس کنوین پر پانی بھرنے گیا اُس نے کنوین مین ڈول ڈالا تو یوسف کو وحی ہوئی کہ تو اس ڈول مین بیٹھ جا وہ بموجب حکم خدا ڈول مین بیٹھ گئے تو اُس نے اُس کنوین سے یوسف کو باہر نکالا اور قافلہ مین لیجا کر اُسکو پوشیدہ کر دیا کہ اس کو بمال کثیر کی عوض فروخت کر کے نفع اٹھاوینگے۔ اور یہودا کی یہ حالت تھی کہ ہر روز ایک بار اس کنوین پر جاتا تھا اور یوسف کو

کھانا دے آتا تھا اور بعد نکلنے یوسف کے کنوین سے جو اُس چاہ پر جا کر آواز دی
تو کنوین سے یوسف کی آواز نہ آئی۔ اُس قافلہ مین جا کر دیکھا تو یوسف اس شخص
کے پاس موجود تھے کہ جس نے انکو کنوین سے نکالا تھا یہو دا نے اور بھائیونکو
خبر کی وہ سب وہان آئے اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہمارے پاس سے بھاگ کر
چلا آیا ہے اس نے کہا کہ چاہو تم ہمارے ہاتھ بیع کرو یا لیجاؤ برادران یوسف
نے کہا کہ ہم اِس کو فروخت کرتے ہین اور امام زین العابدین سے مروی ہے کہ دوسرے
روز برادران یوسف اس کنوین پر آئے تاکہ دیکھین کہ یوسف زندہ ہے یا مر گیا وہان
پہنچکر ایک قافلہ پڑا ہوا دیکھا۔ ایک شخص اُس قافلہ مین سے پانی بھرنے گیا جبھی
اُس نے ڈول ڈالا تو یوسف باہر آئے تو برادران یوسف نے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے
کہ کل کنوین مین گر پڑا تھا آج ہم نکالنے آئے تھے اور اُنھون نے یوسف کو اہل قافلہ
سے چھین لیا اور ایک طرف جا بیٹھے اور یوسف سے کہا کہ تو اقرار کر کہ مین اِن کا غلام
ہون تاکہ ہم تجکو فروخت کرین ورنہ ہم تجکو قتل کرین گے یوسف نے کہا کہ مجکو قتل نکرو
اور جو چاہو سو کرو وہ یوسف کو لیکر قافلہ مین آئے اور کہا کہ اس کو کون خریدتا ہے تو ایک
شخص نے اُنمین سے چند کھوٹے درہمون کو خرید کیا اور کہتے ہین کہ جس وقت برادران
یوسف سے نکالنے والے نے کہا کہ مین اس کو خریدتا ہون اُس وقت برادران یوسف
نے کہا کہ یہ غلام بھگوڑا ہے اور اِسی سبب سے اس کو ہم فروخت کرتے ہین اس مین
بڑا عیب ہے اُس نے کہا کہ ایسے عیب دار کو کس قیمت پر فروخت کرتے ہو۔ اُنھون نے
کہا کہ جو تو دیوے مگر اس شرط سے کہ اِس کو ولایت سے باہر لیجاؤ اور اِس کی گردن مین
طوق ڈالو اور ہاتھ اور پانون اِسکے زنجیر مین جکڑدو کہ یہ بھگوڑا ہے اور اسکو بھوکا پیاسا

رکھو کہ یہ بڑا سرکش ہے تاکہ تمھارے بس مین آئے یوسف نے بھائیون کی طرف حسرت سے دیکھا اور غصہ کی بھری ہوئی اُنکی باتین سنین مگر گفتگو کی طاقت نرکھتے تھے بھائیون نے زبان عربی مین یوسف سے کہا کہ جو کچھ ہم کہتے ہین اگر اس کے خلاف کہا تو ابھی تیری گردن تلوار سے جدا کردین گے۔ یوسف یہ سن کر خاموش ہو رہے خریدار نے کہا کہ جو کچھ زر ہمارے پاس موجود تھا اس کا توہمنے مال تجارت خرید لیا ہے چند درہم کھوٹے ہمارے پاس باقی ہین۔ یوسف کے بھائیون نے کہا کہ غلام کی قیمت تو بہت ہے مگر تجکو دیتے ہین جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ہمکو دے اُس نے وہ کھوٹے درہم کہ اٹھارہ یا بیس یا بائیس تھے دیئے اور اُنھون نے یوسف کا ہاتھ اُس کے ہاتھ مین دیا دیکھیے دُنیا بھی عجب عبرت کی جگہ ہے ؎

تُرَابٌ عَلٰی رُؤُسِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ	زَمَانُ عُقُوْقٍ لَا زَمَانُ حُقُوْقٍ
فَکُلُّ رَفِیْقٍ فِیْهِ غَیْرُ مُرَافِقٍ	وَکُلُّ صَدِیْقٍ فِیْهِ غَیْرُ صَدُوْقٍ

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ زمانہ کے سر پر خاک ہو کہ بدرستیکہ یہ زمانہ نافرمانی کا ہے اور زمانہ حق شناسی کا نہین ہے اس زمانہ مین ہر رفیق ناموافق ہے اور نہ کسی دوست مین دوستی ہے اِسی وجہ سے تو تمام اولیا و انبیا اس دُنیا ے دنی کو مثل قیدخانہ کے تیرہ و تاریک جانتے رہے ہین چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے بارہ مین لکھا ہے کہ ایک روز وہ جناب خطبہ پڑھ رہے تھے مگر جو لباس کہ آپ پہنے تھے وہ ایسا پُرانا ہو گیا تھا کہ ابن عباس نے اپنے دل مین سوچا کہ یہ لباس تو شان امیر المومنین کے لایق نہین پس اُسیوقت آنحضرت کو بعلم امامت معلوم ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ مین نے لباس مین اس قدر پیوند سلوائے کہ خیاط سے بھی مجھے شرم آتی ہے اور وہ درزی بھی کہتا

تھا کہ اے علی برائے خدا یہ لباس تو علیحدہ کرد و کہ اسمین تو پیوند کی بھی گنجایش نہین مگر مجھے دنیا اور اس کی زینت و آرام و لذت سے کیا کام ہے کہ بہت سے مومنین محتاج اور عسرت مین ہین اور مین تو امیرالمومنین ہون پس مجھے سب سے زیادہ تنگی مین بسر کرنا چاہیئے یہ کب ممکن ہے کہ فقراء مومنین اور بیوہ عورتین اور یتیم بچے تو بھوکے رہین اور مین آرام و زینت سے رہون اے ابن عباس مجھ سے یہ ہرگز نہین ہوسکتا پس مومنین اب یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ آنحضرت کے بچے روز عاشورہ زمین کربلا پر تین روز تک بھوکے پیاسے تڑپتے رہے اور کسی نے ایک قطرہ ندیا بلکہ عمر سعد نے منادی کرادی تھی کہ خبردار کوئی شخص اپنے بستر پر پانی نہ لیجائے کہ شاید کسی صاحب اولاد کو بچون کی فریاد العطش پر رحم آجائے اور کوئی پانی کسی بچے کو پلادے کیونکہ برابر وہ اطفال پانی پانی کہکر درخیمہ تک آجاتے تھے اور پھر گھبرا کر اندر چلے جاتے تھے ؎

بِنَفْسِیْ شِفَاھُھَا ذَابِلَاتٌ مِّنَ الظَّمَاءِ		وَلَمْ تَحْظَ مِنْ مَّاءِ الْفُرَاتِ بِقَطْرَۃٍ

جان میری فدا ہو اُن ہونٹون پر سے کہ جو شدت تشنگی سے پھول کی طرح کملا گئے تھے اور ایک قطرہ بھی آب فرات کا مرتے دم تک نہ ملا چنانچہ ابن شہر آشوب نے جناب سکینہ سے روایت کی ہے وہ مظلومہ کہتی ہین کہ نوین محرم کو پانی ہمارے خیمون مین تمام ہوگیا اور سب چھوٹے بڑے پیاس سے مضطرب ہوئے خصوصاً بچو نکا مارے پیاس کے عجیب حال تھا اور مین نے اپنی پھوپی جناب زینب کو دیکھا کہ اُن جناب کی گود مین میرا چھوٹا بھائی علی اصغر ہے اور وہ بسبب شدت عطش کے مثل ماہی بے آب تڑپتا ہے اور اُس کی بے چینی سے جناب زینب کا بھی یہ حال تھا

کہ کبھی کھڑی ہوتی ہین اور کبھی بیٹھ جاتی ہین اور فرماتی ہین کہ اے بھتیجا اے نور نظر
اے علی اصغر صبر کر بہت دشوار ہے تیری پھوپی پر کہ تجھے اس حال سے دیکھے اور پانی
کی کوئی تدبیر نہ کر سکے ہین یہ جگر خراش باتین سُن کر رونے لگی جناب زینب نے
فرمایا کہ اے سکینہ تو کیون روتی ہے ہین نے اپنی پیاس کا کچھ ذکر نہ کیا کہ ان کو
اور قلق ہوگا اس وجہ سے ہین نے عرض کیا کہ علی اصغر کے حال پر روتی ہون اور
مین نے علی اصغر کو پھوپی کی گود سے اپنی آغوش مین لیا اور اپنے چچاؤن کے خیمہ
مین گئی کہ شاید وہان پانی دستیاب ہو مگر وہان بھی پانی نہ پایا اور وہان کے بچے
بھی سب کے ساتھ ساتھ ہو لئے اس اُمید پر کہ شاید مین پانی پاؤن پھر آ کر مین خیمۂ
اولاد امام حسن علیہ السلام مین بیٹھی اور کسی کو اصحاب کے خیمون مین بھیجا کہ شاید
وہان پانی ہو وہان بھی نہ ملا جب سب طرف سے نا امید ہوئی اور ہم تمام بچے رونے
لگے اور واویلاہ کرنے لگے کہ افسوس ہم لوگ پیاس سے مرجائینگے اور پانی نہ
ملیگا۔ ناگاہ اُدھر سے بریر ہمدانی میرے پدر بزرگوار کے صحابی ہو کر گذرے۔ اور
ہمارا یہ حال زار دیکھ کر اسقدر روئے کہ زمین پر گر پڑے اور خاک اُڑانے لگے
اور رو کر پکارے کہ اے اصحاب تمھاری کیا رائے ہے آیا تمکو یہ گوارا ہے
کہ ہمارے ہاتھ مین قبضے تلوارون کے ہون اور پھر اہل بیت رسول اور اولاد
بتول پیاسے مرجائین واللہ ان بچون کے بعد ہم لوگون کی زندگی پر خاک ہے
اے گروہ اصحاب تم لوگ ایک ایک بچہ کا ہاتھ پکڑ کر دریا پر لے چلو اور پانی پلا لاؤ
یحیی ہازنی نے کہا کہ وہ ظالم قتل پر آمادہ ہین اگر کوئی تیر یا نیزہ ان بچون کو لگا تو گویا
انکی ہلاکت کے ہم باعث ہونگے۔ میری یہ رائے ہے کہ ایک مشک پانی کی ان

بچون کیواسطے جس طور سے ہوسکے بھر لائین یا مارے جائین۔ بریر نے یہ رلے پسند
کی اور ایک مشک اُٹھاکر چار آدمی فرات کی طرف چلے۔ دریا کے نگہبانون نے
جب اِن لوگون کو آتے دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو بریر نے جواب دیا کہ میرا نام بریر ہے
اور یہ میرے اصحاب ہین چونکہ پیاس کی شدت سے ہم جان بلب ہین اِس وجہ سے
فرات پر پانی پینے جاتا ہون وہ بولے کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم اپنے سردار کو خبر کرین چونکہ اُس
سردار اور بریر مین قرابت تھی تو اُس نے حکم دیا کہ اچھا بریر کو مع اصحاب کے پانی پینے
دو جب یہ اصحاب باوقار دریا مین پہنچے اور پانی کی خنکی معلوم ہوئی تو بے اختیار رونے
لگے اور کہنے لگے کہ خدا لعنت کرے عمر سعد پر کہ یہ دریا جاری ہے اور ایک قطرہ کو آل
رسول ترستی ہے۔ پس بریر نے اصحاب کو آواز دی کہ اے بھائیو مشک جلد بھر لو اور خیمہ
امام تک پہنچاؤ اور دل و جگر اطفال امام کے پیاس سے جل گئے ہین مگر اے بھائیو دیکھو
خبردار کوئی شخص اطفال حسین سے پہلے نہ پی لے ناگاہ یہ باتین ایک نگہبان کے کان
مین پہنچ گئین۔ آہ آہ مومنین اس شقی نے کیا جواب دیا یہ مقام ادب ہے بولا کہ تم لوگ
اپنا پانی پینا غنیمت نہین سمجھتے جو خارجی کیواسطے لئے جاتے ہو۔ ہم ابھی جاکر امیر اسحاق
کو خبر کرتے ہین یہ سُن کر اسحاق ملعون نے حکم دیا کہ انسے مشک چھین لو۔ پس بہت سے
لعین آکر بولے کہ پانی گرادو ورنہ اسکے عوض تمھارا خون گرایا جائیگا۔ بریر نے کہا کہ ہمکو
اپنے خون بہنے کی کچھہ پروا نہین۔ آخر لعینون نے چارون طرف سے نرغہ کیا۔ بریر اُنسے
لڑنے لگے اور روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس ہے پیاس پر دختران زہرا کی
ایک بزرگوار نے وہ مشک اپنے کاندھے پر رکھہ لی۔ ناگاہ ایک تیر مشک کے تسمہ پر آکر لگا۔ اور
اُنکی گردن مجروح ہوگئی اور مشک پر خون ٹپکنے لگا۔ اللہ اکبر جان نثاری اسکو کہتے ہین

گردن کا کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ فوراً مشک کو دیکھا کہ کہین اسمین تو رخنہ نہین پڑا لیکن مشک
کو سالم پایا کہنے لگے کہ شکر خدا کہ میری گردن مشک کی سپر ہوئی۔ جب بریر نے دیکھا کہ
یہ اشقیا ہمکو پانی نہ لیجانے دینگے۔ تو پکارے کہ اے مددگاران ابو سفیان فساد نکرو۔
اور بنی ہمدان کا مقابلہ نکرو ناگاہ یہ گفتگو امام حسین علیہ السلام نے سنی تو اپنے اصحابکو
حکم دیا کہ جلد پہنچو اور بریر کی مدد کرو۔ جب اُن ملاعین نے اور اصحاب کو آتے دیکھا تو
اپنے لشکر کی طرف پھر گئے بریر نے وہ مشک درِ خیمہ پر رکھدی اور آواز دی کہ اے آل
رسول لو یہ پانی حاضر ہے پیو یہ سنکر تمام بچے دوڑے اور خوشی سے سب نے چلا کر کہا
کہ بریر پانی لائے ہین مارے خوشی اور بیتابی کے سب نے اپنے آپکو مشک پر گرا دیا کوئی
بچہ مارے خوشی کے اسے ہلاتا تھا کوئی اسپر رخسارہ ملتا تھا۔ کوئی اپنا سینہ اس سے رگڑتا
تھا۔ ہائے مومنین خدا کسی امیدوار کو ناامید نکرے ناگاہ مشک کا مُنھ کُھل گیا اور سب
پانی بہگیا۔ اُس وقت سب بچے کس درد و یاس سے رو کر پکارے کہ ہائے اے بریر
پانی بہگیا اور ہم سب پیاسے رہگئے بریر سر پیٹ کر رونے لگے اور بولے ہائے افسوس
ہائے تشنگی ذریت رسول کی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجلس یازدھم

حضرت یوسف کا قربادر پر گرنا اور غلام کا یوسف کو طمانچہ مارنا خاتمہ دو بچوں کی شہادت پر

کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے ایک روز اپنا چہرہ آئینہ مین دیکھکر تعجب کر کے یہ کہا تھا
کہ اگر مین غلام ہوتا تو میری قیمت بیشمار ہوتی۔ خداے تعالیٰ نے ایسا تصور کرنے سے
اُنکو بعوض چند کھوٹے درہمون کے بکوایا۔ جب یوسف کو جانب مصر لے چلے تو یوسف نے

جبرئیل نے پوچھا کہ مجکو اب کہان لئے جاتے ہین کہا کہ مصر کو لیجائینگے اور وہان جاکر
تمکو فروخت کرینگے۔ کیا تم کو یاد نہین کہ ایک روز تمنے اپنے چہرہ کو دیکھ کر ایسا خیال کیا تھا
کہ اگر مین غلام ہوتا تو میری قیمت بیشمار ہوتی اس واسطے تمھاری قیمت چند درہم ہوئے
اور یہ قیمت تمھاری صورت کی تھی اور اگر اپنی سیرت پر نظر کرو تو عزیز مصر کے خزانے بھی
کافی نہین ہوسکتے۔ القصہ جسوقت مالک نے یوسف کو خرید کیا تو بتاکید برادران یوسف
کے اپنے آدمیون سے کہا کہ طوق و زنجیر حاضر کرو یوسف طوق و زنجیر دیکھکر شور کرنے لگے
مالک نے کہا کہ اے غلام بیقرار مت ہو کہ بھگوڑے غلامون کا یہی علاج ہے یوسف نے کہا
کہ مین اس لئے روتا ہون کہ جب خدائے تعالیٰ فرشتگان جہنم سے فرمائیگا کہ اس بندۂ عاصی
کو طوق و زنجیر پہناؤ کہ اس نے ہماری نافرمانی کی ہے تو کیا حال ہوگا۔ مالک نے کہا کہ تیرے
فروخت کرنے والون کے سامنے تجھے طوق و زنجیر مین کرتا ہون۔ بعد اسکے رہا کردونگا۔ جب
برادران یوسف کنعان کو روانہ ہوئے تو پھر یوسف رونے لگے مالک نے کہا کہ تو انکے جانے
سے کیون روتا ہے انمین تو کوئی محبت کی علامت نہین پائی جاتی۔ یوسف نے کہا کہ اگر
انکو مجھسے نفرت ہے لیکن مجھے اُن سے رغبت ہے مہربانی فرماکر ذرا انکو ٹھہرا دے مالک
نے اُن کو آواز دیکر ٹھہرایا اور یوسف کو کہا کہ جا اور اُن کو رخصت کرکے جلد چلا آ یوسف
طوق و زنجیر پہنے اُنکے پاس گئے اور کہا کہ اے بھائیو مجھپر تمنے جو کچھ کیا مین متحمل ہوا
لیکن میرے باپ کو تسلّی دیتے رہنا کہ میری مفارقت مین وہ بیقرار ہونگے یہ سُن کر یہودا
رونے لگا اور یوسف کو بغل مین لیا اور کہا کہ اے بھائی مردانہ رہ اور اپنا کام خدا کے سپرد
کردے۔ اس عرصہ مین مالک نے اونٹ کو تیار کیا اور یوسف کو اُسپر سوار کیا اور ایک غلام
بدصورت اور بدسیرت یوسف پر نگہبان مقرر کیا اور جب روانہ ہوئے تو یوسف مڑ مڑ کر کنعان

کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اے باپ در وہین ہو کہ مین در د غلامی مین گرفتار ہوا جاتا ہون اور اے بہن مجکو نہ بھول جانا کہ مین بھی تیری محبت اور دلسوزی کو نہ بھولون گا۔ اتفاقاً راستے مین مقبرہ آل اسحاق کا آیا یوسف نے وہان اپنی مان کی قبر دیکھی تو اونٹ سے نیچے گر پڑے اور زار زار رونے لگے اور فریاد کی کہ اے امان اپنی قبر سے اُٹھکر مجھے دیکھو کہ مین غلام بنا ہوا اور طوق و زنجیر پہنے جاتا ہون قبر سے آواز آئی کہ اے نور چشم میرے غم میرا تو نے زیادہ کر دیا۔ اے فرزند ناز پروردہ میرے صبر کر کہ خدا صابرون کے ہمراہ ہے اور وہ شب کا وقت تھا۔ کیون حضرات کسی اور مظلوم کا بھی اپنی مان کی قبر سے لپٹنا اور رو رو کر رخصت کرنا آپکو یاد آیا یا نہین آہ آہ وہ آپکے مولا و آقا ہین ؎

بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین	درِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین

کہ جب آخری رخصت کو قبر فاطمہ زہرا پر آئے تو قبر سے لپٹ کر زار زار رونے لگے اور کہا کہ اے امان سخت مجبور ہون کہ بنی اُمیہ مجکو وطن سے نکالتے ہین تو اس وقت قبر سیدہ لرزنے لگی اور در و دیوار سے صدائے واحسیناہ واحسیناہ بلند تھی اور قبر سیدہ سے آواز آئی کہ

خاک اڑاتی ہوئی مرقد سے نکلتی ہون مین	تو جہان جائیگا پیارے مین چلتی ہون مین

الغرض جب روز روشن ہوا تو اس غلام نے یوسف کو اپنے پاس نہ دیکھا وہان سے پیچھے کو دوڑا دیکھا کہ یوسف ایک قبر پر بیٹھے زار زار روتے ہین۔ اس ظالم نے ایک طمانچہ رخسارۂ یوسف پر ایسا مارا کہ خون رواں ہوا اور کہا کہ اے غلام تیرے مالکون نے سچ کہا تھا کہ یہ بھگوڑا ہے حضرت یوسف نے کچھ نہ کہا لیکن درد دل سے ایسا نالہ کیا کہ ملائکہ مین غل پڑ گیا اور ایک ہوا تند اور سخت چلی اور گرد و غبار اٹھا اور بجلی بدون ابر کے ہوا مین کوندنے لگی اور رعد کی کڑک آنے لگی قافلہ والون نے کہا کہ ہمنے تو کوئی ایسا گناہ نہین کیا ہے

کہ اس عذاب کا باعث ہوا۔ اُس غلام سنگدل نے کہا کہ جو کچھ ہوا ہے میری فعل شوم سے
ہوا ہے کہ مین نے اس غلام کے رخسارہ پر طمانچہ مارا تھا اس نے طمانچہ کھا کر درد سے ایک
آہ کی اور نالہ کیا اُس وقت سے یہ صورت پیدا ہو گئی ہے مالک نے پوچھا کہ تو نے اُسکے
طمانچہ کیون مارا۔ اُس نے کہا کہ اونٹ سے گر کر بھاگنے کا ارادہ کرتا تھا مالک نے کہا کہ ای
احمق کوئی طوق و زنجیر سے بھی بھاگ سکتا ہے اور یوسف سے پوچھا کہ کیا تیرا قصد
بھاگنے کا تھا تو فرمایا کہ مین کیونکر بھاگ سکتا ہون لیکن راستہ مین میری ماں کی قبر آئی
تو مین اسکو دیکھ کر مضطر ہو گیا اور بیقرار ہو کر قبر پر گر پڑا اور اپنا اندوہ گرفتاری اُس سے
بیان کی اور مین زاری کر رہا تھا کہ اس غلام نے غصہ مین آکر میرے رخسارہ پر طمانچہ مارا مگر میری
زبان سے نفرین نہین نکلی لیکن آہ دل پر درد سے کھینچی تھی اور نالہ کیا تھا قافلہ والے یہ سنکر
رونے لگے مالک نے یہ حال دیکھ کر طوق و زنجیر یوسف کی گردن سے نکلوا کر اور پوشاک
نفیس پہنا کر چالاک سواری پر سوار کیا اور مصر مین پہنچے۔ پروردگارا تیری مصلحت یہ
کیا تھی کہ بعد قتل امام حسین علیہ السلام اشقیا اُن کے بچون کو طمانچے مارتے تھے نیزون سے
ڈراتے تھے لیکن کوئی عذاب اُن پر فوراً نہ آیا چنانچہ جناب زینب اپنے نوحہ مین فرماتی ہین ؎

ایا جدّنا شمر یجرّ قناعنا	بضرب الاماء و یوجع

یعنی اے جد بزرگوار کیا آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ شمر بیحیا نے ہماری چادرین
بھی چھین لین اور اُسپر یہ ظلم ہے کہ ہمکو تازیانہ سے ایسا مارتا ہے کہ جیسے لونڈی
اور کنیزون کو مارتے ہین آہ آہ جب خیام اُلٹ رہے تھے تو اسوقت کے حال مین
لکھا ہے وھنّ یلذن بعضھنّ الی بعض و یصحن بالبکاء و النحیب
یعنی وہ مخدرات عصمت و طہارت ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی تھین اور کہین

پناہ نہ ملتی تھی اور بچے مارے ڈر کے گڑھون اور جھاڑیون مین جاجا کر پناہ لیتے تھے اور جسکو جدھر راستہ ملا چلا گیا تو جناب زینبؑ نے اُس وقت لاش سید الشہدا کی طرف خطاب کر کے عرض کیا ؎

ابتک ہے خیر آکے اخی دیکھ بھال لو	بھیا حسین اپنی امانت سنبھال لو

کشف الغمہ مین جناب زینب سے منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ اور وقت جلنے خیمون کے اور لٹنے اسباب کے میرے بھائی کے اطفال صحرا مین متفرق ہو گئے۔ پس مین نے موافق وصیت برادر عالی مقدار کے چاہا کہ اُن بچون کو جمع کر کے ایک مقام مین بٹھلاؤن ہر طرف ڈھونڈ تلاش کر کے اُن بچون کو ایک جگہ بٹھلایا لیکن دو بچون کا کہین پتہ نہ چلا مین نے پریشان ہو کر اپنی بہن امّ کلثوم کو آواز دی کہ اے بہن جلد آؤ کہ دو بچون کا کہین نشان لگا ئین بھائی حسین کو مین کیا جواب دونگی۔ چلو قتلگاہ مین چلکر دیکھین کہ شاید لاش امام حسینؑ سے لپٹے ہون۔ جب مین اور میری بہن ام کلثوم قتلگاہ کو چلین اور وہان بھی پتہ نپایا تو اور اضطرار زیادہ ہوا اور خیال کیا کہ شاید شدت تشنگی سے جانب فرات چلے گئے ہون جب ہم دونون بہنین وہان گئین تو وہان بھی سراغ نہ چلا تو اور بھی ہم پریشان ہوئین اور ہم دونو بہنین بیابان کی طرف روتی پیٹتی اور اُن بچون کو پکارتی ہوئی چلین اور آپسمین کہتی تھین کہ ایسا نہو کہ وہ دونون بچے کہین ہلاک ہو گئے ہون یا گھوڑن کے سمون مین آگئے ہون ناگاہ ہمین ایک گڑھا نظر پڑا جب اُس نشیب کے قریب گئے تو ایک سیاہی سی معلوم ہوئی جب مین اس سیاہی کے پاس گئی تو دیکھا کہ وہ دونون معصوم ریگ گرم پر پڑے ہین اور ایک کی باہین دوسرے کی گردن مین ہین اور مثل چاند کی خاک مین پوشیدہ ہین مین نے اپنی بہن ام کلثوم سے کہا کہ اے

بہن آہستہ آہستہ قدم اٹھاؤ کہ یہ دونوں معصوم سوتے ہیں ایسا نہو کہ قدم کی آہٹ سے
چونک پڑیں جب میں قریب گئی تو دیکھا کہ پھول سے رخسارے زرد ہوگئے ہیں اور کچھ خاک
اڑ اڑ کر ان کے موہنوں میں بھر گئی ہے اور آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں ۵

بِنَفْسِی عُیُوْنًا غَائِرَاتٍ شَوَاخِصًا		اِلَی الْمَآءِ مِنْهَا نَظْرَۃٌ بَعْدَ نَظْرَۃٍ

فدا ہو جان میری اُن آنکھوں پر کہ جنمیں بسبب پیاس کے حلقے پڑ گئے تھے اور وہ آنکھیں
کس حسرت سے بار بار پانی کو تکتی تھیں۔ غرض میں نے چاہا کہ اُن کو اٹھا کر خیمہ میں لیجاؤں
جب میں نے اُن کے شانے پکڑ کے ہلائے تو دیکھا کہ اُنکے جسموں سے روحیں مفارقت
کر گئی ہیں اور تشنگی سے زبانیں باہر نکل پڑی ہیں میں باواز بلند رونے لگی اور کہا کہ اے
بہن ام کلثوم یہ معصوم بھی اپنے باپ کے پاس سدھارے پس ہم دونوں بہنوں نے اُن
معصوموں کو گود میں لیکر مقتل شہدا میں لا کر لٹا دیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام یہ مصیبت
تازہ دیکھ کر بہت بیقراری سے رونے لگے اور اہل حرم میں ایک شور قیامت برپا ہوا اور سب
بی بیوں نے صدائے وامحمداہ واعلیاہ واحسیناہ بلند کی۔ ۵

لکھا ہے کہ کربلا میں گھر زہرا کا		ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلس دوازدہم خزانہ عزیز مصر کا مقابلہ یوسف میں کم ہونا۔ خاتمہ اہل حرم کا حرم ہوکر چلنا اور یزید کا اپنی آنکھ میں خون حسین لگانا۔

تفسیر عمدۃ البیان میں لکھا ہے کہ مالک خریدار یوسف حضرت یوسف کو مصر میں لایا اور
اُن دنوں بادشاہ مصر ریان بن ولید تھا اور وہ حضرت پر ایمان لایا تھا اور یوسف کے روبرو
مر گیا تھا اور اسکے بعد قابوس بن مصعب بادشاہ ہوا اور حضرت یوسف نے اسکو دعوت اسلام

کی تو وہ ایمان نہ لایا اور بادشاہ کا وزیر یوسف کے زمانہ مین قطفیر تھا اور اسکو عزیز مصر کہتے تھے
اور راعیل جسکو زلیخا بھی کہتے تھے طیموس بادشاہ مغرب کی بیٹی تھی اور وہ عزیز مصر کی زوجہ تھی
دو مرتبہ اُس نے اپنے باپ کے گھر حضرت یوسف کو خواب مین دیکھا تھا اور اُنکے جمال عدیم المثال
کی عاشق ہو گئی تھی لیکن عزیز مصر سے اسکا نکاح ہو گیا تھا مگر ہمیشہ طالب دیدار یوسف کی رہتی
تھی اور حضرت یوسف عشرہ محرم مین داخل مصر ہوئے۔ کیون مومنین کسی اور یوسف
کا بھی داخلہ عشرہ محرم مین یاد آیا یا نہین آہ آہ وہ یوسف فاطمہ زہرا ہے ۵

پروردۂ کنارِ رسول خدا حسین	خورشید آسمان و زمین نور مشرقین

ہین مگر فرق اِن دونون یوسفون مین یہ ہے کہ یوسف کنعانی تو مالک تخت و تاج ہوئے
اور یوسف فاطمہ کے خیمے بھی اٹھا دیئے گئے اور عمر سعد نے فوج مین منادی کرا دی کہ ۵

پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو	کافر تلک ہیئن تو نہ تم منع کیجیو

اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت یوسف شہر مین جا کر ٹھہرے تو شہر کے باہر چشمہ پر
غسل کے واسطے گئے حضرت جبرئیل وہ قبہ کہ جسمین آدم و حوا ابتدا مین رہتے تھے اس چشمہ
مین اٹھا کر لائے تاکہ حضرت یوسف پوشیدہ نظر اغیار سے غسل کرین جسوقت قافلہ مصر مین
آیا تھا تو لوگ واسطے دیکھنے قافلہ کے سر راہ جا کر کھڑے ہوئے تھے اور جمال یوسف کو
دیکھ کر سب شیفتہ و فریفتہ ہو گئے تھے۔ کیون حضرات کسی اور قافلہ کا بھی خیال آیا کہ جسکے
تماشے کو اہل شہر آئے ہون۔ آہ آہ مومنین وہ وہ قافلہ تھا کہ جسکا قافلہ سالار سردار دو
جہان مالک کون و مکان جناب امام زین العابدین علیہ السلام تھے کہ طوق و زنجیر مین گرفتار
مہار شتر کھینچتے ہوئے چلے جاتے تھے چنانچہ خود وہ جناب اپنی مصیبت مین فرماتے ہین ۵

مِنَ الذَّبْحِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرُهُ	أُقَادُ ذَلِيلًا فِي دِمَشْقَ كَأَنَّنِي

۹۱
یہاں مین جانے کی بھی دینے ۔ ۔

یعنی مجھے اہل کوفہ و شام قید کر کے دمشق مین اسطرح لیگئے تھے کہ جیسے کوئی غلام حبش
یا زنگبار مین سے ہو اور غلام بھی وہ غلام کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار نہو۔ الغرض جو
گماشتے کہ عزیز مصر کے تھے اُنھون نے عزیز کو جا کر خبر کی۔ عزیز نے مالک کو پیام بھیجا کہ یوسف
کو نخاس مین لائے مالک یوسف کو بآراستگی تمام بازار مین لایا اور یوسف کے جمال
کا مصر مین شُہرہ ہوا۔ اور دھوم مچگئی اور ہر طرف سے خریدار آنے لگے اور مالک نے یوسف
کو کرسی پر بٹھایا اور منادی نے ندا کی کہ کون خریدتا ہے اس غلام حبیب کو یوسف نے
سُن کر فرمایا کہ اس طرح نہ کہہ بلکہ یون کہہ کہ کون خریدتا ہے اس غلام محزون و غریب کو
اس وقت گروہ گروہ خریداری یوسف کو آتے تھے اور قیمت کو بڑھاتے تھے اور یوسف
زار زار روتے تھے جبرئیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ اے یوسف دل اپنا خوش رکھو کہ اس
شہر سے ہم تمکو باہر نہ نکالین گے یہان تک کہ داغ غلامی کا ان سب خریدارون اور تماشائیون
کی پیشانی پر لگائین گے اور ان سب کو تمھارا غلام بنائین گے کہتے ہین کہ قیمت یوسف
کی سونا اور چاندی اور مشک ہموزن جسم یوسف کے مقرر ہوا اور عزیز مصر نے یوسف کو خرید
کیا اور زلیخا جو کچھ نقد اور جنس اور زیور رکھتی تھی سب یوسف کی قیمت مین اس نے دیدیا
اور بعض روایات مین ہے کہ جو زر و سیم اور جواہر زلیخا کے پاس تھا وہ ترازو مین رکھا اور اُس کے
ساتھ یوسف کو تولا تو یوسف بہ سبب بار نبوت کے گران نکلے آخرالامر عزیز مصر نے خرید کیا
اور اپنے گھر یوسف کو لائے اور زلیخا سے کہا کہ قریب ہے کہ نفع دے یہ ہمکو ہمارے کاروبار مین
کہ علامت سعادت کی اسکی پیشانی سے ظاہر ہوتی ہے یا ہم اسکو اپنی فرزندی مین مقرر
کرین گے اس لئے اسکو کسی عمدہ مکان مین رکھنا چاہیئے۔ زلیخا نے سب سے زیادہ عمدہ مکان
مین یوسف کو اُتارا اور کہتے ہین کہ جسوقت مالک نے یوسف کی قیمت وصول پائی تو یوسف نے

فرمایا کہ مین آزاد ہون اور کسی کا غلام نہین ہون اور یہ قیمت میری تجکو حلال نہین مالک
نے وہ قیمت عزیز مصر کو واپس کی اور کہا کہ مین وہی لیتا ہون کہ جس مقدار سے مین نے
یوسف کو خرید اتھا مگر یہ شرط ہے کہ یوسف کی عزت و بزرگی کرتا ہے اس واسطے عزیز مصر نے
زلیخا سے کہا تھا کہ اسکے مرتبہ اور مقام کی بزرگی کرنا حضرات واقعی اگر شریف و رئیس قوم کافر
بھی ہو تو اسکا بھی اعزاز و اکرام چاہیئے چنانچہ جب عدی بن حاتم گرفتار ہو کر خدمت نبوی
مین حاضر ہوا تو آپ نے اپنی عبا اسکے نیچے بچھادی ہر چند کہ اور اصحاب کو برا معلوم ہوا کہ کافر
کے نیچے اپنی عبا بچھادی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر چند کافر ہے مگر رئیس قوم اور اپنی قوم مین با
وقعت ہے اس کا اعزاز و اکرام کرنا چاہیئے مگر جیسے کہ یزید ولد الحرام نے طریق محمدی و خلق
نبوی کو فراموش کر دیا۔ ایسا بھی نہین ہوا کہ جنکا کلمہ پڑھتا تھا انھین کی ذریت کے ساتھ
کیا کیا کہ جو کفار کے ساتھ بھی ایسا نہین کرتے۔ ۵

شامیان بستند بازو زینب و کلثوم را		اے فلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت

چنانچہ عبد اللہ جلبی سے مروی ہے کہ جب مین شام مین داخل ہوا تو اسیران آل عبا کو مین نے
اس حال سے دیکھا کہ کچھ بی بیان اور کچھ اطفال خورد سال رسن بستہ ہین مگر وہ بی بیان جھکی
ہوئی چلتی ہین مین اُس بیمار کے قریب گیا کہ جو اُس رسن مین سب کے آگے بندھا ہوا تھا اور
مین نے اس سے پوچھا کہ اے بیمار و ناتوان کیا یہ بی بیان خمیدہ پشت ہین یا ضرب شدید سے
مجروح ہین کہ سیدھی ہو کر نہین چلتی ہین اس بیمار نے باواز نخیف رو کر فرمایا۔ ہائے عجیب
جواب دیا ہے بیمار کربلا نے کہ جگر سننے والون کے پھٹ جائین گے۔ فرمایا کہ ای عبد اللہ
یہ بی بیان کیونکر سیدھی ہو کر راستہ چلین کہ ذرا اسے نیچے کو تاہ قامت اُن کے پہلو مین ایک
چھوٹی سی رسن مین بندھے ہوئے ہین اگر سیدھی ہو کر راہ چلین تو بچون کی گردنین چھل

جائینگی۔ پانون زمین سے اُٹھ جائینگے بلکہ خوف ہے کہ مبادا کوئی گلا گھٹکر ہلاک ہو جائے۔ مومنین مجالس علویہ مین جناب استاد نے عجیب روایت لکھی ہے کہ اگر دیدہ بصیرت ہو تو تمام عمر رونے کو کافی ہے لکھا ہے کہ اِکْتَحَلَ یَزِیْدُ مِنْ دَمِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِیَقِرَّ عَیْنُهُ یعنی یزید نے خون امام مظلوم لیکر بجائے سرمہ اپنی آنکھون مین پھیرا تاکہ آنکھین ٹھنڈی ہون ہائے ہائے چشم انصاف ہے مومنین کیونکر ٹھنڈی ہوئی ہونگی وہ آنکھین اُس شہید کے خون سے کہ جسکو کئی دن پانی نہ ملا ہو اور پانی پانی کہتا ہی دنیا سے سدھارا ہو

جمعے کہ پاس محمل شان داشت جبرئیل	گشتند بیکجاوہ و محمل شتر سوار
با اینکہ سرزد این عمل از امت نبی	روح الامین زروے نبی گشتہ شرمسار

اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ زیارت ناحیہ مین کہ السلام علےٰ من ھتکت حرمتہ یعنی سلام خدا ہو اس بزرگوار پر کہ جسکی ہتک حرمت ہو گئی ہو

بزم میخوار کجا صاحبِ توقیر کجا	مجمع عام کجا زینبِ دلگیر کجا

مجلس سیزدہم۔ برکت دعائے یوسف مالک کے بارہ فرزند ہونا اور کاتبانِ اعمال کہان رہتے ہین۔ خاتمہ و رخصت آنجناب از اہلبیت علیہ السلام

چیست دنیا خاکدانِ کہنہ و ویرانۂ	غصہ جائے محنت آبادی ملامت خانۂ
گفتمش آن کس را چہ گوئی دل برین دنیا نہد	گفت یا کورست یا مست ست یا دیوانہ
با مثال تودہ برفے ست در فصل بہار	ہیچ عاقل اندرین جائے نسازد خانۂ

حقیقتہً یہ زمانہ عجب عجب رنگ بدلتا ہے۔ آج جسکے سر پر تاج شاہی رکھا ہے تو دوسرے روز وہی سر پانون مین ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہے۔ آج اگر تمام عزیز و اقارب

مین خوش وخورم ہے تو اگلے دن غربت ومسافرت مین مبتلا ہوکر تباہی وبربادی مین
پڑجاتا ہے ٥

عطر جو مٹی کا بھی ملتے نہ تھے پوشاک مین | استخوان اُنکے ملائے آسمان نے خاک مین

آج جس عزیز کی ذرا بھی مفارقت ناگوار ہوتی ہے۔ اُس کے مرتے ہی تمام عزیز واقارب اُسکو
زمین مین چھپانے کی جلدی کرتے ہین۔ چنانچہ جناب یوسف کا حال ایسا قابل عبرت ہے
کہ کیا کیا مصائب اٹھائے ع جن کا رتبہ ہے سوا انکو سوا مشکل ہے۔ تفسیر ابوحمزہ
ثمالی مین لکھا ہے کہ جب تاجر مالک نے حضرت یوسف کو خریدا تو سفر مین طرح طرح کی برکت
مالک کو پہنچی جب مصر مین لاکر فروخت کیا تو وہ خیر وبرکت جاتی رہی تب مالک کو معلوم ہوا کہ
وہ جناب یوسف کے قدم مبارک کی برکت تھی۔ یوسف سے مالک نے جاکر دریافت کیا کہ تو کون
ہے تو فرمایا کہ مین فرزند یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہون۔ مالک نے جناب یوسف کو گود مین
لیکر بہت گریہ کیا اور کہا کہ آپ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ پروردگار عالم مجھے فرزند عطا فرمائے
کہ ور لاولدی سے ہمیشہ رنج وغم مین مبتلا رہتا ہون ٥

دنیا مین پسر باپ کی زینت کا سبب ہے | اولاد کا ہونا بھی بڑی بخشش رب ہے

لیکن حضرات اولاد کا داغ بھی ایسا ہی ہے کہ بصارت چشم جاتی رہتی ہے ٥

خارون سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے | صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھئے

الغرض جناب یوسف علیہ السلام نے اسکے حق مین دعا کی تو انکی دعا کی برکت سے اس تاجر
کے چھ مرتبہ مین بارہ فرزند پیدا ہوئے۔ اور جب حضرت یوسف زلیخا کے یہان آئے اور اس نے
حد سے زیادہ مکاری کی تو حضرت یوسف رونے لگے اور درگاہ باری مین عرض کیا کہ بارالہا
ایسا کیا جرم مجھسے صادر ہوا کہ جو ایسے عذاب مین مبتلا ہوا اور اسکی یہ وجہ ہے کہ انبیا وائمہ

علیہم السلام ہمیشہ ہر کام مین خدا کو پیش نظر رکھتے ہین اور ہر جگہ خدا کو حاضر ناظر جانتے ہین اسی وجہ سے کبھی گناہ کے مرتکب نہین ہوئے ۔ چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان مین ہے کہ ایک فرشتہ شانہ راست پر رہتا ہے کہ وہ نیکیان لکھتا ہے اور ایک شانۂ چپ پر کہ جو بدیان تحریر کرتا ہے اور جب انسان بدی کرتا ہے تو بدی کا فرشتہ اسکو لکھنا چاہتا ہے تو نیکیون کا فرشتہ اسکو منع کرتا ہے کہ شاید توبہ کرے اور خدا بخش دے تب وہ فرشتہ سات ساعت تک منتظر استغفار کا رہتا ہے اگر استغفار نہ کیا تو وہ فرشتہ ایک بدی لکھتا ہے ۔ اور امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ دونون فرشتے انسان سے علیحدہ نہین ہوتے مگر رفع حاجت کے وقت ۔ اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ مومن مرتا ہے تو وہ دونون فرشتے عرض کرتے ہین کہ خداوندا اب ہم کہان جائین تو اُن فرشتون کو حکم ہوتا ہے کہ میرے آسمان و زمین تو آدمیون اور جنون سے پُر ہے اور وہ میری عبادت مین مشغول ہین تم بھی اُس مومن کی قبر پر جاؤ اور میرا ذکر کرو اور اسکا ثواب اسکے نامۂ عمل مین قیامت تک درج کرو ۔ پس ہر انسان کو لازم ہے کہ خدائے تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانکر اعمال حسنہ بجالائے اور افعال قبیحہ سے گریز کرتا ہے تاکہ فردائے قیامت پیش پروردگار اور ائمہ اطہار شرمسار نہ ہونا پڑے ہائے ہائے تمام عمر تو گناہون اور نافرمانی مین بسر ہوئی اگر نماز پڑھی بھی تو وہ نماز نماز ہے اس لایق کہ قبول اور باعث مغفرت ہو ۔ عوض مین اتنے بڑے بڑے گناہون کے ۔ سے

اگر پیش بودے تو سر در سجود	تو خود نیک دانی کہ در سر چہ بود
اگر پیش بودے تو تن در نماز	بدل بودہ اندیشہائے دراز
چو طفلان بمکتب ز ترس پدر	زبان حمد خوان بود و دل بے خبر

مگر ہان دو وسیلے نجات کے البتہ ہمارے ہاتھ قابل اطمینان آئے ہین مصرع

دلاے علی و بکاے حسین ـ حقیقت مین واقعہ کربلا تو ایسا جانگاہ واقع ہوا ہے کہ تمام مخلوقات
مین تلاطم عظیم ہوگیا اور ہر شے نے حزن و ملال ظاہر کیا اور کیون تلاطم نہوتا کہ جب فرزند
باعث ایجاد عالم یکہ و تنہا نرغہ اعدا مین گھرا ـ استغاثہ کرتا تھا تو جواب مین کہین سے
پتھر کہین سے تیر کسیطرف سے نیزے کسی سمت سے شمشیرون کے وار چل رہے تھے
اور کوئی فرزند رسول پر رحم نہ کھاتا تھا اِذَا تَاہُ سَهْمٌ لَهٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ السَّهْمُ
فِیْ صَدْرِہٖ کہ یکایک ایک تیر سہ پہلو آکر سینہ مبارک پر پر لگا اوس وقت آپ نے
فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور منھ جانب آسمان بلند کر کے
عرض کیا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ لوگ اس شخص کو قتل کرتے ہین کہ سوائے اوسکے روے
زمین پر کوئی دوسرا نواسا تیرے رسول کا نہین ہے اور ایک چلو خون کا لیکر آسمان کیطرف
پھینکا تو اوس روز سے سرخی آسمان پر نمایان ہوئے اور ایک چلو لیکر سر اور روے انور اور
ریش مطہر پر ملا اور فرمایا کہ مین اسطرح اپنے جد امجد سے ملاقات کرون گا بعد اسکے
حضرت نے چاہا کہ وہ تیر کھینچ لین مگر آہ آہ ایسا پیوست تھا کہ سامنے سے نہ نکل سکا
حضرت نے جانب پشت سے نکال کر پھینکدیا تو خون پرنالہ کی طرح جاری ہوا ـ ۹

جسکی چھاتی کو نہ چھاتی سے نبی کرتے جدا		زخم سے تیرون کے جاتی تھی نہ پہچانی دریغ

اب حضرت آخری رخصت کو گئے درِ خیمہ پر اور فرمایا کہ یَا زَیْنَبُ یَا اُمَّ کُلْثُوْمَ وَ یَا سَکِیْنَةُ
وَ یَا رُقَیَّةُ عَلَیْکُنَّ مِنِّیَ السَّلَامُ یعنی اے زینب اور اے ام کلثوم اے سکینہ اے
رقیہ یہ سلام آخری حسین کا لو اور ذرا ہماری اب ہیئت بھی دیکھ جاؤ کہ ہمارا کیا حال ہے اور
بعض روایات مین ہے کہ جناب زینب پس پردہ کھڑی تھین جب آنحضرت کو خیمہ کیطرف
آتے دیکھا تو حضرت کو نہ پہچانا اسقدر تیر لگے تھے بدن سید الشہدا پر تو جناب زینب نے

فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے جو خیام اہل بیت کی طرف بے باکانہ چلا آتا ہے حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ اے بہن ہمارا اب یہ حال پہنچا کہ تمنے بھی ہمکو نہ پہچانا پھر تو حضرت کی آواز سنکر تمام بی بیاں روتی پیٹتی دوڑین۔ ہائے ہائے عجب کنایہ عرض کرتا ہون تصور شرط ہے آپکے آقا تو ایسی زخمی تھی پھر گھوڑے سے کیونکر اُترے ہونگے ؎

حرم تو گھوڑے سے شبیر کو اُتارتے تھے		حسین اکبر و عباس کو پکارتے تھے

جناب زینب اور تمام اہل حرم نعرے مار کر رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے بہن یہ وقت رونے کا نہین ہے۔ وقت رونے کا چلا آتا ہے ابھی تمکو بہت رونا ہے اس وقت رخصت ہو لو اور دو دو باتین سُن لو۔ جناب زینبؑ چپ ہوئین۔ تو حضرت نے کچھ وصایا فرمائے مومنین اب سُنیے اور جی بھر کے روئیے او جناب زینب اور تمام اہل حرم کا رونے مین ساتھ دیجئے۔ کہ جب حضرت میدان کو چلے تو ایک قیامت برپا تھی۔ خیمہ اہل حرم مین جناب سکینہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے بھی مثل چچا عباس اور بھائی علی اکبر کے مرنے پر کمر باندھی ہے حضرت نے فرمایا کہ کیونکر مرنے پر کمر نہ باندھے وہ شخص کہ جو بے یار و بے مددگار رہو۔ ہائے سن طفلی بھی کیا سن ہوتا ہے صاحبانِ اولاد کا دل یہ مضمون سنکر پھٹجائیگا کہ جناب سکینہ نے کیا کلمہ عرض کیا یَا اَبَتَاہُ رُدَّنَا اِلیٰ حَرَمِ جَدِّنَا یعنی اے بابا پھر ہمکو مدینہ ہی بھجوا دو تو حضرت نے فرمایا کہ اے نور نظر اگر میرا اختیار ہوتا تو اپنے آپکو اور تمکو بلا مین کیون ڈالتا مین نے تو اشقیا سے یہ بھی کہا کہ مین پہاڑون پر چلا جاؤن یا زنگبار و ہند و روم کو چلا جاؤن ؎

سرحد مین تمھاری کبھی آؤن تو قسم لو		آبادی مین گھر اپنا بناؤن تو قسم لو

ایک عجب مضمون جانگاہ ذاکر کو یاد آیا ہے کہ جب حضرت نے ارادہ میدان کا کیا تو تمام اہل حرم

نے عرض کیا کہ یا مولا اب ہمکو آپکی زیارت کہان نصیب ہوگی۔ ہم امیدوار ہین کہ ہم سب حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جائین اور آپ ہمارے درمیان مین سے تشریف لیجائین تاکہ کوئی آخری زیارت سے کوئی محروم نہ رہے آہ آہ حضرت اُس حلقہ مین سے ہوکر ایسے نکلے جیسے بھرے گھر سے کسی جوان کا جنازہ نکلتا ہے ہ

سب کو سمجھا کے دلِ حیدر و زہرا نکلا	گویا جیتا ہوا خیمہ سے جنازہ نکلا

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چہاردھم

تفسیر ہمّت بہ وہم بہا۔ خاتمہ برگرفتاری رہائی شمر ولد الحرام

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

یعنی پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ زلیخا نے یوسف سے لپٹنے کا ارادہ کیا اور یوسف نے اس سے بچنا چاہا۔ اگر نہ دیکھتا وہ اپنے پروردگار کی دلیل یعنی نبوت وعصمت کہ حضرت یوسف کو مانع ہوئی کہ حضرت یوسف نے اسکے قصد کو دفع کیا اور بعض کہتے ہین کہ اس آیت مین تقدیم تاخیر ہے اور اصل مین یہ آیت اسطرح ہے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ هَمَّ بِهَا یعنی اگر نہ دیکھتا وہ یوسف برہان یعنی دلیل اپنی پروردگار کی تو یوسف بھی اس سے لپٹنے کا ارادہ کرتے اور بعض کہتے ہین کہ بہا کی ضمیر ابواب کی طرف پھرتی ہے یعنی حضرت یوسف نے دروازون کی طرف بھاگنے کا ارادہ کیا اور جناب صادق علیہ السلام سے ہے کہ برہان سے مراد نبوت ہے کہ وہ بدکاریون سے روکتی ہے اور برہان سے مراد حکمت ہے کہ وہ قباحتون سے پھیر دیتی ہے اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یوسف معصوم تھے اور معصوم نہ قصد گناہ کرتا ہے اور نہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ زلیخا نے تو ارادہ گناہ کیا اور یوسف

نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا بشرطیکہ زلیخا زبردستی کرے۔ پس خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف سے
قتل اور بدکاری کو پھیر دیا۔ اور تفاسیر اہل سنت مین بھی متعدد روایات اس بارہ مین
لکھی ہین کہ جو قابل بیان نہین ادنیٰ آدمی بھی اپنی ذراسی امانت کسی کے پاس رکھتا ہے تو سب
طرح اطمینان کرلیتا ہے متدین ولایق ومن جمیع الوجوہ نیک ہو اور پھر پروردگار عالم کہ جو علام الغیوب
ہے وہ اپنے احکام کا اسکو امین قرار دے اور تمام مخلوقات پر حاکم کرے کہ جو نالایق وزناکار و
گنہگار وغیر معصوم ہو۔ اور اس سے اور کیا حضرت یوسف کی عصمت پر سند ہو گی کہ جن لوگونکا
اس قصہ مین تعلق ہے وہ سب یوسف کی پاکدامنی پر شاہد ہین حتّیٰ کہ ابلیس ملعون بھی گواہی دیتا
ہے کہ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ یعنی پس
قسم ہے تیری عزت وجلال کی کہ البتہ مین سب کو بہکاؤن گا مگر جو تیرے بندے خالص ہین اُن کو
نہ بہکا سکون گا اور پروردگار عالم حضرت یوسف کو فرماتا ہے کہ وَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ
یعنی اور بتحقیق کہ وہ یوسف ہمارے مخلص بندون مین سے ہے۔ پس یہ نتیجہ نکلا کہ انکو بھی نہ بہکا
سکیگا پھر حضرت یوسف سے اور ارادہ گناہ معاذ اللہ اور جناب یوسف نے عزیز مصر سے فرمایا کہ هِيَ
رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي یعنی زلیخا نے مجھ سے درخواست کی تھی اور مین اُس سے چھڑا کر بھاگا
تھا یہ فرمانا جناب یوسف کا انکی پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے۔ عزیز مصر نے کہا کہ وہان بجز تمھارے
اور کوئی نہین تھا مجھے جھوٹ یا سچ کیونکر معلوم ہو تو خدا تعالےٰ نے حضرت یوسف کو الہام کیا کہ
جو لڑکا تین یا چار مہینے کا زلیخا کے چچا یا خالہ کا بیٹا اس گھر مین ہے اسکو اپنا گواہ مقرر کرو تو حضرت
یوسف نے عزیز سے فرمایا کہ میرا وہ لڑکا گواہ ہے عزیز نے کہا کہ اس قدر کم سن بچہ کیا جانے اور بات کرے
حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا خدا اس بچہ کو گویا کرنے پر قادر ہے عزیز نے اس لڑکے سے پوچھا
تو اس نے کہا کہ اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹ کہتا ہے اور

اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو یوسف سچے ہین اور زلیخا جھوٹی ہے اس لئے کہ یہ حال اس امر پر
دلالت کرتا ہے کہ یوسف اس سے پیچھا چھڑا کر بھاگا تھا اور زلیخا نے کرتہ اُسکا پیچھے سے پکڑ کر
اپنی طرف کو کھینچا کہ وہ پھٹ گیا یہ طفل شیر خوار کی گواہی حضرت یوسف کی پاک دامنی پر ہے
بلکہ جب بے زبان بچہ کو خدائے تعالیٰ نے گویا کیا اور جناب یوسف کی جان و آبرو بچی۔ تو گویا
حق تعالیٰ گواہی دیتا ہے حضرت یوسف کی عصمت پر جس وقت عزیز نے یوسف کا کرتہ پیچھے
سے پھٹا ہوا پایا تو جانا کہ یوسف کی اس مقدمہ مین کوی خطا نہین اور زلیخا سے کہا کہ یہ محض تیرا
کید ہے یہ عزیز مصر کی شہادت ہے حضرت یوسف کی پاک دامنی پر اور جس وقت حضرت یوسف
کو نبوت اور سلطنت ملی تو ایک روز اُن کے پاس جبرئیل بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان
ملازمانِ باورچی خانہ سے حضرت یوسف کے پاس آیا اور وہ میلا اور چکنا لباس پہنے ہوئے تھا
اور کوی چیز باورچیخانہ کی اُس کے ہاتھ مین تھی۔ جبرئیل نے کہا کہ اے یوسف اس جوان کو پہچانتے
ہو کہ کون ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ مین نہین جانتا مگر میرے باورچیخانہ مین ملازم ہے
حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے کہ جس نے تین چار مہینے کی عمر مین تمھاری گواہی دی تھی
حضرت یوسف نے فرمایا کہ اِس کا حق میرے ذمہ ہے اور حکم دیا کہ اسکے میلے کپڑے اتروا
اور ایک خلعتِ فاخرہ اسکو عنایت فرمایا پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِ
حْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ یعنی نہین ہے بدلا احسان کا مگر احسان۔ اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بدلا دینا یہ نہین ہے کہ تو بھی اسکے ساتھ اسیقدر نیکی کرے
ورنہ اسکو تجھپر فضیلت ہوگی کہ اُس نے پہلے نیکی کی ہے بلکہ چاہیئے کہ اُسکی نیکی سے زیادہ نیکی
کرے اور اُس کے احسان کو فراموش نکرے۔ مگر جیسے احسان فراموش اہل کوفہ تھے ایسے بھی
نہوئے ہونگے کہ رسول خدا سے تو ہدایت پائی اور اُنکی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔

نبی کے باغ کا تازہ ہر اک شجر کاٹا		کسی کو زہر دیا اور کسی کا سر کاٹا

مگر خصوصاً شمر ولد الزنا نے تو وہ احسان فراموشی کی کہ بالکل حمیت عرب ہی کو بھلا دیا
چنانچہ مصائب الائمہ مین ہے کہ جب امیر خیبر گیر نے جنگ نہروان سے مراجعت فرمائی
تو مالک اشتر شمر ذی الجوشن ملعون کو گرفتار کر کے خدمت مرتضوی مین لائے حضرت نے
حکم فرمایا کہ اچھا اسکو اپنی حراست مین رکھو مالک اشتر نے اُس شقی کے چارون ہاتھ
پانون زنجیر آہنی مین جکڑ کے ایک چوب خیمہ سے باندھ دیا اور یہ ملعون اس وقت ایسا
پیاسا تھا کہ عنقریب واصل جہنم ہو اور ہر ایک سے پانی مانگتا تھا لیکن بسبب اسکی
مکاری اور دغابازی کے کوئی اُسے پانی نہ دیتا تھا حسب اتفاق جناب امام حسینؑ اُدھر
سے گذرے شمر لعین بکمال لجاجت عرض کرنے لگا کہ اے فرزند رسول واے نور دیدۂ
بتول آپکو قسم ہے اپنے پدر عالی مقدار و روح جد نامدار و مادر عالی وقار کی کہ اسوقت مجھے
پیاس مارے ڈالتی ہے ایک گھونٹ پانی کا پلوا دیجے او جناب حیدر کرار سے میری
سفارش کر کے اس قید شدید سے رہائی دلوائیے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام نہایت
رحیم و کریم تھے اور اسمین مصلحت یہی تھی۔ پس آنحضرت اُس دشمن خدا کے پاس تشریف
لائے اور اسکے ہاتھ پانون کھول دیئے اور طعام لذیذ اور اپنے پینے کے پانی سے اسکو سیر و سیراب
کیا۔ حضرات آپکے آقائے مظلوم عجب کنایہ فرماتے ہین مگر بغور صادق شرط ہے۔ فرمایا کہ
اے شمر میرے اس احسان کو بھول نجانا شاید مجھپر بھی کبھی ایسا وقت پڑے کہ مین پیاسا ہون
تو مجکو بھی پانی پلانا۔ آہ آہ مومنین جب امام مظلوم نے روز عاشورہ استغاثہ کیا ہے اور
پانی مانگا ہے تو شمر شقی ہی نے جواب دیا تھا کہ اے حسین اگر تمام روے زمین پانی پانی ہو جاے
تو تمکو ایک قطرہ نہ ملیگا اور اسی طرح بھوکے پیاسے شہید ہو گے الغرض یہ فرما کر وہ حضرت

اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے بابا اس وقت شمر شدت سے پیاسا تھا اور مجھ سے فریاد کی تو اسکی پیاس اور بیتابی مجھسے نہ دیکھی گئی آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے رہا کیا یہ سُن کر وہ جناب کچھ سوچکر اور اپنے نور نظر کے چہرہ انور کو بحسرت و یاس دیکھ دیکھ کر زار زار رونے لگے آہ آہ مومنین روز عاشورہ شمر حرامزادہ اس احسان کو کیسا بھول گیا۔ بند

خیمہ فرات سے جو اُٹھایا تو شمر نے	مرقد مین فاطمہ کو رولایا تو شمر نے
سید کا خون زمین پہ بہایا تو شمر نے	عابد کو دُرہ آہ لگایا تو شمر نے

مقنعے حرم کے سر سے اُتارے لعین نے
منہ پر طمانچے بچون کے مارے لعین نے

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانزدہم۔ حضرت یوسف کا قیدخانہ مین جانا۔ پانچ شخص بڑے رونیوالے گذرے ہین۔ خاتمہ گریہ سجادؑ و جناب ام البنین

تفسیر عمدۃ البیان مین ہے کہ زلیخانے ایک روز آہنگر کو بلا کر کہا کہ ایک زنجیر مضبوط بنا کر لا تاکہ اس غلام کو مین پہناؤن اور چند روز قیدخانہ مین رکھکر گوشمالی دون وہ لُہار جناب یوسف کے ہاتھ پاؤن دیکھ کر کہنے لگا کہ اسکے ہاتھ پاؤن مین بھاری زنجیر کی طاقت نہین اور یہ قیدخانہ کی رنج و مشقت کی قوت نہین رکھتا۔ زلیخا اُسپر خفا ہوئی اور ایک جھڑکی اسکو دی اور کہا کہ تو قیدیون پر رحم کرتا ہے۔ لُہار نے ویسی ہی زنجیر بنا کر یوسف کے پاؤن مین ڈال دی۔ زلیخانے حکم دیا کہ یوسف کو ایک سواری پر سوار کرکے مصر کے بازار مین

پھرا ہین اور منادی ندا کرے کہ جو کوئی عزیز کے حرم مین خیانت کا ارادہ کریگا اسکی یہی سزا ہے

اور زلیخا بھی لباس بدل کر یوسف کے راستہ پر جا کر کھڑی ہوئی تاکہ دیکھے کہ یوسف کیا

کہتے ہین تو یوسف اُس وقت روتے تھے اور کہتے تھے کہ بار الٰہا تو میرے حال سے خوب آگاہ

ہے کہ باپ کی مفارقت پر روتا ہون اور بھائیون کے ظلم سے سرگردان ہون اور پھر یہ قید گران

اور زندان ہے تیرے سوا اور کس سے مدد چاہون جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے

یوسف غم مت کرو بلکہ خندان رہنا چاہیئے اور زلیخا بھی تیرے نظارہ کیلئے راستہ پر کھڑی ہے

کہ دیکھے کہ تو کس سے فریاد کرتا ہے۔ اِس وقت ترش روئی نکرنا اور چین بجبین نہونا اور یہ

سمجھنا کہ قید خانہ سے گلستان مین جاتے ہو۔ تاکہ مین زندان کو تمپر گلزار کردون۔ آہ مومنین

اس وقت تو مجھے اور سواری کا خیال آگیا اور صاحبانِ عبرت بھی سمجھ گئے ہونگے کہ وہ

سواری امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے۔ جنابِ زینب فرماتی ہین کہ میرے بھتیجے

امام زین العابدین کو اسطرح سوار کیا تھا کہ پانون مین رسی باندھ کر اونٹ کی پیٹھ سے

جکڑ دیا تھا اور اُسپر یہ اور غضب تھا کہ آگے آگے منادی پکارتا تھا ؎

هٰذِی سَبَایَا اُمِّ بَنَاتِ مُحَمَّدٍ		تُشْتَهَرُ بَنْتَ مَابَیْنَ الْقَبَائِلِ وَالْمَلَاء

یعنی اے اہلِ کوفہ و شام آگاہ ہو کہ یہ قیدی اہلِ بیتِ رسول ہین کہ جو اس ذلت سے

شہر بشہر تشہیر ہوتے ہین الغرض جس وقت یوسف کو قید خانہ مین لیچلے تو قریب ایک لاکھ

آدمی کے مرد اور عورتین اُسکے تماشے کو آئے اور مصر مین ایک شور تھا اور کہتے تھے کہ ہائے

افسوس اس بیچارے مظلوم کو کیون گرفتار کیا ہے اور سب لوگ زلیخا کو بُرا کہتے تھے جس

وقت زلیخا کے پاس سے یوسف گذرے تو اسکی زبان پر جاری ہوا کہ یہ غلام کنعانی ہے

اور عزیز اس پر غضبناک ہے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ کہو کہ یہ بہتر ہے غضبِ رحمٰن سے اور

آتش دوزخ مین جلنے سے اور تیری آواز کو زلیخا کے کان تک پھنچادنگا۔ زلیخا یہ سن کر کانپنے لگی۔ اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب جناب یوسف قیدخانہ مین داخل ہوے تو قیدخانہ کے داروغہ نے کہا کہ اے یوسف مین تجکو بہت دوست رکھتا ہون۔ فرمایا کہ جو مصیبت پہنچی ہے وہ اِس محبت سے ہی پہنچی ہے۔ پھوپی مجھسے محبت کرتی تھی کہ اُس نے مجکو کمربند کی چوری لگائی اس بہانہ اور حیلہ سے ایک سال اُس نے مجکو اپنے پاس رکھا اور اس زمانہ مین یہی رسم تھی کہ جو کوئی کسی کی چوری کرتا تھا تو وہ ایک سال تک اسکی سزا مین اسکے پاس رہتا تھا اور یوسف کی پھوپی چونکہ یوسف سے محبت بہت رکھتی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح میرے پاس یوسف رہے اس واسطے اُس نے یوسف کی کمر سے کمربند باندھ دیا تھا اسکے کپڑون مین پوشیدہ کرکے سوتے وقت اور پھر وہ کمربند یوسف کے پاس سے نکال کر کہا کہ اِس نے چُرایا تھا۔ اس حیلہ سے یوسف کو اپنے پاس رکھا۔ اُس قصہ کا یوسف نے ذکر کیا کہ میری پھوپی مجھسے محبت رکھتی تھی اُس نے مجکو چوری لگائی واقعی مومنین پھوپی کو بھتیجے سے اکثر محبت ہوتی ہے۔ لیکن جو محبت جناب زینب کو اپنے بھتیجے جناب علی اکبر سے تھی ایسی محبت سنی بھی نہوگی چنانچہ جب علی اکبر گھوڑے سے گرے اور آواز دی یا ابتاہ اور کہی کہ اے بابا میری بھی خبر لیجے تو حمید کہتا ہے دیکھا مین نے کہ ایک بی بی خیمہ امام حسین علیہ السلام سے ننگے سر اور برہنہ پا نکلی اور مقتل کی جانب دوڑی اور کہتی جاتی تھی کہ ہائے ای نور چشم میرے بھتیجے ظالمون نے پیاسا شہید کیا اور روتی ہوئی لاش علی اکبر پر گر پڑی تو امام حسین علیہ السلام نے دوڑ کر اپنی عبا کا پردہ کرلیا اور اس بی بی کو سمجھا کر خیمہ مین لیگئے مین نے کسی سے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہی جو خیمہ سے بیتاب ہوکر باہر نکل آئی ہے تو اُس نے کہا کہ ارے اپنی آنکھین بند کرلے

یہ وجہ بی ہے کہ جس کا سایہ بھی آفتاب نے نہ دیکھا تھا ۵

ہمشیر ہے حسین کی زہرا کی جائی ہے		بیتاب ہو کے ماتم اکبر مین آئی ہے

الغرض حضرت یوسف داروغہ قید خانہ سے فرماتے ہین کہ باپ نے مجھسے محبت کی تو بھائیون نے مجھ سے حسد کیا یہان تک کہ کنوین مین ڈالا عزیز کی زوجہ نے مجھسے محبت کی تو قید خانہ مین مجکو بھیجا اور مشہور ہے کہ یوسف نے قیدخانہ مین شکایت کی کہ خداوندا مین کس جرم مین قید خانہ کا مستحق ہوا حکم ہوا کہ تونے ہی تو کہا تھا کہ قید خانہ مجھے بہتر ہے اس امر سے کہ وہ مجکو بلاتی ہے اسکی طرف۔ مجکو تونے یہ کیون نہ کہا کہ عاقبت اس امر سے بہتر ہے۔ اور حضرت یوسف قیدخانہ مین اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کی مفارقت مین رویا کرتے تھے۔ اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ہے کہ فرمایا بڑے رونے والے پانچ شخص ہین ایک تو یوسف کہ قیدخانہ مین اپنے باپ کو اس قدر روئے کہ قید خانہ کے لوگون نے انکے رونے سے اذیت پائی اور کہتے تھے کہ یا رات کو رویا کرو یا دن کو رویا کرو۔ اور دوسرے یعقوب علیہ السلام ہین کہ یوسف کی مفارقت مین اسقدر روئے کہ آنکھین اُنکی سفید ہوگئین اور تیسرے حضرت آدم ہین کہ جدائی بہشت مین اسقدر روئے کہ اُن کے رخسارون پر دو نہرین جاری ہوگئین اور چوتھی حضرت فاطمہ زہرا ہین کہ فراق پدر مین ایسی روئین کہ مدینہ کے لوگون نے حضرت علی سے شکایت کی کہ ہم فاطمہ کے شب و روز رونے سے بہت دل تنگ ہین یا تو دن کو رویا کرین اور شب کو خاموش رہین یا شب کو رویا کرین اور دن کو خاموش رہین مجبور ہوکر جنت البقیع مین جاکر ایک درخت کے نیچے رویا کرتی تھین لیکن اعداے دین نے وہ درخت بھی کٹوا دیا۔ ہائے مومنین ابھی انتقال رسول کو کتنا زمانہ گذرا تھا ابھی تو کفن تک بھی میلا نہوا تھا کہ جو یہ ظلم و ستم اہل بیت پر شروع کر دیئے تھے

لاہوت کو محتاج کر دیا۔ گلستان مصطفوی سرسبز و شاداب نہ دیکھ سکے ؎

گلزار فاطمہ مین ہوا کیا بُری چلی	فاقہ تھا تیسرا کہ گلون پر چھری چلی

پانچوین رونے والے امام زین العابدین علیہ السلام ہین کہ جب تک زندہ رہے اپنے پدر بزرگوار کی بھوک پیاس کو یاد کر کے روتے رہے۔ ایک روز کسی غلام نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ صلعم ایسا نہو کہ آپ روتے روتے ہلاک ہو جاوین۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے بھائی تو ہی انصاف کر کہ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹون مین ایک بیٹا گم ہو گیا تھا تو حضرت یعقوب اسقدر روئے کہ بینائی جاتی رہی اور میرے سامنے تو اٹھارہ بنی ہاشم کہ جن کا مثل و نظیر روے زمین پر نہ تھا تھوڑے سے عرصہ مین بھوکے پیاسے مثل گوسفندان قربانی کے ذبح ہو گئے اور بعض ذاکرین سے عجب جانسوز مضمون سنا ہے کہ کوئی شخص دولت سراے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس سے ہو کر گذرا اور پرنالہ سے پانی بہکر اسکی چھینٹین اُسکے کپڑون پر گرین اُس نے خیال کیا کہ یہ پانی پاک ہے یا نجس۔ اس امر کی تحقیق کے واسطے در دولت پر جا کر دق الباب کیا وہان سے ایک کنیز بر آمد ہوئی اُس نے حال بیان کیا اور رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے بھائی یہ تو جناب سید الساجدین علیہ السلام کے آنسوون کا پانی ہے کہ شب و روز اپنے پدر بزرگوار پر روتے ہین اور جناب ام البنین زوجہ امیر المومنین مادر جناب عباس کا یہ حال تھا کہ بعد واقعہ کربلا کے وہ معظمہ ایسی ضعیف و ناتوان ہو گئی تھین کہ درد سر کے سبب سے ہمیشہ سر اطہر پر رومال بندھا رہتا تھا اور ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے اور قبرستان بقیع مین جا کر ہمیشہ نوحہ و بین کیا کرتی تھین مگر عاشقان حسین محبت اس کا نام ہے کہ پہلے

زبان سے ہائے حسین نکلتا تھا پھر ہائے عباس ہائے جعفر ہائے عبداللہ زبان پرجاری ہوتا تھا اور ہمیشہ اہل مدینہ جمع ہوکر بین اُن مخدومہ کے سُن کر روتے تھے بلکہ مروان علیہ اللعن باوجود شقی القلب اور عدوے بنوی ہونے کی بقیع مین جاتا تھا اور ام البنین کے بین سنا کرتا تھا اور خود بھی روتا تھا۔ اور جب تک زندہ رہین اسیطرح روتی تھین۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس شانزدہم۔ بادشاہ مصر کے باورچی وساقی کا قید ہونا اور وہان خواب دیکھنا

خاتمہ اہل حرم کا قید خانہ مین مقید ہونا۔

تفسیر عمدۃ البیان مین ہے کہ جب جناب یوسف قید خانہ مین داخل ہوئے تو اُن کے ہمراہ ایک ساقی بادشاہ کا کہ جو بادشاہ کے واسطے شراب بنایا کرتا تھا۔ اور دوسرا باورچی دونون بادشاہ کو زہر دینے کی بدگمانی مین قید ہوئے تھے۔ ساقی نے تو کہا تھا کہ باورچی نے کھانے مین زہر ملایا ہے اور باورچی نے کہا تھا کہ ساقی نے شراب مین زہر ملایا ہے بادشاہ نے ساقی کو اسکی شراب پلائی تو اسپر کچھ اثر نہوا بادشاہ دونون سے بدگمان ہوا اور قید کیا چونکہ جناب یوسف اور قیدیون کی بہت دلداری کرتے اور انکے پھٹے کپڑے سیتے تھے تو اس وجہ سے سب قیدی اُنسے محبت رکھتے تھے اور پروردگار نے انکو علم تعبیر عطا کیا تھا تو قیدی انسے خواب کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ایک روز امتحاناً ساقی نے کہا کہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت مین انگور کے تین خوشے ہین اور مین اُنسے شراب نچوڑتا ہون۔ باورچی نے کہا کہ مین باورچیخانہ مین اپنے سر پر روٹی لیے ہون اور اس مین سے پرند کھاتے ہین تو جناب یوسف نے فرمایا کہ ساقی تو پھر اپنے عہدہ پر مقرر ہوگا اور بعد تین دن کے

رہائی پائیگا اور باورچی کو سولی دیجائیگی اور مدت تک سولی پر لٹکا رہیگا اور اسکے سر کا
گوشت پرندہ کھائینگے باورچی نے کہا کہ یہ خواب مین نے اپنی طرفسے بنا کر کہا تھا حضرت
یوسف نے فرمایا کہ اب تو حکم پروردگار کا جاری ہوچکا کہتے ہین کہ بعد تین دن کے ملازم شاہی
آئے اور ساقی اور باورچی کو قیدخانہ سے لیگئے ساقی تو پھر اپنے عہدہ پر مقرر ہوا اور باورچی
کو سولی پر چڑھایا۔ اور جب ساقی قیدخانہ مین سے جانے لگا تو حضرت یوسف نے اس سے
فرمایا کہ بادشاہ سے میری بیگناہی بیان کرکے میری سفارش کرنا اور مجھے قید سے چھڑانا
اس نے قبول کیا لیکن یوسف کا پیام وہ بھول گیا یہانتک کہ وہ سات برس قید مین رہے
اور روایت ابن عباس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل جناب یوسف کو ایک گوشہ مین
لیگئے اور اپنا پر زمین پر مارا کہ دوسرے طبقہ تک زمین شگافتہ ہوگئی اور یوسف سے کہا
کہ نیچے نگاہ کرو اور جو ملاحظہ فرماؤ بیان کرو۔ فرمایا کہ دوسرا طبقہ نظر آتا ہے۔ تو پھر اپنا پر مارا
اور کہا کہ اب دیکھو کیا نظر آتا ہے کہا کہ زمین کا تیسرا طبقہ دیکھتا ہون۔ اسیطرح ساتوین طبقہ تک
نوبت پہنچی تو جبرئیل نے پر مار کر کہا کہ اب کیا دیکھتے ہو کہا کہ ایک بہت بڑا پتھر ہے۔ جبرئیل نے
اُسپر بھی پر مارا تو وہ بھی شگافتہ ہوا۔ اور اسمین سے ایک کیڑا سبز پتہ منھ مین لئے باہر
آیا اور اُس نے یوسف سے زبان عربی مین کہا کہ اے پاک پاکون کے تمکو خدائے تعالی اسلام
کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تو نے میرے غیر سے مدد چاہی مجکو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ تمکو سات
سال تک قید رکھونگا حضرت یوسف یہ سُن کر بہت نادم ہوئے اور جبرئیل سے پوچھا کہ خدا مجھسے
راضی ہے کہا کہ ہان تب جناب یوسف نے فرمایا کہ تو مجھے سات سال کی قید کی کچھ پروا بھی
نہین۔ خدائے تعالی نے یوسف کو وحی کی کہ تمکو خواب کس نے دکھلایا اور تمھارے باپ کو
تمپر کس نے مہربان کیا اور کس نے تمھارے پاس قافلہ بھیجا کہ تمکو کنوین سے نکالا اور کس نے

تمکو دعا تعلیم کی کہ جس کے پڑھنے سے کنوین سے نجات ملی اور عورتون کے مکر سے کس نے بچایا اور شیر خوار بچہ کو کس نے تمھاری گواہی پر گویا کیا۔ اور زلیخا کا مکر اسکی طرف کس نے پھیرا اور تعبیر خواب تمکو کس نے تعلیم کی۔ جناب یوسف نے عرض کیا کہ پروردگارا یہ تمام احسانات تیرے ہی ہین پروردگار عالم نے فرمایا کہ پھر میرے غیر سے مدد چاہی اور مجھسے سوال نہ کیا کہ مین تمکو قیدخانہ سے نکالتا یوسف نے یہ سُن کر ایک چیخ ماری اور اپنا رخسارہ خاک پر رکھدیا اور عرض کیا درگاہ باری مین کہ تو ہی مالک ہے جو چاہے سو کرے آہ آہ مومنین اس وقت تو مجھے ایک اور رخسارہ یاد آگیا وہ کونسا رخسارہ ہے وہ وہ رخسارہ ہے کہ جو دوش مبارک جناب سیدہ پر رہا کرتا تھا وہ رخسارہ آپکے آقا سید الشہداء ؑ

دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین		نجون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

کا ہے کہ جسکی طرف صاحب الامر علیہ السلام نے اشارہ فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ یعنی سلام خدا ہو اس رخسارہ پر کہ جو خاک و خون مین آلودہ ہوا کہ جب آپ کثرت زخمہائے کاری سے ذوالجناح پر نہ سنبھل سکے تو پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور جلتی ریت پر تین ساعت تک منھ کے بل پڑے رہے ؑ

بلند مرتبہ شاہے زصدر زین افتاد		اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

گویا یہ سجدۂ شکر تھا کہ خداوندا حسین تو اپنا وعدہ وفا کر چکا تو بھی صادق الوعدہ ہے میرے عزادارون اور رونے والون کو آتش جہنم سے بچانا۔ الغرض جناب یوسف نے حالت سجدہ مین درگاہ باری مین عرض کیا کہ خداوندا میرے آباو اجداد کے حق کا واسطہ مجھے رنج سے نجات دے۔ وحی ہوئی کہ تمھارے باپون کا پھر کیا حق ہے آدم کو مین نے پیدا کیا اور اُنکو اور اُنکی زوجہ کو بہشت مین جگہ دی اور اُنھون نے اس درخت

کا میوہ کھایا کہ جس کو مین نے منع کیا تھا اور پھر اُنھون نے توبہ کی اور مین نے انکی توبہ قبول
کی اور نوح کو پیغمبر کیا اور انھون نے اپنی اُمت کے غرق ہونے کی دعا کی تو مین نے تمام
امت کو غرق کر دیا مگر جو کشتی مین اُنکے ہمراہ تھے انکو نجات دی اور ابراہیم کو مین نے اپنا
خلیل کیا اور آتش نمرود سے بچایا اور یعقوب کو بارہ فرزند دیئے۔ ایک فرزند کی جدائی
مین اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے اور راستہ مین بیٹھکر لوگون سے میری شکایت کرتے ہین
پس تمھارے آباو اجداد کا مجھپر کولنسا حق ہے۔ اور کہتے ہین کہ یوسف قید خانہ مین اسقدر
روئے کہ سب قیدی انکے شاکی ہوئے اور سب کی نیند جاتی رہی تو لوگون نے یوسف کو
اس حال پر مطلع کیا تو زلیخا نے حکم دیا کہ قید خانہ مین شارع عام کی طرف جالی دار کھڑکی
کھول دی جائے اور وہان یوسف کو رکھین تاکہ لوگون کے تماشے مین مشغول ہون اور رونا
کم ہو اور قیدیون کو آرام ملے اتفاقاً وہ کھڑکی کنعان کی طرف واقع ہوئی۔ جب رات ہوتی
تو یوسف اس کھڑکی مین بیٹھکر جو ہوا کنعان سے آتی تو اس سے حضرت یعقوب کا حال پوچھا کرتے
اور جو باد صبا کنعان کی طرف جاتی تو اپنا درد دل اُس سے کہا کرتے آہ آہ مومنین اسوقت
مجھے یوسف اہلبیت کی قید کا خیال آگیا کہ یزید بیحیائی ایسے قید خانہ مین مقید کیا تھا کہ جہان
دن کو دھوپ مین جلتے تھے اور رات کو اوس مین بھیگتے تھے۔ یہانتک کہ پوست چہرون کے
گل گئے تھے دزا وزا سے بچے ہوا کو ترستے تھے۔ بلکہ ایسے قید خانہ مین مقید کیا کہ جو سات سو
برس سے خراب پڑا تھا اور اسمین سانپ و بچھو بکثرت تھے۔ اب مومنین حال اہل حرم پر رویئے
کیا عبرت کا مقام ہے کہ سانپ و بچھو جمع ہو کر خدمت بیمار کربلا مین آئے اور پانون پر گر کر بوسے
دینے لگے اور آنکھین ملنے لگے اور بے اختیار روتے تھے جناب زینب و ام کلثوم نے فرمایا
کہ اے بیٹا ان کا کام تو کاٹنا ہے مگر ہم دیکھتے ہین کہ تمھارے پانون پر پڑے روتے ہین جناب

سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پھوپی جان آپ خود اُنسے دریافت فرمائیے کہ تمہارے
رونے کا کیا سبب ہے۔ جب جناب زینب نے سبب پوچھا تو سانپ و بچھو بقدرتِ خدا گویا ہوئے
کہ اے دخترِ رسول ہم سات سو برس سے یہان مقیم ہین اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ہمکو یہ
پیام بھیجایا تھا پروردگار کا کہ اے سانپ بچھو ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس مکان مین طوق و زنجیر
مین گرفتار ہوکر پیغمبر آخر الزمان کی اولاد قید ہوگے اور اُنکی امت اُنکو ذلیل و خوار جانیگی
اور مسافر و غریب الوطن جانکر بیحرمتی کیواسطے یہان لائین گے۔ پس تمکو چاہیئے کہ اُنکی حفاظت
چارون طرف پھر کر کرنا اور جو ملعون کہ عزم حرم سرا کا کرے تم سب جمع ہوکر کاٹنا تاکہ منافقین
امت اپنے ارادہ سے باز رہین۔ پس جناب زینب نے فرمایا کہ اے سانپ اور بچھو خوشحال
تمہارا کہ تم مصیبت اہل بیت رسالت مین شریک ہوئے۔ پس جب تک اہل بیت اس مکان
مین رہے وہ چارون طرف سے محافظت کرتے تھے۔ یزید پلید نے یہ سن کر کہا کہ الحمد للہ میرے دشمن
سزا کو پہنچے ہائے کیا بیحیا تھا وہ شقی اور شرم نہ آئی اس ملعون کو کہ حیوان تو یون پاسداری
عترت رسول کی کرین اور اُمت ظلم و ستم سے باز نہ آئے۔ آہ مومنین ایک روایت تو مجھے بہت
جانسوز یاد آئی صاحبان اولاد غور سے سنین۔ لکھا ہے کہ جناب سکینہ اپنی پھوپی جناب زینب
سے پوچھتی تھین کہ اے پھوپی جان شام کے وقت پرندبھی اُڑ اُڑ کر اپنے آشیانون کو جاتے
ہین کیا ہمارے لئے کوئی دوسری جگہ نہین کہ اس قید خانہ تیرہ و تار سے نکل کر ایک شب وہان
مقیم ہون۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہفتدہم

شتر سوار کی معرفت اپنی پدر بزرگوار کو سلام کہلا بھیجنا۔ خاتمہ محل سے ہند کا نکل آنا۔

منقول ہے کہ ایک رات جناب یوسف علیہ السلام پیاسے تھے اور شاہ راہ انتظار پر آنکھین

لگ رہی تھین دور سے دیکھا کہ ایک اعرابی شتر پر سوار ہو کر جنگل کی طرف جاتا ہے
اونٹ اُس کا سرکشی کر کے قیدخانہ کی طرف چلا ہرچند اسکو اعرابی نے مارا اور روکا لیکن
وہ اونٹ نہ ٹھہرا۔ اعرابی تنگ ہو کر پیادہ ہو گیا اور وہ اونٹ مہار توڑا کر یوسف کے سامنے
آکر بزبان فصیح گویا ہوا اور کہا کہ مین کنعان سے آیا ہون اور اب کنعان کو جاؤنگا۔ اُس یعقوب
پیر محنت زدہ کو کچھ پیام دیتے ہو۔ یوسف نے جس وقت کنعان کا اور باپ کا نام سُنا
تو ایک نالہ کیا اور زار زار رونے لگے ناگاہ وہ اعرابی آپہنچا اور چاہا کہ اونٹ کو مارے
زمین نے اُس کو پکڑ لیا اور آدھی پنڈلی تک وہ اعرابی زمین مین دھنس گیا جیسے کہ
شمر نے جب چاہا کہ دختر علیؑ کے سر سے چادر اُتارے تو جناب زینب نے بکمال لجاجت
فرمایا کہ اے شمر یہ چادر تیرے کس کام کی ہے کہ نہایت کہنہ و بوسیدہ ہو گئی ہے مگر
اُس بیحیا نے کچھ اعتنا نہ کی اور اُس چادر کہنہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو جناب زینب نے
بنظر قہر اُس شقی کی جانب نگاہ کی۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ مین نے دیکھا کہ فوراً وہ
بے حیا تا بکمر زمین مین دھنس گیا۔ ناگاہ سر بریدۂ مظلوم کربلا سے آواز آئی کہ یا اُختِی
اِصْبِرِی اِصْبِرِی یعنی اے بہن زینب تمکو صبر لازم ہے قہر و غضب کرنا تمھاری
شان سے بعید ہے تم فاطمہ زہرا کی بیٹی ہو جلد اسکی مخلصی کی دعا کرو میری محنت ضائع
و برباد نکرنا تمھاری سر برہنگی پر امت کی پردہ پوشی ہے۔ الغرض جناب یوسف نے
فرمایا کہ اے اعرابی تو ٹھہر جا کہ مین تجھسے کچھ کہون اور اُس سے پوچھا کہ کہان سے
آتا ہے اُس نے کہا کہ مین کنعان سے آتا ہون پھر پوچھا کہ کنعان مین تو اپنے اونٹ کہان
چرایا کرتا تھا کہا کہ مقام آل یعقوب مین حضرت یوسف نے پوچھا کہ تو کنعان مین اس درخت
کو جانتا ہے کہ جسکی بارہ شاخین ہین اور ایک شاخ اسکی جدا ہو گئی ہے اور اب چند سال

سے وہ درخت اُس شاخ کے فراق مین نالہ کرتا ہے اعرابی نے کہا کہ تو جو یہ بیان کرتا ہے
یہ تو یعقوب کا حال ہے کہ اُسکے بارہ فرزند تھے ایک فرزند اُن مین سے غائب ہوگیا
ہے اور چوراہے پر اُس نے ایک مکان بنایا ہے اور اُس کا نام بیت الحزن ہے اور
وہان فراق پسر مین رات دن روتا ہے۔ اور آنے والون اور جانے والون سے اُس
گم گشتہ کا حال پوچھتا ہے لیکن کوئی اُسکے نام و نشان سے خبر نہین دیتا یہ سُن کر
یوسف کا غم والم اور بھی زیادہ ہوا اور پوچھا کہ اے اعرابی تو یہان سے کہان جائیگا
کہا کہ مال تجارت فروخت کر کے کنعان کو جاؤن گا یوسف نے کہا کہ اسمین تو کس قدر
فائدہ کی امید رکھتا ہے کہا کہ سو درہم کی حضرت یوسف نے یاقوت اپنے بازو سے کھولکر
اسکو دیا اور کہا کہ اسکی قیمت ہزار دینار ہین تو اسکو لے اور کنعان کو واپس پھر جا
اور بیت الحزن مین جا کر بیان کر کہ اے پیغمبر خدا کے مین غریبون اور قیدیون کا ایلچی ہون
جس وقت تجکو سوز فراق اور درد نہایت کو پہنچے تو ہاتھ تضرع و زاری کا اٹھا کر درگاہ
بے نیاز مین دعا سے ہمکو یاد کر اعرابی نے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے یوسف نے فرمایا
کہ مجکو نام بتلانے کی اجازت نہین لیکن میری صورت دیکھ لے اور نشان و پتہ میرے
چہرہ کا یاد رکھ اور اِس نشان سے اُنکو خبر کر اور رخسارۂ راست پر جو مین ایک خال
رکھتا تھا اگر اُسکو پوچھین تو کہنا کہ فراق مین جو خون جگر آنکھ سے جاری ہوا ہے اُس سے
وہ خال جاتا رہا ہے اور وہ غریب کہتا ہے کہ جب سے مین تجھسے جدا ہون گریہ و نالہ سے
آرام نہین کیا اور جبتک تیرا جمال نہ دیکھون گا بستر راحت پر آرام نکرون گا اور اے
اعرابی جو دعا تو اپنے واسطے اس سے چاہیگا وہ قبول ہو گی۔ اعرابی نے کہا کہ مین تیرے
پاس کیونکر آؤن کہ مجھے زمین نے پکڑ لیا ہے یوسف نے فرمایا کہ اس اونٹ کو مارے

سے چھوڑ دے تاکہ زمین تجکو چھوڑ دے وہ اعرابی اونٹ کے آزار دینے سے درگذرا تو زمین
نے اسکو چھوڑ دیا اور یوسف کے پاس جاکر اُس اعرابی نے غور سے یوسف کی صورت
دیکھی اور اُنکے چہرہ کے نشان اپنے خیال مین کئے اور وہ یاقوت یوسف سے لیکر کنعان کو
روانہ ہوا اور کنعان مین پہنچکر بعد گذرنے تھوڑی سی شب کے بیت الحزن کے دروازہ پر
آیا اور کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا نَبِیَّ اللہِ حضرت یعقوب اُسکی آواز سُن کر باہر آئے
اور فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا عَبدَ اللہِ تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے اور کیا پیام
لایا ہے اعرابی نے کہا کہ مین غریبون اور مہجورون اور قیدیون کا قاصد ہون اور مصر سے
آتا ہون اور سارا قصہ بیان کیا جسوقت حضرت یعقوب نے سُنا تو فریاد و نالہ کرنے لگے
اور فرمایا کہ اے اعرابی تو نے خوشخبری پہنچائی کہ اس سے بوئے وصال آتی ہے اے
اعرابی تو اپنا کچھ اجورہ چاہتا ہے اس نے کہا کہ جو میرا مقصود تھا اس سے حاصل ہو چکا
ہے مگر آپ سے دعا کا امیدوار ہون حضرت یعقوب نے دعا کی کہ خداوندا موت کی سختیان
اسپر سہل و آسان کر اس اعرابی کا اونٹ گویا ہوا کہ پیام پہنچانے کا تو سبب مین ہوا ہون
کہ مین نے اسکو قیدخانہ پر پہنچایا مین بھی امیدوار دعا کا ہون حضرت یعقوب نے دعا کی
کہ بار الہا اسکو بہشت کے ناقون مین سے کر۔ اعرابی نے کہا کہ اے برگزیدہ خدا اس قیدی
کے حق مین دعا کر جناب یعقوب علیہ السلام نے دعا کی کہ خداوندا اسکو رہائی دے اور اُسکے
عزیزون سے اسکو ملادے فوراً جناب یعقوب کی دعا قبول ہوئی اور جناب یوسف کی رہائی
کے دن قریب پہنچے آہ آہ مومنین اب یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اڑانے کا ہے کہ اُمت
محمدی مین کوئی رحم دل ایسا نتھا کہ جو اہلِ بیت رسول کی سعی و سفارش کرتا کہ اے یزید اپر
رحم کر کہ یہ بے والی و بے وارث ہین ۵

جائز ہے حرم مجلس میخوار مین جائین		عابد لیئے مان بہنون کو دربار مین جائین

بلکہ یزید پلید نے اہل دربار کو کس طرحسے آگاہ کیا ہے شمر سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ اے
شمر یہ چند لونڈیان تو لایا۔ بیٹیان علی و فاطمہ کی کہان ہین۔ شمر نے جواب دیا کہ اے
امیر یہ لونڈیان نہین ہین ھٰذِہٖ زَیْنَبُ وَھٰذِہٖ اُمِّ کُلْثُومٍ بَنَاتُ عَلِیِّ ابْنِ
اَبِیْ طَالِبٍ یہ زینب اور یہ اُمِ کلثوم بیٹیان علی و فاطمہ کی ہین وَھٰذِہٖ سَکِیْنَۃُ
بِنْتُ الْحُسَیْنِ اور یہ وہ لڑکی ہے حسین کی کہ جس کے بارہ مین حضرت فرمایا کرتے
تھے کہ جس گھر مین سکینہ نہو وہ گھر مجھے قیدخانہ سے بدتر معلوم ہوتا ہے اسی کا نام
سکینہ ہے اسی کو امام حسینؑ اپنے سینہ پر سلایا کرتے تھے راہ کی تکلیف سے اِن کا حال
ہوگیا ہے کہ تو نے نہین پہچانا جناب سکینہ بنت الحسینؑ فرماتی ہین کہ جب ہمکو داخل دربار
یزید کیا تو ہمارا یہ حال تھا کہ منھ تو ہمارے نامحرمون مین کھلے ہوئے۔ چاک گریبان
گرد و غبار سے اٹے ہوئے۔ تو یزید بھی ہمکو دیکھ کر رو دیا۔ ایک شخص شامی کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کہ اے امیر یہ لڑکی مجھے دے ڈال کہ مین اپنی لونڈی بناؤن اور اس لعین
نے اشارہ کیا میری طرف اور مین اس وقت کمسن تھی مین ڈری اور مجھے یہ گمان ہوا
کہ ایسا نہو یزید مجھے دے ڈالے۔ صاحبانِ اولاد غور فرمایئے کہ کیا حال ہوا ہوگا اُس
بچی کا کہ بابا کے مرنے سے تو دل پاش پاش ہو رہا تھا اب باقی کُنبہ سے بھی چھٹنے
کا سامان ہے۔ جناب سکینہ روتی ہوئین مارے خوف کے دوڑ کر اپنی پھوپھی جناب کبریٰ سے
لپٹ گئین اور ہچکیان لے لیکر کہنے لگین کہ اے پھوپھی میرے بابا نے تمام مصائب
کو تو گوارا کر لیا تھا کیا یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ میری اہل بیت لونڈیان بنائی جائین۔
جناب سکینہ کو جناب کبریٰ نے گلے سے لگا کے دلاسا دیا اور اس شقی سے کہا کہ تو در دنگو

ہے واللہ تیری مجال نہین کہ میری سکینہ کو لونڈی بنائے اور کیا مجال ہے یزید کی کہ فاطمہ

زہرا کی پوتی کو کنیزی مین دے یزید غصہ ہوکر بولا کہ اے دختر حسین تو جھوٹی ہے ابھی

چاہون تو سکینہ کو کنیزی مین دیدون۔ جناب کبریٰ نے فرمایا کہ اے یزید تو نے سب ظلم و

ستم کئے مگر واللہ تیری یہ مجال نہین کہ میرے باپ کی پیاری سکینہ کو کنیزی مین دے

مگر یہ کہ اسلام ظاہری سے بھی خارج ہو جائے۔ پس یزید غصہ ہوکر بولا کہ دین اسلام

سے تیرے باپ اور بھائی خارج ہوئے مظلومہ نے فرمایا کہ ہمارے باپ دادا سے

تیرے باپ دادا نے ہدایت پائی وہ ملعون غصہ ہوکر بولا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹی

ہے ہمنے تیرے گھر سے ہدایت نہین پائی۔ آہ آہ صاحبان غیرت پھر کیا بیکسی کا

کلمہ جناب مظلومہ نے فرمایا ہے کہ جس سے جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ اس یتیمۂ حسین نے

فرمایا کہ اے یزید تو بادشاہ ہے اور اپنی سلطنت پر مغرور ہے ہم بے والی وبے وارث تو نکو

جو چاہے کہہ لے کون ہماری حمایت کرنیوالا ہے۔ اس وقت یزید بھی شرمندہ ہوکر چپ

ہو رہا۔ جب جائزہ سے فارغ ہوا تو حکم کیا سر امام حسین دروازہ پر لٹکایا جائے اور

اہلبیت رسول داخل محل ہون۔ پس جب دختران زہرا گھر مین یزید کے داخل ہوئین

تو راوی کہتا ہے کہ ہند زوجۂ یزید محل سے باہر ننگے سر بے مقنعہ و چادر روتی پیٹتی دربار عام

مین نکل آئی اور یزید کے پاس گئی اور کہا کہ اے بیحیا یہ کیا غضب کیا کہ سر فرزند رسول

میرے دروازہ پر نصب کیا ہے اور اُن کی اہلِ حرم کو اسیر کیا۔ پس یزید نے فوراً اٹھکر

ہند کے سر پر چادر اُڑھادی اور کہا کہ اے ہند جسقدر تیرا جی چاہے حسین پر رو مین

منع نہین کرتا۔

سر ننگے بزم مین نکل آئی یہ کیا کیا		عالم مین کردیا مجھے رسوا بُرا کیا

ہندنے جواب دیا کہ اے یزید حذا تجھپر لعنت کرے۔ اپنی عزت وحرمت کا تو اتنا خیال کیا کہ مجھے چادر اڑھادی اور دختران رسولؐ کی حرمت کو ایسا برباد کردیا کہ انکے سرون سے چادرین اُتار لین اور پھر مجمع عام مین بلاکر ذلیل کیا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجلس ہیجدہم

بادشاہ مصر کا خواب دیکھنا اور جناب یوسف کا تعبیر دینا خاتمہ امام رضا علیہ السلام کی شہادت پر اور خواہر آنجناب کا قم مین جانا اور جناب زینب کا دربار ابن زیاد مین ایک گوشہ مین بیٹھ جانا۔

تفسیر عمدۃ البیان مین منقول ہے کہ ایک شب کو بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور اپنے مصاحبون سے اسکی تعبیر پوچھی مگر وہ سب عاجز آئے۔ ساقی نے بادشاہ سے کہا کہ ایک شخص قید خانہ مین ہے وہ خوابکی تعبیر خوب بیان کرتا ہے بادشاہ نے اس کو حکم دیا کہ تو قید خانہ مین جاکر اس سے تعبیر دریافت کر۔ ساقی نے جاکر خواب بیان کیا اور یوسف نے اسکی تعبیر دی ساقی تعبیر سنکر بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ یوسف سے سُنا تھا آراکین سلطنت کے سامنے بیان کیا بادشاہ نے یہ سُن کر بہت پسند کیا اور چاہا کہ یوسف کی زبانی اپنے کانون سے سُنے تو یوسف کو بڑے اعزاز واکرام سے بادشاہ نے قید خانہ سے بلوایا۔ جب وہ قید خانہ سے نکلے تو قیدی اُنکی مفارقت مین بہت روئے حضرت یوسف نے سب کو تسلی دی اور حمام مین جاکر غسل کیا اور لباس شاہانہ جو بادشاہ نے بھجوایا تھا پہنا اور بادشاہ کے دروازے پر پہنچے تو بادشاہ نے استقبال کیا اور یوسف نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ اُن سے بغل گیر ہوا اور بہت عزت سے اُن کو اپنے تخت پر

بھڑلایا اور بادشاہ نے کلام کیا تو حضرت یوسف نے اسکو عربی مین جواب دیا۔ بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ کیا زبان ہے فرمایا کہ یہ زبان میرے باپ کے چچا حضرت اسمٰعیل کی ہے پھر یوسف
نے زبان عبرانی مین بادشاہ کو دعا دی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا زبان ہے فرمایا کہ یہ زبان میرے
آبا و اجداد کی ہے اور کہتے ہین کہ حضرت یوسف کی عمر اس وقت ۳۳ سال کی تھی بادشاہ
نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ خواب کی تعبیر مین تمھاری زبان سے سنون حضرت یوسف
نے فرمایا کہ اول تمھارا خواب بیان کرون۔ یوسف نے فرمایا کہ تم نے خواب مین یون دیکھا
ہے کہ سات گائین فربہ و تازہ سفید و روشن رو۔ اُنکی پستانون مین دودہ بھرا ہوا
رود نیل سے نکلی ہین اور سب پانی رود نیل کا زمین مین غائب ہوگیا ہے اور اُسکی
کیچڑ مین سے سات گائین دُبلی بے دودھ اور بغیر پستان کی کہ اُن کے شکم اُن کی
پُشت سے چمٹے ہوئے تھے باہر آئی ہین اور اُن موٹی گایون کو لپٹ کر اُنکی ہڈیان
تک توڑ ڈالی ہین اور اُن کا گوشت و خون و پوست سب کھا گئی ہین اور سات
خوشے سبز و تازہ گندم کے اور سات خوشے خشک زمین سے باہر نکلے اور بادشاہ
تعجب مین تھا کہ یہ کیا واقعہ ہے ناگاہ ایک ہوا آئی اور اُس نے خشک خوشون کو
سبز خوشون پر مارا کہ اُنسے آگ پیدا ہوئی اور اُن سبز خوشون کو جلا دیا۔ بادشاہ نے
کہا کہ واقعی مین نے یہی خواب دیکھا ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ مراد موٹی گایون
اور سبز خوشون سے فراخی کے سات برس ہین۔ اور مراد دُبلی گایون اور خشک
خوشون سے قحط کے سات برس ہین اور مراد کھا جانے دُبلی گایون سے موٹی گایون کو
اور لپٹنے خشک خوشون کا سبز خوشون پر کھانا فراخی کے سالون کے غلہ کا ہے
خشکی کے سالون مین۔ اور بعد خشکی کے سالون کے فراخی کا سال ہے۔ تب بادشاہ نے

کہا کہ اب تمھاری رائے اس مقدمہ مین کیا ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ جس قدر
گندم و جو تمھاری عملداری مین ہین اُنکو جمع کرین اور زمین مین تخم ریزی کرین اور جب
زراعت کاٹ کر تیار کرین تو غلہ اُسکے خوشون مین باقی رکھین اور ایک سال مین جسقدر
غلّہ پیدا ہو پانچوان حصہ اُس کا کھانے کیلئے خوشون مین سے نکال لین اور باقی قحط
کے واسطے جمع کرین اور جب ایام قحط آئین گے تو چارون طرفسے آدمی غلہ خریدنے
کیلئے تمھارے پاس آئین گے اُس وقت غلہ موافق مقصود کے بیچنا تو اس سبب سے
خزانہ شاہی چاندی اور سونے سے بھر جائیگا کہ کسی بادشاہ نے ایسا نہ دیکھا ہو۔
بادشاہ یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور جناب یوسف کا بہت اعزاز کیا۔ اور بعض تفاسیر
مین ہے کہ بادشاہ نے تخت طلائی مرصع بجواہر یوسف کے واسطے تیار کرایا اور تاج
جڑاو اُن کے سر پر رکھا اور تمام خزانون کی کنجیان اُنکو سپرد کین اور تمام بادشاہی کا
اختیار یوسف کو دیا اور عزیز کو معزول کر کے اُس کا منصب بھی یوسف کو دیا۔ اور بعض
روایات مین ہے کہ جب تک عزیز زندہ رہا اسکے ملاحظہ سے اُس کا منصب نہ لیا۔ بعد
ایک سال کے جب وہ مر گیا تو یوسف اس کام کے بھی مالک ہوئے اور بادشاہ کو عدل
و نیک تدبیر پر یوسف کے بہت تعجب ہوتا تھا اور ہمیشہ حضرت یوسف کی صحبت مین
رہتا تھا۔ اور بعض روایات مین ہے کہ بادشاہ نے ایک سال تک یوسف سے
ہمنشینی رکھی بعد ایک سال کے جمیع امور مملکت اس کے سپرد کر دیئے اور حکومت
جناب یوسف نے اس وجہ سے طلب کہ اُس کے وسیلہ سے احکام خدا جاری کرین اور
ہر ایک حق اسکے محل پر پہنچائین اور بعض روایات مین ہے کہ بادشاہ نے بعد ایک
سال کے اپنا تاج جڑاو جناب یوسف کے سر پر رکھا اور لباس خاص انکو پہنایا اور شمشیر خاص

اپنی اُن کے گلے مین حمایل کرکے تخت مرصع پر اُنکو بٹھلایا اور تمام امرا و ارا کین سلطنت کو حضرت یوسف کی خدمت مین مقرر کیا اور جمیع امور سلطنت یوسف کے سپرد کئے اور خود ریاست سے دست بردار ہوا جیسے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کو جمیع امور سلطنت سپرد کردیئے تھے مگر فرق اتنا ہے کہ عزیز مصر نے جناب یوسف کو صفائے قلب سے اپنا قایم مقام کیا تھا اور مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد کیا تو اِس غرض سے کہ لوگون پر ظاہر ہو کہ بنی ہاشم نے دنیا نہیں چھوڑی بلکہ دنیا نے بنی ہاشم کو چھوڑ دیا ہے اور امام رضا علیہ السلام کو باکراہ قبول کرنا پڑا دوسرے روز مامون رشید نے دربار عظیم کیا اور ایک کرسی اپنے پہلو مین حضرت کیواسطے بچھوائی اور جمیع اکابر واشراف و علما کو جمع کرکے اول اپنے بیٹے عباس کو حکم بیعت دیا اُس نے حضرت سے بیعت کی تو پھر اور لوگون نے بھی بیعت کی اور اُس روز بہت انعام تقسیم کیا گیا۔ اور ایک سال کی تنخواہ لشکر کو تقسیم کردی اور شعرا اور مداحون کو حکم ہوا کہ قصائد فصیح و بلیغ حضرت کی شان مین تصنیف کرین یہ کہکر اُن کو انعام و اکرام عطا کیا اور حضرت کے نام کا سکہ جاری کیا۔ اور ایک اپنی دختر ام حبیبہ کو حضرت سے تزویج کیا اور دوسری دختر اُم الفضل کو امام محمد تقی علیہ السلام کے نامزد کیا۔ جب اُس ملعون نے دیکھا کہ ہر روز انوار علم و کمال و آثار رفعت و جلال حضرت سے ظاہر ہوتے ہین اور حضرت کی محبت لوگون کے دلون مین بڑھتی جاتی ہے تو آتش حسد اُس کے سینۂ پر کینہ مین مشتعل ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ انگور مین زہر باصرار تمام حضرت کو کھلادیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کتاب بحار مین سے ہے کہ جناب فاطمہ خواہر امام رضا علیہ السلام اپنے بھائی سے بہت محبت رکھتی تھین جب ایک مدت دراز تک اپنے بھائی کی جدائی مین روتے روتے بسر کی اور وہ جناب سفر سے

واپس تشریف نہ لائے تو بیتاب ہوکر مدینہ سے شہر طوس کو روانہ ہوئین جبکہ منزل ساوہ پر
پھنچین وہان علیل ہوگئین۔ وہان کے باشندون سے دریافت فرمایا کہ یہان سے شہر قم
کتنی دور ہے لوگون نے عرض کیا کہ شہر قم یہان سے دس فرسخ ہے فرمایا کہ مجھے جلد شہر
قم مین پھنچاؤ۔ پس جبکہ وہ مخدومہ کونین قم مین داخل ہوئین اور اہل قم کو معلوم ہوا کہ
خواہر امام رضا علیہ السلام تشریف لاتی ہین تو تمام شرفائے شہر استقبال کے لئے
شہر سے باہر آئے اور سب سے پہلے موسی بن خزرج کہ رئیس قم تھا خدمت مین معصومہ کی
حاضر ہوئے اور مہار ناقہ اپنے ہاتھ مین لی اور تمام اہل شہر پا پیادہ بکمال ادب ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہوئے اور اُن معصومہ کو شہر مین لائے جب شہر مین وارد ہوئین تو دیکھا کہ تمام شہر
ماتم دار ہے اور ہر گھر سے آواز گریہ وبکا بلند ہے اور تمام شہر سیاہ پوش ہے یہ دیکھ کر وہ
معظمہ گھبرائین اور اہل شہر سے پوچھا کہ یہ کس رئیس شہر کا ماتم ہے پہلے تو سب چپ ہورہے
جب ان معظمہ نے اپنے حق کی قسم دیکر باصرار پوچھا تو تمام اہل شہر رونے لگے اور عمامے اپنے
سرون سے اُتار کر پھینکدیئے اور کہا کہ اے مخدومہ کئی دن گذرے ہین کہ آپکے بھائی
امام بیکس کو مامون نے زہر سے شہید کیا اور جب سے یہ سانحہ ہوا ہے ہر گھر مین ماتم برپا ہے
جو ہین اُن معظمہ نے اپنے بھائی کی سنائی سُنی تو عجب حال ہوا خدا کسی کو ناامید نکرے
اور بھائی کا مرنا نہ سُنائے۔ روتی تھین اور کہتی تھین کہ ہائے بھائی غریب ومسافر کاش
مجھے موت آتی اور آپکی خبر شہادت نہ سنتی افسوس صد افسوس یہ بہن آپکی خبر مرگ
سُننے کو زندہ رہی پھر وہ معظمہ اپنے بھائی کو برابر روتی رہین تا اینکہ سترھوین روز اُس
عالم غربت مین اُس معظمہ نے بھی وفات پائی پھر تو قم مین ایک اور قیامت برپا ہوئی
اور مومنین نے جائے پاکیزہ مین دفن کردیا۔ پس مومنین اب لحاظ فرمایئے حال جناب

زینب خواہر امام حسین کا کہ کس طرح اپنے بھائی کے سر کے ساتھ کوفہ و شام مین گئین
اور وہان اُنکی کیا توقیر ہوئی۔ چنانچہ جب اہل حرم داخل دربار ابن زیاد ہوئے تو راوی
کہتا ہے کہ جناب زینب شرما کر ایک طرف خاک پر بیٹھ گئین اور لونڈیان حلقہ باندھ کر
پردہ داری کو کھڑی ہو گئین۔ صاحبان غیرت آپ نے سُنا ہو گا یہ وہ خواہر امام مظلوم
ہے کہ جس کی پردہ داری امام مظلوم خود بنفس نفیس فرماتے تھے۔ ابن زیاد شقی بولا کہ یہ
عورت جو بے حکم بیٹھ گئی کون ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا جب باصرار پوچھا تو ایک لونڈی
نے کہا کیا پوچھتا ہے یہ وہ بی بی ہے کہ جسکی مان کا جنازہ رات کو اٹھا تھا اور ایک دن
اسی شہر مین شہزادی کہلاتی تھی فرشتون کی مجال نہ تھی کہ بے اجازت گھر مین داخل
ہون۔ آج آوارہ وطن ہو کر کوچہ بکوچہ پھر کر اس ذلت سے تیرے سامنے آئی ہے ارے
خدا سے شرم نہین کرتا۔ ہذا زینب بنت علی و فاطمہ ؑ

خواہر ہے یہ حسین کی زہرا کی جائی ہے		زینب ہے اسکا نام فلک کی ستائی ہے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ط

مجلس نوزدھم

فضیلت علم اور جناب یوسف کا قحط سالی مین انتظام مملکت کرنا۔ خاتمہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی خدمت مین
علم و ملک و مال حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ ان تین چیزون مین سے
ایک کو قبول فرمایئے۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین علم کو اختیار کرتا ہون
اور ملک و مال سے فرمایا کہ بسم اللہ تم دونون رخصت ہو۔ ملک و مال نے عرض کیا
کہ ہم دونون تو علم کے تابع ہین جہان علم ہے وہان ہی ملک و مال ہے اور جہان

علم نہین وہان ہمارا بھی سلام ہے اسی کی برکت سے مال و بادشاہی پائی جناب یونس
کو علم ہی نے مشورہ دیا تھا کہ یا نبی اللہ آپ اپنی اُمت کے حق مین بد دعا نکرین اگر امت
ہلاک ہو جایگی تو تم احکام خدا کس سے بیان کروگے ہدایت کسے کروگے چیھی تو حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ جو کوئی علم دین سیکھنے جاتا ہے ملائکہ اُسکے پانون کے تلے پر بچھاتے ہین
اور معصوم فرماتے ہین کہ علم مین اعانت کرنا میری اعانت کرنا ہے۔ اور بروز قیامت
تین گروہ شفاعت کرین گے۔ انبیا و علما و شہدا۔ اور عالم کی مجلس مین بیٹھنا ہزار رکعت نماز
پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔ علم ہی کی وجہ سے انبیا و ائمہ علیہا السلام کو وہ مراتب ملتے ہین
کہ عقول بشریہ اُن کے ادراک سے عاجز ہین۔ جناب نبوی نے جناب امیر علیہ السلام کے
بارہ مین فرمایا ہے کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا مین علم کا شہر ہون اور علی اُسکے
دروازہ ہین۔ قرآن مجید مین ہے کہ وَ اْتُوْا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا یعنی جب گھر مین آؤ تو
دروازون سے آؤ اور جو دروازہ سے نہ آئیگا وہ چور سمجھا جائیگا ؎

عالم علم سلونی علیؑ عالی قدر	حیدر و صفدر و ورندہ حی و اژدر
شیر یزدان شہ مردان بل میدان شہ دین	زوج زہرا پسر عم اب شبیر و شبر
وارث منزلت و مرتبۂ ہارونی	شاہ دلدل فرس و صاحب شمشیر دو سر
آنکہ عمرو فرسش کرد بیک ضرب دو نیم	وز ہمان ضرب جدا ساختہ ران عنتر
جستہ از خندق و برکندہ در و یل لبستہ	لرزہ انداختہ بر بارۂ برج خیبر

اسی علم کی وجہ سے بادشاہی مصر کی جناب یوسف پر قرار پائی اور چاہ سے جاہ پر پہنچے
تو حکم کیا کہ آدمی زراعت مین مشغول ہون۔ اکثر آدمی زراعت مین مشغول ہوئے اور
ا دبکثرت زراعت ہونے لگی اور غلہ تیار ہوتا تھا اسمین سے موافق خرچ کے نکال لیتے تھے

اور باقی خوشون مین چھوڑ دیتے تھے تاکہ غلہ خراب نہو جائے۔ ہر سال یہی کرتے تھے اور
یوسف نے مصر کے باہر بڑی عالیشان عمارت بنوائی تھی اُسمین وہ سب غلہ جمع ہوتا تھا
جب سات برس فراخی کے گذر گئے تو قحط کے سات برسون مین سے سال اول شروع ہوا
اور جبرئیل نے آواز بھوک کی مصریون مین دی۔ ہرچند لوگ کھانا کھاتے تھے مگر پھر بھی
بھوک بھوک پکارتے تھے یہان تک کہ بادشاہ بھی بھوک بھوک پکارتا تھا حضرت یوسف
نے اسکے سینہ پر ہاتھ رکھا تو اُسکی بھوک کم ہوگئی۔ مومنین آپ نے سنا ہوگا کہ یہ مرتبہ
جناب یوسف کو جب پہنچا کہ جب آپ نے پنجتن پاک کا واسطہ دیا تو قید خانہ سے رہائی پائی
اور اِس مرتبہ پر پہنچے چنانچہ شاعر نے اس مضمون کو ادا کیا ہے ؎

یوسف صدیق بود خوار زجور عزیز		کرد خلاصش علی از چہ زندان او

ہائے روز عاشورہ ذرا ذرا سے بچے علی بن ابیطالب کے خالی کوزے ہاتھون مین لئے
پانی پانی پکارتے پھرتے تھے اور کوئی اُن بچون پر رحم نہ کھاتا تھا۔ اصحاب امام مظلوم
کنوان کھودتے تھے پانی نہ نکلنے پاتا تھا کہ اشقیا بند کر دیتے تھے۔ جب ایک کنوان
آخرمین کھدا اور اُسمین پانی برآمد ہوا تو فوراً آپ نے آکر کنارۂ چاہ کو گھیر لیا۔ مگر ایک
صاحبزادی کے حال مین لکھا ہے کہ ایک خالی کوزہ لئے خوشی خوشی جناب عباس کی
خدمت مین حاضر ہوئی اور رو رو کر کہا کہ اے چچا تھوڑا پانی مجھے جلد پلا دو کہ بسبب
پیاس کے میرا جگر کباب ہوا جاتا ہے اور بعض ذاکرین نے اس مقام پر عجب جانسوز مضمون
پڑھا ہے صاحبان اولاد غور سے سنین کہ جناب سکینہ نے عرض کیا کہ اے چچا پہلے میرا کوزہ
بھر دیجے اسواسطے کہ میرا برادر شیر خوار جھولے مین پیاس کے مارے دم توڑتا ہے آنکھون
مین حلقے پڑ گئے ہین ننھے ننھے ہونٹ نیلے ہو گئے ہین وہ بہت کمسن ہے اُسے پیاس کا

صدمہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ مادر علی اصغر کا رنج کے مارے دودھ بھی خشک ہوگیا تھا جناب عباس دہاڑین مار کر رونے لگے اور پہلے سکینہ کا کوزہ بھر دیا۔ آہ آہ مومنین آگے تو جگر شق ہوا جاتا ہے۔ خدا کسی امیدوار کو ناامید نکرے۔ ناگاہ لشکر مخالف کے لوگ اُمنڈ آئے اور سب بچے ڈر کر بھاگے اور سکینہ بھی وہ کوزہ پانی کا لیکر خیمہ کی طرف دوڑین۔ اس حالت اضطراب مین کچھ خیال نہ رہا پانون طناب خیمہ مین اُلجھا منھ کے بل خاک پر گر پڑین اور پانی ہاتھ سے گر گیا۔ اُس وقت کس حسرت سے اس صاحبزادی نے جناب زینب کو دیکھا اور عرض کیا کہ اے پھوپی آپ نے دیکھا کہ پانی ہاتھ سے آکر نکل گیا۔ اس وقت جناب زینب نے دوڑ کر سکینہ کو اپنے سینہ سے لگا یا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب زینب بھی غل و شور اعدا کا سُن کر در خیمہ پر آگیٔین تھین۔ الغرض قحط کے شب اوّل حضرت یوسف نے باورچیون کو حکم دیا کہ آدھی رات گذرے کھانا تیار کرو۔ اس وقت اُنھون نے عرض کیا کہ بادشاہ کی عادت اُس وقت کھانا کھانیکی نہین۔ فرمایا کہ جو مین حکم دیتا ہون اسپر عمل کرو باورچیون نے شبکو کھانا تیار کیا۔ جب نصف شب گذری تو بادشاہ بھوک بھوک پکارتا پیدا ہوا اور کہا کہ جو کچھ کھانا اس وقت موجود ہو حاضر کرو کہ بھوک کا اس وقت بہت غلبہ ہے۔ اسوقت باورچیون نے کھانا حاضر کیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مجھے اسوقت کھانیکی خواہش ہوگی باورچیون نے کہا یوسف نے حکم دیا تھا یوسف سے پوچھا تو فرمایا کہ آجکی شب شب اول قحط کی ہے اور علامت قحط کی یہ ہے کہ آدمیون کو بھوک بہت لگتی ہے اس واسطے میں جانتا کہ تمکو بھی برخلاف عادت کے بھوک لگے گی یہ سنکر بادشاہ کو تعجب ہوا۔ اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرمایا کہ جب سال فراخی کے گذر گئے اور ایام قحط شروع ہوئے تو جناب یوسف نے غلہ کا فروخت کرنا شروع کیا۔ سال اول درہم و دینار کی عوض فروخت کیا

یہانتک کہ کسی کے پاس درہم و دینار نہ رہا تو دوسرے سال بعوض زیور و جواہرات بیچنا شروع کیا یہانتک کہ سب کے جواہر و زیور خزانہ جناب یوسف مین جا پہنچے تیسرے سال گھوڑوں اور چوپایون کی عوض مین فروخت کیا تو کسی کے پاس چوپایہ نہ رہا۔ چوتھے سال غلامون اور لونڈیون کی عوضمین غلہ فروخت کیا تو کسی کے پاس غلام و کنیز نہ رہا۔ پانچوین سال گھرون اور درختون اور اثاث البیت اور افتادہ زمینون کی عوض غلہ بیچا چھٹے سال کھیتون اور نہرونکی عوض مین۔ جب یہ بھی نہ رہا تو ساتوین برس رعایا کی جانون کی بدلے غلہ فروخت کیا یہانتک کہ اُس ملک مین کوئی ایسا نتھا کہ جو یوسف کا غلام اور لونڈی نہوا اور جو کچھ اُس ملک مین تھا سب جناب یوسف کی مِلک مین داخل ہوگیا اور جو آزاد تھے وہ بھی سب یوسف کے غلام و کنیز ہوگئے۔ اُس وقت کے آدمی کہتے تھے کہ ایسا بادشاہ صاحب حلم و علم و تدبیر نہ ہمنے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے اس وقت یوسف نے بادشاہِ مصر سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے اسقدر دیا ہے تمھاری اسمین کیا راے ہے بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ میری راے وہی ہے جو تمھاری راے ہو۔ یوسف نے فرمایا کہ مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین نے مصر کے تمام لوگون کو آزاد کیا اور جس قدر اُن کا مال و اسباب تھا سب واپس کیا اور تیری انگشتری اور تخت و تاج بھی مین نے واپس کیا بشرطیکہ میری خصلت کی موافق کام کرے اور میرے علم کی موافق حکم کرے بادشاہ یہ سنکر بولا کہ اسمین میرا فخر ہے اور مین تیرے حکم کی موافق چلونگا اگر تو نہوتا تو یہ قوت مجھے نہوتی اور نہ مین کسی امر کی ہدایت پاتا اور مین گواہی دیتا ہون کہ سواے خدا کے کوئی معبود نہین اور تو پیغمبر برحق ہے اور بادشاہ مسلمان ہوگیا اور یوسف سے کہا کہ تم اسی طرح حاکم رہو کہ تم بہت دیانتدار ہو اور کہتے ہین کہ سات برس کے عرصہ مین کبھی یوسف نے سیر ہوکر کھانا نہین کھایا تاکہ بھوکون کو فراموش نکرین اور جو بادشاہ کے پاس بھی ایک ہی وقت کھانا بھیجتے تھے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ دو بار عادت کے موافق

کھانا نہین بھیجتے ہو فرمایا اسواسطے کہ تو بھی بھوک کا ذائقہ چکھے اور بھوکے آدمیون کو فراموش نکرے بادشاہ نے بہت پسند کیا وجوہات وجوب صوم مین سے ایک یہ وجہ بھی ہے کہ انسان جب روزہ رکھے گا تو بھوکون اور پیاسون کی قدر ہوگی بھوکون کی بھوک پر اور پیاسونکی پیاس پر دل بچین ہو جائیگا کیا کسی شاعر نے نظم کیا ہے ؎

پانی کی قدر پیاس مین پیاسے سے پوچھیے	آوارگی وطن کی نزاسے سے پوچھیے
خشکی گلے کی خنجر ودا سے سے پوچھیے	یہ سب الم نبی کے نواسے سے پوچھیے
اڑجائے نیند سنکے کہانی امام کی	رونے کی جا ہے تشنہ دہانی امام کی

مومنین آپکے رونے پر کیا تعجب ہے اگر آپ نہ روویں تو بڑا غضب اور خلاف محبت امام مظلوم ہے اس وجہہ سے کہ آپکو تو آپکے آقا نے بھی رونیکے واسطے وصیت مین فرمایا ہے کہ ؎

شِیْعَتِیْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ	اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَہِیْدٍ فَانْدُبُوْنِیْ

یعنی اے شیعون اگر تم آب سرد وشیرین پینا تو میری پیاس کو ضرور یاد کر لینا کہ مین بھوکا پیاسا شہید ہوا ہون اور اگر کبھی کسی غریب وشہید کا حال سنو تو میری غربت اور بیکسی پر ضرور رونا کہ مین غربت وبیکسی مین شہید ہوا ہون۔ آپکے آقائے مظلوم کی پیاس پر تو شمر سا سنگدل بھی رو دیا ہے چنانچہ خود وہی شقی ناقل ہے کہ جب سید الشہدا پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے ؎

بلند مرتبہ شاہے نصدر زین افتاد	اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

تو وہ شقی بار خنجر کی انگلیون پر دیکھتا آستین چڑھاتا قریب سید الشہدا کے آیا اور ہائے مومنین اب تو مقام ادب ہے مین کس زبان سے عرض کرون اور آپ کیونکر سن سکتے ہین کہ کیا ارادہ کیا اس ملعون نے مگر دیکھا کہ حضرت کے ہونٹ جنبش مین ہین یہ سمجھا کہ

ببرے حق مین شاید حضرت کچھ بد دعا کرتے ہین جب اپنا کان حضرت کے لبہائے اقدس کے پاس لیگیا تو سُنا کہ وہ جناب درگاہ باری مین مناجات کرتے ہین کہ خداوندا حسین نے تو اپنے وعدۂ طفلی کو ادا کیا تو بھی صادق الوعدہ ہے اپنا وعدہ وفا کرنا کہ میرے نانا کی امت کو آتش دوزخ سے بچانا اور آنکھین کھول کر آہستہ سے فرمایا مومنین یہ کلمہ تو میری زبان سے نہین نکلتا مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ آپکے مولا تو تین دن سے پیاسے تھے اور زبان کو بھی ایسا چبایا تھا کہ زخمی ہوگئی تھی خون نکل آیا تھا زبان تالو سے لگ گئی تھی کس طرحسے فرمایا ہوگا کہ یَا شِمْرُ الْعَطَشُ الْعَطَشُ یَا شِمْرُ اَلْمَاءُ اَلْمَاءُ اے شمر مین بہت پیاسا ہون اے شمر ذرا سا پانی مجھے پلادے اے شمر میرا جگر کباب ہو رہا ہے کام تمام ہوا چاہتا ہے اس وقت تو ایک قطرہ پانی کا پلادے کیون میرے خون مین اپنے ہاتھ بھرتا ہے ہاے اس بیکسی سے فرمایا کہ شمر سنگدل بھی رو پڑا پس مومنین آپ سے میرا ایک سوال ہے اور اسی پر مجلس ختم کرتا ہون انصاف شرط ہے کہ اگر شمر آپکے آقا کو پانی دیدیتا تو حضرت کیا اپنی پیاس بجھاتے یا نہین واللہ کبھی حضرت اُس پانی کا ذائقہ نہ چکھتے کہ جس پانی پر علی اکبر سا کڑیل جوان نیزۂ ستم کھا کر جان دے۔ عباس سا جوان رعنا قوت بازو کہ جسکو مثل فرزندون کی پالا ہو دریا پر شانے کٹاے۔ ایک شب کی بیاہی بیٹی رانڈ ہو جائے۔ گود شہربانو کی خالی ہو جائے اسی پانی پر بہن اور بھائی کی کمائی لٹ جاے گھر کا گھر صاف ہو جائے۔ ؏

لکھا ہے کہ کربلا مین گھر زہرا کا	؎	ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس بستم

برادران یوسف کا بغرض تجارت مصر مین جانا اور یوسف سے گفتگو ہونا۔ خاتمہ بر حال علی اکبر و علی اصغر۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَجَاءَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَعَرَفَھُمْ وَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ۔ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے اور آئے بھائی یوسف کے کنعان سے مصر مین داخل ہوئے وہ یوسف پر پس پہچانا یوسف نے اُنکو اور وہ یوسف کو نہ پہچانتے تھے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ قحط جو زمانہ حضرت یوسف مین مصر وغیرہ مین پڑا تھا اور وہ قحط کنعان مین بھی پہنچا تو جناب یعقوب کی اولاد قحط سے بہت تنگ ہوئی اور اپنے باپ سے عرض کیا کہ بادشاہ مصر ایسا ہے کہ جو قحط زدہ لوگون پر مہربانی کرتا ہے اگر آپ حکم دین تو ہم بھی وہان جا کر بھوکون کے واسطے غلہ لائین۔ حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جاؤ مگر بنیامین کو نہ لیجاؤ کہ فراق یوسف مین اُس سے تسلی ہوتی ہے اور دس فرزندون کو جناب یعقوب نے مصر کی جانب روانہ کیا اور ہر ایک کو ایک ایک اونٹ دیا اور تجارت کے لئے کچھہ اون رنگین اور پنیر وغیرہ اُنکے ہمراہ کر دیا اور قمی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ گوگل اونٹون پر لیگئے تھے اور ایک اونٹ تجارت کا بنیامین کے واسطے لیگئے اور مصر مین پہنچکر غلہ کیواسطے یوسف کے پاس گئے اور رسم سلام وغیرہ بجا لائے چونکہ چالیس سال کا عرصہ گذرا تھا اور جناب یوسف کو انھون نے بارہ برس کا لڑکا چھوڑا تھا اور اب اُسکو بادشاہ جلیل القدر تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا کہ لباس شاہی پہنے اور تاج جڑاؤ سر پر رکھے بیٹھے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ انھون نے اس واسطے نہین پہچانا کہ انھون نے معصیت کی تھی اور گناہ آدمی کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور نیک و بد مین تمیز نہین رہتی۔ یہی سبب تھا کہ اہل کوفہ و شام امام حسین کو جانتے تھے کہ یہ فرزند رسول ہین۔ مگر ظلم سے باز نہ آتے تھے۔ امام حسین تو فرماتے تھے کہ اَنَا ابْنُ صَاحِبِ الْکَوْثَرِ اَنَا ابْنُ شَافِعِ یَوْمِ الْمَحْشَرِ اُقْتَلُ عَطْشَانًا غَرِیْبًا وَحِیْدًا اَھْلُ فِیْکُمْ مُسْلِمٌ ۔ یعنی اے ظالمون مین فرزند ساقی کوثر کا ہون اور مین شافع روز محشر کا جگر بند ہون اور تن تنہا غریب

بیکس قتل ہوتا ہون - ارے کوئی تم لوگون مین مسلمان بھی ہے یا نہین کہ مجھ غریب بیکس کی نصرت کرے اور تھوڑا سا پانی مجھے پلادے - جواب سنین مومنین غالباً یہ جواب ستم سنگدل نے ہی دیا تھا کہ یا حسین لو کان وجہ الارض کلہ ماءً ما اعطیناک قطرۃ یعنی اے حسین اگر تمام روے زمین پانی پانی ہوجائے تب بھی تمکو ایک قطرہ پانی کا ندین گے - اور اسیطرح بھوکا پیاسا شہید کرینگے - الغرض برادران یوسف جب یوسف کے پاس آئے اور یوسف نے انکو دیکھتے ہی پہچانا اور اُنھون نے یوسف کو نہ پہچانا تو یوسف نے اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے کہا کہ ہم گلہ بان ہین ہماری ولایت مین قحط پڑا تھا اس لئے آئے ہین کہ براہ مہربانی ہمکو کچھ غلہ عطا فرمایئے یوسف نے فرمایا کہ ایسا نہو کہ تم جاسوس ہو اور میرے ملک کا حال معلوم کرنے آئے ہو کہا کہ معاذ اللہ ہم سب ایک شخص جناب یعقوب صفی اللہ کی اولاد ہین حضرت یوسف نے پوچھا کہ تمھارے باپکے کے فرزند ہین کہا کہ بارہ فرزند تھے ایک فرزند کو بھیڑیا کھا گیا اور دوسرا جو اُسکا حقیقی بھائی ہے اُسکو پدر بزرگوار اپنی خدمت مین رکھتے ہین حضرت یوسف نے فرمایا کہ آیا تمکو کوئی یہان جانتا ہے - کہا کہ نہین یوسف نے فرمایا تاوقتیکہ تمھارا وہ بھائی جو باپکے پاس ہے نہ آیگا تب تک تمھارا جھوٹ سچ معلوم نہوگا کہنے لگے کہ ابکی مرتبہ جو آئینگے تو لیتے آئینگے حضرت یوسف نے فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے یہان رہے تاکہ تم اُس بھائی کو اپنے لاؤ اُنھون نے قرعہ ڈالا تو شمعون کے نام آیا وہ وہان رہا اور جناب یوسف نے اپنے خادمون کو حکم دیا کہ مال تجارت اُنسے لے لو اور اسکے بدلے انکو گیہون دیدو اور کہتے ہین کہ مال تجارت انکا نرخ بازار دوسونا کو فروخت ہوا - اور اُن کو ایک ایک بار شتر گیہون دیئے اور بنا بر بعض روایات کے اُن کا مال فروخت نہین کیا - انھون نے کہا کہ ایک بار شتر ہمارے اُس بھائی کو بھی دو کہ جو باپ کے پاس ہے حضرت یوسف نے فرمایا کہ آدمیون کے شمار کے موافق بار شتر دیتا ہون اونٹون

کے شمار کے موافق نہین دیتا جب اُنھون نے زیادہ اصرار کیا تو جناب یوسف نے فرمایا کہ جب
اپنے اُس بھائی کو لاؤ گے کہ جو اپنے باپ کے پاس ہے تو اسکا حصہ بھی دونگا کیا تم دیکھتے نہین
کہ مین پیمانہ پورا دیتا ہون تاکہ کسیکا حق باقی نہ رہے اور مین مہمان پر بہت احسان کرتا ہون
واقعی خاصان خدا کو مہمان کا بہت خیال ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین ہے اکرموا الضیف ولو کان
کافرًا یعنی مہمان کا اکرام کرو اگرچہ کافر ہو۔ مگر جیسے فرزند رسول کے مہمان بکڑے۔ ایسی بھی نہ
سنی ہوگی ؎

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان		خوش داشتند حرمتِ مہمان کربلا

پس اگر تم اپنے اس بھائی کو نہ لاؤ گے تو ہرگز تمکو غلہ نہ ملیگا اور نہ تم میری ولایت مین پھر
اپنا قدم رکھنا برادران یوسف نے کہا کہ ہم اپنے باپ سے اسکے بھیجنے کی درخواست کرینگے
اور اسکے طلب کرنے مین چشم پوشی نکرین گے اور جن غلامون سے غلہ کا تولنا اور ناپنا متعلق
تھا اُنسے جناب یوسف نے پوشیدہ فرمایا کہ قیمت گندم کی ان کے اسباب مین رکھدو شاید کہ پھر
اپنے وطن سے اسکو پہچان کر واپس آئین اور کہتے ہین کہ برادران یوسف نے جو گندم کی قیمت
مین اپنی بضاعت دی تھی کہ وہ چند اشیاء تجارتی تھین اور یوسف نے نہ چاہا کہ مین اُنسے گندم
کی قیمت لون اس وجہ سے وہ قیمت اُن کے اسباب مین رکھوادی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی
کہ جس وقت وہ گندم کی قیمت دیکھین گے تو دیانت کی وجہ سے پھر واپس آئینگے یا باپ انکو
تاکید کرکے روانہ کرین گے کہ یہ گندم کی قیمت جو یہان سہو سے چلی آئی ہے وہان جا کر دے آؤ
جب فرزندان یعقوب کنعان مین پہنچے اور اپنے باپ سے جا کر حضرت یوسف کا کرم و احسان
بیان کرکے کہا کہ مصر کے بادشاہ نے ہمسے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کو یہان لاؤ اور شمعون کو
اسیواسطے ہم وہان چھوڑ آئے ہین اس وعدہ پر کہ بنیامین کو ہم لیکر آئینگے اور اُس نے کہدیا

ہے کہ اگر تم اپنے بھائی کو نہ لائے تو پھر تمکو غلہ نہ ملیگا اور نہ یہان آنا۔ پس ہمارے ہمراہ آپ
بنیابین کو روانہ فرمادیجے تاکہ اسکے حصہ کا بھی غلہ لائین اور کچھ اندیشہ نفرمایئے ہم اسکی
سب طرح سے حفاظت کرینگے حضرت یعقوب نے اپنے فرزندون سے کہا کہ بادشاہ کو کیونکر معلوم
ہوا کہ تمھارا ایک بھائی اور بھی ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہمکو اُسنے کہا کہ تم جاسوس ہو
ہمنے اپنا حال مفصل بیان کیا کہ ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور ایک
باپکے پاس ہے اور دس بھائی ہم یہان موجود ہین اور یعقوب بن اسحق بن ابراہیم کے فرزند ہین
تو بادشاہ نے کہا تا وقتیکہ تم اپنے اُس بھائی کو نہ لاؤ گے تو تمھارا صدق و کذب نہ معلوم ہوگا
اور نہ تمکو غلہ ملیگا۔ اس وجہ سے ہم کہتے ہین کہ بنیابین کو ہمارے ہمراہ کرد و جناب یعقوب
علیہ السلام نے فرمایا کہ تمنے یوسف کے لیجانے مین بھی کہا تھا کہ ہم اسکی حفاظت کرین گے
اس کو ہمارے ساتھ بھیجدیجے اور جب مین نے بھیجدیا تو تمنے آکر کہدیا کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا اب
بنیابین کے معاملہ مین مین تم پر کیونکر اعتماد کرون اور تم کیا حفاظت کروگے خدا ہی حفاظت
کرنیوالا ہے اور مین اسی پر توکل کر کے اپنے تمام کام خدا کے سپرد کرتا ہون وہ ارحم الراحمین ہے
اور مجکو دو فرزندون کی مصیبت مین گرفتار نکرے۔ پس مومنین تمہید تو ختم ہو گئی۔ حضرات
دو فرزندون کے داغ مفارقت پر تب مجھے ایک اور مظلوم کا خیال آگیا کہ جسکے دل مجروح پر دو
فرزندون کے داغ آن واحد مین پڑ گئے وہ کون غریب ہے آہ آہ اُسکے نام مین تو یہ تاثیر ہے
کہ اُدھر نام لیا اور آنسو جاری ہو گئے مگر مومنین اور تصور شرط ہے حضرات آپ اپنے
دلون کو تھام لین مین نام لیتا ہون ؎

شہید راہ خدا ازجفا امام حسین	غریب و بیکس و بے آشنا شہ کونین

ہائے شاعر نے کس حسرت کا شعر لکھا ہے ؎

فَاِنْ اَیُّوْبُ وَیَعْقُوْبُ بِمَنْ فَاتَهُمَا	وَیَنُوْحُوْهُ فَقَدُوْا اَسَلْطَنَةَ لَمْ تَؤُبْ

یعنی جو چیزین کہ جناب ایوب و یعقوب سے فوت ہوئین تو جناب باری نے پھر اُنکو عطا فرمائین لیکن ایوب کربلا کی سلطنت کربلا مین السبطؑ برباد ہوئی کہ جس نے پھر رجوع نہ کی۔ حضرات اب کچھہ مختصر حال اپنے دونون آقازادون کا سن لیجئے اور روح سید الشہدا کو پرسا دیجئے جناب زینب دختر امیر المومنین سے منقول ہے کہ جب جناب علی اکبر مرنے چلے تو آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے گوش مبارک مین کچھہ ایسی بات آہستہ سے کہی کہ حضرت کو تاب ضبط باقی نہ رہی دہاڑین مار کر رونیلگے یہان تک کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے مین نے دوڑ کر اپنے ماںجائے کے سر انور کو گود مین اپنی لیا اور رو کر چہرہ اقدس پر گوشہ چادر کی ہوا دینے لگی جب افاقہ ہوا تو مین نے پوچھا کہ اے بھیا آپ سے ہمشکل نبی نے کیا کہا کہ جو آپ کا یہ حال ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ اے بہن زینب اس وقت علی اکبر نے ام لیلےٰ کے حق مین سفارش کی ہے اور کہا ہے کہ میری مان کو میری جدائی کا نہایت قلق ہوگا ایسا نہو کہ میرے بعد صدمہ سے تڑپ کر ہلاک ہوجائے حتی الامکان دلجوئی کیجئے گا۔ اے بہن زمانہ کا دستور ہے کہ والدین اولاد سے وصیت کرتے ہین تمھین بتلاؤ کہ جب جوان بیٹا باپ سے وصیت کرے تو باپ کے دل کا کیا حال ہوگا مجھے اس وقت انکی وصیت نے بیچین کردیا اور دوسرا صاحبزادہ کون ہے حضرات وہ وہ بچہ ہے کہ جسکو امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھون پر بلند کرکے صفوف لشکر اعدا کے سامنے اِدھر سے اُدھر تک دکھلاتے چلے گئے اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ و شام اگر حسین گنہگار ہے تمھارے زعم ناقص مین۔ تو یہ بچہ میرا جان بلب ہے اسکو ایک قطرہ پانیکا پلادو آہ آہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگون مین کوئی صاحب اولاد نہ تھا پھر امام حسینؑ نے جلتی ریت پر علی اصغر کو لٹا دیا اور فرمایا کہ اے بیٹا اے علی اصغر مین تو حجت ختم کرچکا اب تم بھی

اپنی سوکھی زبان ان اشقیا کو دکھلا دو۔ ہائے صاحبانِ اولاد جگر شق ہوا جاتا ہے اس بیان پر لکھا ہے کہ علی اصغر نے اپنے سوکھے ہونٹوں پر اپنی ننھی سی زبان نکال کر ایسی پھیری کہ آدمیوں کا کیا ذکر ہے عمر سعد کے گھوڑے بھی رونے لگے ملائکہ بحر و بر میں تلاطم پڑ گیا مگر افسوس صد افسوس کسی نے پانی اُس بچہ کو نہ دیا اور پانی کے بدلے حرملہ حرامزادہ نے غضب کر دیا آہ آہ کہاں پیکان تیر اور کہاں حلق نازک شیر خوار ؎

بر کف شاہ علی اصغر ناداں جان داد	تیر سہ شعبہ کجا گردن بے شیر کجا
اصغر کے حلق خشک سے ناوک گذر گیا	ہچکی نہ لینے پایا کہ بے شیر مر گیا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس بست و یکم

فضیلت توکل جناب یعقوب علیہ السلام کا بادشاہ مصر کو خط لکھنا اور برادرانِ یوسف کا دربار یوسف میں داخل ہونا خاتمہ بر وفاداری جناب عباس علیہ السلام۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یعنی پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جب تو کسی کام کا قصد کرے پس اللہ پر توکل کر بتحقیق کہ خدا دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تم ایسا توکل کرو کہ جیسا توکل کا حق ہے تو روزی دیئے جاؤ جس طرح کہ پرندے روزی دیئے جاتے ہیں کہ صبح کو بھوکے ہو کر باہر جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر اپنے آشیانوں میں آتے ہیں۔ اور معانی الاخبار میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا نے جبرئیل سے توکل کے معنی دریافت فرمائے تو جبرئیل نے عرض کیا کہ اس کا یقین کرنا کہ مخلوقات نہ ضرر پہنچا سکتی ہے اور نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ دے سکتی ہے اور نہ منع کر سکتی ہے اور خلقت سے مایوس ہونا چاہیئے چنانچہ امیر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ؎

لک الحمد یا ذالجود والمجد والعلی	تبارکت تعطی من تشاء و تمنع

یعنی تیرے ہی لیے ہے حمد ای صاحب جود و علی وصاحب مجد و سخا تو ایسا سخی ہے کہ اگر کسی
کو کچھ عطا کرے تو کوئی منع نہین کر سکتا اور توکل کی تین چیزین ہین، ایک تو کہ کسی سے سوال نکرے
دوسرے یہ کہ اگر کوی اس سے سوال کرے تو اسکو محروم نکرے تیسرے جو چیز اس کے پاس ہو
اسکو خزانہ مین جمع نکرے۔ چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے
خدا پر توکل کیا تو خدا نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ جب تو نے مجھپر توکل کیا تو مین
تیرے دونون فرزندون کو تجھسے ملاؤن گا۔ جب فرزندان یعقوب نے کنعان مین اکر اپنا اسباب
کھولا اور قیمت گندم کو بھی اسمین پایا تو اپنے باپ سے کہا کہ اس سے زیادہ بادشاہ کا کیا
احسان ہوگا کہ ہمکو غلہ بھی دیا اور قیمت بھی واپس کر دی اب مناسب ہی کہ ہم بنیامین کو بھی
لیجائین اور اس کے محافظ رہین اور اسکے حصہ کا بھی غلہ لائین جناب یعقوب علیہ السلام نے
فرمایا کہ مین بنیامین کو ہرگز نہ بھیجون گا تا وقتیکہ مجھسے عہد نکروگے اور قسم نہ کھاؤگے کہ ہم
بنیامین کو واپس لائینگے ہان اگر کسی بلا مین گرفتار ہوجاؤ تو تمھارا کیا اختیار ہے انھون نے
قسم کھائی کہ ہم بنیامین کے حقمین کسی طرحکی بیوفائی نکرینگے تو حضرت یعقوب نے بنیامین
کو اسکے بھائیون کے ہمراہ روانہ کیا جب انھون نے روانگی کا قصد کیا تو فرمایا کہ تم مصر مین سب
ایک دروازہ سے نجانا کہ مبادا تمکو ایک جماعت باین شوکت و شان و حسن و جمال کسی کی نظر
بد لگے بلکہ اس شہر کے چار دروازہ ہین تو تم علیحدہ علیحدہ دروازون سے مصر مین داخل ہونا
پہلے تو شفقت پدری سے یہ وصیت کی لیکن پھر اپنی عاجزی ظاہر کرکے کہا کہ جو امر شدنی ہے
وہ خدا کی قبضہ مین ہے کسیکو کچھ دخل نہین خدا ہی تمھاری نگہبانی کریگا۔ حقیقت مین باپ کو
اولاد سے ایسی ہی محبت ہوتی ہے مگر یعقوب کربلا کے صبر پر شیعون کی جان قربان ہو کہ اپنے

یوسف کو کہ جو حسن مین یوسف کنعان سے کہین زیادہ بلکہ صورت و سیرت و گفتار و رفتار مین
مشابہ رسول خدا سے تھا اپنے ہاتھ سے بدن علی اکبر پر زیور اسلحہ لگا دیئے اور کسی کی نظر بد کا
خیال نہ کیا اور خدا کی نذر شیعون کی مغفرت کیواسطے کر دیا ہے ۵

دو مشکین طرہ اش اندر سر دوش	دو جعد عنبرینش بر بنا گوش
رخ تابان تر از خورشید انور	بعینہ روے او روے پیمبر

الغرض فرزندان یعقوب نے اپنے پدر بزرگوار سے خواہش کی کہ ایک خط اپنی طرف سے بادشاہ
مصر کو لکھدو تو حضرت یعقوب نے خط لکھا اور ایک دستار جو حضرت ابراہیمؑ سے پہنچی تھی
بطور تحفہ بنیامین اور یہودا کے ہاتھ بھیجی اور شجرۃ الوداع تک پہنچانے گئے اور بہت روئے
اور فرمایا کہ ہین یوسف کو بھی یہان تک پہنچانے آیا تھا۔ اور فرزندان یعقوب کنعان سے
روانہ ہوکر بموجب وصیت باپ کی علیحدہ علیحدہ دروازون سے مصر مین داخل ہوئے کہتے
ہین کہ بنیامین جو ناواقف تھا دروازہ شام پر حیران ہوکر کھڑا رہا۔ اُدھر جبریل خدمت جناب
یوسف علیہ السلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کھڑے ہوا اور اپنا لباس بدل کر اپنے بھائی
بنیامین کے پاس جاؤ کہ وہ حیران فلان دروازہ پر کھڑا ہے حضرت یوسف اپنا لباس بدل کر
اور چہرہ پر نقاب ڈال کر روانہ ہوئے اور اسکو حیران دیکھکر زبان عبرانی مین اس سے گفتگو کی
اور اسکو ہمراہ لیجا کر بھائیون مین داخل کر دیا سب بھائی متفق ہوکر یوسف کے پاس گئے
اس وقت جناب یوسف تخت پر بیٹھے تھے اور چہرہ پر نقاب پڑی تھی حضرت یوسف نے پوچھا
کہ تم کون ہو انھون نے کہا کہ ہم کنعان کے رہنے والے ہین تمنے ہمکو بھائی کے لانیکا حکم دیا تھا
پدر بزرگوار سے بہت عہد و پیمان کرکے بڑی دشواری سے لائے ہین اور قیمت گندم کی بھی جو
ہمارے ساتھ چلی گئی تھی وہ بھی واپس لائے ہین۔ قیمت تو جناب یوسف نے انکو بخش دی

اور بنیامین کو پہچانکر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ بنیامین پھر فرمایا کہ تم سب بیٹھ
جاؤ وہ فرش کے کنارے بیٹھ گئے حضرت یوسف نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ چھ خوانِ طعام
آراستہ کر کے لاؤ جب خوان آئے تو یوسف نے فرمایا کہ دو دو بھائی کہ جو ایک ایک مان سے
ہون ایک خوان پر بیٹھین سب بھائی اُنمین سے دو دو ایک ایک خوان پر بیٹھ گئے مگر
بنیامین تنہا رہگیا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا جب گلاب چھڑکا تو ہوش مین آیا جناب
یوسف نے سبب بیہوشی کا پوچھا تو کہا کہ دو دو بھائی ایک مان سے بیٹھے ہر خوان پر
میرا ایک بھائی یوسف تھا وہ مجکو یاد آگیا اگر وہ ہوتا تو میرے ہمراہ بھی خوان پر بیٹھتا اور
مین تنہا نہ رہتا حضرت یوسف یہ کلام سُن کر بیتاب ہو گئے مگر اپنا دل سنبھال کر فرمایا کہ اے
مین تیرا بھائی ہوتا ہون کہ تیرے ہمراہ خوان پر بیٹھون اور حکم دیا کہ خوان پردہ کے اندر لائین
اور اِس بہانہ سے بنیامین کو یوسف نے اپنے پاس بلا کر بٹھلایا جب یوسف نے اپنا ہاتھ کھانے
مین ڈالا تو بنیامین یوسف کا ہاتھ دیکھ کر رونے لگا حضرت یوسف نے پوچھا کہ اب کیون روتا
ہے کہا کہ اے بادشاہ تیرا ہاتھ میرے بھائی یوسف کے ہاتھ سے بہت مشابہ ہے اس لئے
مین اپنے بھائی کو یاد کر کے روتا ہوتا ہون یوسف یہ سُن کر بیتاب ہو گئے اور نقاب چہرہ سے
اٹھا کر بنیامین سے فرمایا کہ مین ہی تیرا بھائی ہون اور تو غمگین نہو۔ کیون حضرات بنیامین نے
یوسف کا ہاتھ شانہ سے جدا تو نہ دیکھا تھا یوسف کے ہاتھ کسی کی مشک پر تو فدا نہوئے
تھے آہ آہ آپکے آقا کا کیا حال ہوا ہوگا کہ جب اپنے برادر عباس کے ہاتھ شانہ سے جدا ریگ
گرم کربلا پر پڑے دیکھے ہونگے ۔ حمید کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ آواز پر جناب عباس کی چلے تو چند
قدم جھک کر زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور اپنے دامن مین رکھ لی اور پھر روانہ ہوئے چند قدم
چلے تھے کہ پھر زمین کی طرف جھکے اور کوئی چیز زمین سے اُٹھا کر دامن مین رکھی راوی کہتا ہے

کہ میں حضرت کے قریب گیا اور میں نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دامن میں کیا چیز اٹھا کر رکھی ہے یہ سن کر حضرت نے دامن کھول کر مجھے دکھلا دی۔

دامن جو کھولے بادشہ کربلائی نے	دامن اخی کے رکھے تھے دامنیں بھائی نے

الغرض جب بنیامین نے یوسف کا منھ دیکھا اور کلام سنا تو پھر بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو یوسف کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا

انچہ می بینیم بہ بیدار لیست یارب یا بخواب	خویشتن را در چنین راحت پس از چندین عذاب

یوسف کا دامن پکڑ لیا اور بنیامین نے کہا کہ میں تیرے پاس سے اب ہرگز نجاونگا یوسف نے فرمایا کہ باپکو بہت غم ہوگا مگر یہ چاہتا ہوں کہ تجکو بحیلہ دزدی اپنے پاس رکھوں بنیامین نے اجازت دی۔ واقعی مومنین بھائی کی جدائی بھی سخت ترین مصائب ہے

اس درد کو نہ پیر نہ برنا سے پوچھئے	درد جگر کو دلبر زہرا سے پوچھئے

امام حسین علیہ السلام سے صابر کا یہ حال تھا کہ غم عباسؑ میں فرماتے تھے کہ وَاعَبَّاسَاہُ وَا اَخَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ ہائے عباس ہائے اے بھائی تمھارے مرنے سے حسین کی کمر ٹوٹ گئی یوں تو عموماً بھائیوں میں محبت ہوتی ہے لیکن امام حسین اور جناب عباس کی محبت پر خاتمہ ہے چنانچہ سرور المومنین میں لکھا ہے کہ ایک روز امام حسینؑ مسجد کوفہ میں رونق افروز تھے کہ آپنے قنبر سے فرمایا کہ پانی پلاؤ جناب عباس باوجود کمسنی کے خود دوڑے اور ایک ظرف میں پانی بھر کر بمقتضائے لڑکپن سر پر رکھ کر لیچلے مگر جلدی چلنے کی وجہ سے پانی چھلک چھلک کر آپکے سر اطہر اور جسم اقدس پر گرا جب وہ پانی جو ظرف میں باقی رہگیا تھا لیکر اپنے بھائی کی خدمت میں پہنچے تو امام حسین یہ اطاعت اور فرمانبرداری اپنے بھائی کی دیکھ کر بے اختیار زار زار رونے لگے اور معرکہ کربلا نگاہوں میں پھر گیا کہ اسی

طرح ایک روز تین دن کی بھوک اور پیاس مین میرے اطفال کیلئے مشک بھر کر دریا سے
لا ینگے مگر ظلم اشقیا سے خیمہ تک نہ آنے پا ینگے آج پانی سے تر ہو گئے ہین اس دن اپنے
خون مین ڈوب جا ئینگے سر پر گرز ستم لگے گا ہاتھ شانون سے کٹجا ینگے مگر پانی پھر بھی اطفال
خورد سال تک نہ پہنچے گا۔ واقعی جناب عباس نے روز عاشورہ ایسی ہی جان نثاری کی کہ پیاسے
نہر فرات پر گئے اور امام حسین علیہ السلام اور اُنکی بچونکی پیاس کو فراموش نہ کیا اور خود پانی
نہ پیا اور ایک مشک پانی سے بھر کر جانب خیام چلے اُدھر بچے خالی کورے لئے در خیمہ پر
کھڑے تھے پانیکے انتظار مین اِدھر عمر سعد نے فوج سے پکار کر کہا کہ دیکھو سقائے حسین پانی
نہ لیجانے پائے یہ سن کر اعدا نے ہجوم کر لیا اور سد راہ ہوئے مگر قربان جان شیعون کی جرات
جناب عباس پر کہ برابر اعدا سے لڑتے رہے اور مشک کو بچاتے تھے آخر پانی پر جان دیدی
جب امام حسینؑ لاش برادر پر تشریف لائے تو امام حسینؑ نے چاہا کہ لاش کو خیمہ مین لیجائین تو جناب
عباس نے عرض کیا کہ یا مولا میری لاش خیمہ مین نہ لیجائیے جناب سید الشہدا نے فرمایا کہ اے
بھائی سکی لاشون کو حسین خیمہ مین لیگیا مگر تمھاری لاش کیسے یہان چھوڑ دون اور اسکی کیا
وجہ ہے تو جناب عباس نے عرض کیا کہ یا مولا مجھے سکینہ سے شرمندگی ہوگی کہ مین نے اس سے
پانی کا وعدہ کیا تھا ابتک سکینہ کو میرا انتظار ہوگا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و دوم

بنیامین کی اسباب مین سے پیمانہ نکلنا خاتمہ یزید پلید
کا قتل سید الساجدین پر حکم دینا اور اہل حرم کا قید خانہ مین جانا

تفسیر عمدۃ البیان مین ہے کہ جب برادران یوسف بنیامین کو لیکر جناب یوسف کے پاس
حاضر ہوئے اور جس مکان مین آ کر وہ مقیم ہوئے تو اس مکانمین برادران یوسف کی
صورتین دیوار پر منقش تھین روئیل کی صورت اور اسکے دامن سے جناب یوسف کا لپٹنا

اور اُس نے یوسف کو طمانچہ مارا تھا۔ اور شمعون کی صورت کہ اُس نے حضرت یوسف پر چھری نکالی
تھی اور صورت چاہ کی کہ یوسف کو برہنہ کر کے اُسمین ڈالا تھا اور صورت کاروان کی اور
یوسف کا مالک کے ہاتھ فروخت کرنا اور یوسف کے پانون مین زنجیر ڈالنی یہ سب عبری
زبان مین منقش تھا۔ برادران یوسف نے یہ دیکھکر کھانا نہ کھایا اور بیقرار ہوئے یوسف کو معلوم
ہوا تو اُنکو اپنے پاس بُلا کر کھانا کھلایا لیکن خود پردہ مین رہے اور قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر
مین لکھا ہے کہ برادران یوسف جب بنیامین کو کنعان سے لیکر آئے تو وہ نہ اُنکے پاس بیٹھتا تھا
اور نہ اُنکے ہمراہ کھاتا اور نہ اُنسے بات کرتا تھا جب مصر مین داخل ہوئے تو بادشاہ کے
پاس جاکر رسم سلام بجا لائے یوسف نے بنیامین کو دیکھکر پہچانا اور بنیامین سب بھائیون
سے علیحدہ ہو کر دور بیٹھا تھا یوسف نے پوچھا کہ تو انکا بھائی ہے کہا کہ ہان فرمایا کہ تو اُنکے
پاس کیون نہ بیٹھا بنیامین نے کہا کہ میرے بھائی کو یہ میرے باپکے پاس سے لیگئے تھے اور
جب واپس پھر کر آئے تو اُسکو نہ لائے اور کہا کہ اُسکو بھیڑیا کھا گیا ہے تب سے مین نے
قسم کھائی ہے کہ نہ اُنکے ہمراہ بیٹھون گا جبتک زندہ ہون یوسف نے پوچھا کہ تیری
زوجہ ہے اور اولاد بھی ہے اُس نے کہا کہ ہان یوسف نے پوچھا کہ کے اولاد ہین کہا کہ
تین بیٹے ہین یوسف نے اُن کے نام پوچھے تو بنیامین نے کہا کہ ایک کا نام مین نے
بھیڑیا رکھا ہے اور دوسرے کا گرگ اور تیسرے کا نام خون رکھا ہے تاکہ مین اپنے بھائی یوسف
کو فراموش نکرون اور جب اُنمین سے کسی کو آواز دون تو یوسف مجکو یاد آئے سبحان اللہ کیا
محبت تھی دونون بھائیون مین۔ اِس وقت مجھے اور دو بھائیون کی محبت یاد آگئی
مگر مین حیرت مین ہون کہ کن دو بھائیون کی محبت بیان کرون۔ آیا پسران مسلم کی محبت بیان
کرون کہ جب حارث شقی ایک پر تلوار لگانے کا ارادہ کرتا تھا تو دوسرا بھائی آگے ہو جاتا تھا

اور بحار مین تو عجیب جانسوز روایت وارد ہوئی ہے جن کو بھائی کا صدمہ ہوا ہو اُنکے
دل شق ہو جائین گے۔ لکھا ہے کہ لاش بڑے بھائی کی دریا مین پانی پر تیرتی رہی جب
دوسرے بھائی کی لاش دریا مین ڈالی تو پہلی لاش پانیکو چیر کر چھوٹے بھائی کی لاش کے
پاس آئی اور دونون بھائی آپسمین بغلگیر ہو کر غریق دریاے رحمت الہی ہوئے یا محبت
جناب علی اکبر و جناب علی اصغر کی عرض کرون کہ جب جناب علی اکبر فرات سے پانی لیکر
خدمت سید الشہدا مین حاضر ہوئے تو کیا محبت کا کلمہ عرض کیا ہے کہ اے بابا یہ پانی حاضر ہے
اور جسکے لئے آپنے طلب کیا تھا لا یا ہون اے بابا پہلے میرے برادر شیر خوار کو پلا دو اور جو بچ رہے
وہ مجھپر چھڑک دیجئے کہ مین بھی پیاسا ہون اللہ اکبر جناب علی اکبر کیا غیور تھے یہ نہ عرض کیا کہ پانی
مجھے پلا دیجئے۔ الغرض جناب یوسف نے حکم دیا کہ یہ سب یہان سے چلے جائین اور بنیامین یہان
رہے۔ جب وہ باہر چلے گئے تو یوسف نے فرمایا کہ مین تیرا یوسف بھائی ہون انکو غم مت کر مگر مین
یہ چاہتا ہون کہ تو میرے پاس رہے بنیامین نے کہا کہ اور بھائی ہرگز نہ چھوڑینگے اس لئے کہ پدر
بزرگوار نے اُنسے عہد لیلیا ہے کہ بنیامین کو اپنے ہمراہ لانا حضرت یوسف نے فرمایا کہ مین ایک
حیلہ کرتا ہون مگر انکو خبر نکرنا پھر یوسف نے اپنے خادمون سے کہا کہ ان کنعانیون کو رخصت کرو
اور وہ پیالہ پانی پینے کا کہ جو سونے اور چاندی کا بنا ہوا اور زبرجد کا مرصع کیا ہوا ہے اور جس سے
غلہ ناپتے ہو اسکو بنیامین کے اسباب مین چھپا کر رکھدو جب وہ پیالہ رکھدیا اور برادران یوسف
شہر سے باہر نکلے تو حضرت یوسف نے اپنے خادم اُنکے پیچھے روانہ کئے وہ اُن لوگون کے پیچھے
پکارتے ہوئے دوڑے کہ اے قافلہ والو تم چور ہو جب اولاد یعقوب نے اُنکی آواز سُنی تو کہا کہ کیا
ڈھونڈتے ہو خادمان یوسف نے کہا کہ ہم پیمانہ بادشاہ کا تلاش کرتے ہین اور جو اُس کو
لائے تو اُسکو ایک اونٹ غلہ کا ملیگا برادران یوسف نے کہا کہ قسم بخدا تم جانتے ہو کہ ہم دیار

ہین بلکہ قیمت گندم سہو سے جو ہمارے اسباب ہین چلی گئی تھی وہ بھی ہم واپس لائے تھے
اور ہم اسلئے نہین آئے کہ کچھ کسی کا بگاڑ کرین اور نہ ہمارا کام چوری کا ہے خادمان یوسف
نے کہا کہ اگر تمھارے اسباب ہین سے نکلے تو کیا سزا ہے اُنھون نے کہا کہ جسکے پاس وہ مال
نکلے تو اسکو ایک سال تک اپنا غلام بنا کر رکھنا اور حضرت یعقوب کی شرع مین یہی چور کی سزا تھی جب
یہ سزا مقرر ہوئی تو اُن سب کو بادشاہی دربار مین الٹا پھیر کر لائے اور اُنکی تلاشی لیگئی مگر
کسیکے پاس نہ نکلا جب سبکے بعد بنیامین کی تلاشی لی تو وہ پیالہ اسکے اسباب مین سے برآمد ہوا
تو حضرت یوسف نے موافق اقرار کے بنیامین کو ایک سال کیواسطے اپنے پاس رکھا اور موافق
بادشاہ مصر کے حکم نہ دیا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ عادت بادشاہ مصر کی یہ تھی کہ چور کو کوڑے
لگاتا تھا اور جو کچھ اُس نے چرایا ہو چند در چند اُس سے تاوان لیتا تھا اور بعض کہتے ہین کہ
بادشاہ مصر کی یہ عادت تھی کہ چور کے پانون باندھ کر الٹا لٹکوا دیتا تھا اور اُسکی آنکھون مین میخین
ٹھکواتا تھا مگر منجانب اللہ اولاد یعقوب کی زبان پر جاری ہوا کہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ چور کو ایک
سال تک مالک مال غلامی مین رکھے تا کہ حضرت یوسف کی مراد حاصل ہو غرض جب وہ پیمانہ
بنیامین کے اسباب مین سے نکلا تو حضرت یوسف نے بھائیون سے فرمایا کہ اے کنعانیون یہ کیا
تمھاری حرکت ہے تم تو کہتے تھے کہ ہم پیغمبر زادے ہین اُنھون نے نادم ہو کر بنیامین پر غصہ کیا
اور کہا کہ اے راحیل کے پسر یہ تو نے کیا کام کیا کہ ہمارا منھ پردیس مین کالا کیا اور ہماری آبرو
ریزی کی اور سب پوشیدہ یہ تو نے کیونکر رکھ لیا تھا کہ کسی کو خبر نہوئی اور بنیامین سے کہا کہ اس راحیل
کے بیٹے نے ہمکو بلا و محنت مین ڈالا بنیامین نے کہا کہ تم راحیل کی اولاد کو ہمیشہ محنت اور بلا مین ڈالنے والے
رہے ہو میرے بھائی کو تم جنگل مین چھوڑ آئے اور باپ سے آکر کہدیا کہ بھیڑیا کھا گیا اور اب مجکو
تم چوری کی علت مین پھانستے ہو اور سب بھائیون نے یوسف کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہی چور ہے

اور اسکا بھائی یوسف بھی چور تھا حضرت یوسف نے یہ کلام اپنے بھائیون کا سُن لیا اور یہ
نہ کہا کہ مین یوسف ہون مگر دل مین کہا کہ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ
تم بدتر ہو باعتبار مرتبہ کے اور خدا عالم تر ہے اسکا کہ جو تم بیان کرتے ہو ہرگز یوسف نے چوری
نہین کی بلکہ اُسکی کیفیت یون ہے کہ جس وقت راحیل ماور جناب یوسف نے انتقال فرمایا
تو جناب یعقوب نے یوسف کو اپنی بہن کے سپرد کیا وہ یوسف کی پرورش کرتی تھین جب
یوسف پانچ برس کے ہوئے تو یعقوب نے یوسف کو تعلیم کیواسطے طلب کیا چونکہ
وہ معظمہ جناب یوسف کی پھوپی تھین اور پھوپی کو بھتیجے سے زیادہ محبت ہوتی ہے
خصوصًا وہ بھتیجا کہ جسکو مثل اولاد کے پالا ہو ہرچند انھون نے جناب یعقوب سے کہا کہ مجھے
اسکی مفارقت کی تاب نہین ہے اسکو میرے پاس رہنے دو مگر حضرت یعقوب بھی تو باپ
تھے بیٹے کی جدائی اُنکو بھی شاق ہوئی ؎

یعقوب سے یا حضرت شبیر سے پوچھو		یہ درد جوان سے نہ کسی پیر سے پوچھو

جب ان معظمہ نے جانا کہ یہ ہرگز نہ مانینگے اور حضرت یوسف کو لیجائینگے شب کیوقت وہ
کمر بند کہ جو حضرت اسحاق سے ترکہ مین پہنچا تھا اور وہ انبیا سے وراثت مین چلا آتا تھا
خواہر یعقوب نے وہ کمر بند یوسف کی کمر سے باندھ دیا جب حضرت یعقوب یوسف کو لینے
اپنی بہن کے گھر گئے تو اپنی بہن کو متردد پایا جب پوچھا تو کہا کہ میرا کمر بند نہین ملتا
تھا جو میرے گھر مین تھے اُن سبکی مین نے تلاشی لی آخر مین جناب یوسف کی
نوبت پہنچی تو اسکے کمر بند مین بندھا پایا۔ چونکہ جناب ابراہیم کی شرع مین مقرر تھا کہ چور کو
صاحب مال اپنا غلام بنالیتا تھا حضرت یعقوب نے اپنی بہن سے فرمایا کہ اچھا تم یوسف کو
جبتک چاہو اپنے پاس رکھو لیکن اسکو فروخت و ہبہ نکرنا پس مومنین اب مجھے ایک اور

پھوپی کے حال نے بیتاب کردیا وہ کون پھوپی ہے یقین ہے کہ مومنین سمجھ گئے ہونگے کہ
وہ آفت رسیدہ وستم دیدہ جناب زینب ہین کہ بھتیجون سے کیسی محبت تھی مگر مجھے یہ حیرت ہے
کہ جناب زینب کی محبت جناب علی اکبر سے عرض کرون کہ جب ہمشکل پیغمبر گھوڑے سے گرے
ہین تو جناب زینب کو پردہ کا بھی ہوش نہ رہا اور خیمہ سے سروپا برہنہ نکل پڑین۔ یا جناب
زینب کی محبت جناب سید الساجدین سے عرض کرون چنانچہ خلاصتہ لمصائب مین لکھا ہے
کہ جب اہل حرم دربار یزید مین داخل ہوئے تو امام زین العابدین علیہ السلام سے یزید نے کہا
کہ تمھارے باپ نے قطع رحم کیا اور میرا حق بھلا دیا اور دعوائے خلافت کیا تمنے دیکھا کہ خدائے
تعالیٰ نے کیا سلوک کیا حضرت بولے کہ اے پسر معاویہ وہند نبوت و امامت ہمارے آباءِ
طاہرین کے لئے تھے اور میرے جد امجد حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام علمدار رسولِ خدا
تھے روز بدر و اُحد۔ اور تیرا باپ اور دادا علمدار لشکر کفار تھا وائے ہو تجھپر اے یزید اگر تو
جانے کہ تونے کیا برائی کی تو قسم بخدا تو پہاڑونکو چلا جائے اور فرش خاک اختیار کرے تجھے
شرم نہین آتی کہ سر میرے بابا حسین فرزند زہرا کا دروازۂ شہر پر لٹکایا ہے حالانکہ وہ جناب
امانت رسالتماب تھے تو کیا جواب دیگا کہ جب وہ جناب پوچھین گے کہ تونے میری اہلبیت سے
کیا سلوک کیا پس یزید پلید یہ سنکر غصہ ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اِسے باغ مین لیجا کر قتل کر
اور وہان ہی دفن کردے آہ آہ جو ہین یہ حکم جناب زینب نے سنا کہ میرا بھتیجا بھی مارا جاتا ہے
تو رو کر جناب سید الساجدین سے لپٹ گئین اور رو کر بولین کہ اے یزید ہمارے عزیزون کے
قتل سے تیرا دل نہین بھرا۔ ارے یہ بیمار ہم غمزدون کا آسرا ہے واللہ مین اِس سے جدا
نہونگی اگر اسکو قتل کریگا تو مجھے بھی قتل کر جناب امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے پھوپی
اتنی بیتابی کیون کرتی ہو مجھے چھوڑدو کیا مجال ہے کہ جو یہ لعین مجھے قتل کرسکے یہ سنکر جناب

زینب جدا ہوئین اور وہ لعین حضرت کا ہاتھ پکڑ کر لیگیا وہ شقی تو قبر کھودنے لگا اُدھر جناب
امام زین العابدین نماز مین مشغول ہوئے جب قبر کھود چکا تو حضرت کے شہید کرنے کیلئے
تلوار اٹھائی اور حضرت نے مانند اپنے پدر مظلوم کے اپنی گردن جھکائی ناگاہ ہوا مین ایک
ہاتھ پیدا ہوا اور ایسا طمانچہ اس لعین کے مارا کہ فوراً وہ شقی ایک چیخ مار کر واصل نار ہوا
یہ واقعہ یزید پلید سے بیان کیا گیا تو کہا کہ اچھا سید الساجدین کو چھوڑ دو اور اس لعین کو
اسی قبر مین دفن کرو۔ اور اہلبیت حسین کو ایسے مکان خراب مین قید کرو کہ جہان دن کو دھوپ
سے جلین اور رات کو اوس سے اذیت اُٹھائین۔ راوی کہتا ہے کہ اُن اسیرون مین ایک
دختر امام حسینؑ کی تھی اور اُس صاحبزادی کا سن تین برس کا تھا اور جس روز سے امام
غریب شہید ہوئے تھے اس روز سے وہ لڑکی روتی اور بیتابی کرتی تھی اور جب اہلبیت
سے اپنے باپ کو طلب کرتی تھی تو زینب خاتون اور اہل حرم بہلا کے کہتے تھے کہ اے بیٹی
نہ رو کہ کل تمہارے بابا ضرور آئینگے اور جو چیزین مانگتی ہو وہ بھی لائینگے تا اینکہ بنا بر بعض
روایات کے اُس صاحبزادی نے وہان ہی انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مجلس بست و سوم

جناب حسنین کا جناب سیدہ سے روز عید جامہ نو مانگنا
اور دربار یوسف مین یہودا کو غصہ آنا اور فضائل صبر اور
امام حسین پر فوج کشی۔

کتاب مالی مین ہے کہ ایک عید مین جناب حسنینؑ کے پاس لباس قابل زینت نہ تھا
تو جناب سیدہ سے عرض کیا کہ اے اماں ہمارے کپڑے کیون نہین بدلتین جناب سیدہ نے
مصلحتاً فرمایا کہ اے نور چشمون تمہارا لباس درزی لائے تو پہناؤن صاحبزادے ضد
کرتے تھے اور جناب سیدہ یہی جواب فرماتی تھین اور اپنی ناداری پر زار زار روتی تھین

تاآنکہ ضد کرتے کرتے سو گئے بوقت شب کسینے دروازہ کی زنجیر ہلائی اور کہا کہ اے دختر رسول مین درزی ہون اور حسنین کا لباس لایا ہون اور جناب سیدہ کو ایک رومال بستہ دیکر چلا گیا پس اُسمین دو کُرتے اور دو پائجامے اور دو ردائین اور دو عمامے اور دو موزے سیاہ تھے جناب سیدہ نے فرط خوشی سے حسنینؑ کو جگا دیا اور اُس لباس سے آراستہ کیا جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ سے فرمایا کہ اے فاطمہ تمنے درزی کو دیکھا جناب سیدہ نے کہا کہ ہان حضرت نے فرمایا کہ وہ درزی نتھا بلکہ خزینہ دار (رضوان) بہشت تھا اور مجسے ملکر وہ آسمان پر گیا ہے مومنین اب یہ مقام گریہ و بکا ہے ؎

وسلے در کربلا کارے عجب کرد	رہا حسؑ ہمہ از زینب طلب کرد
ملے کز عالم آن جان جہان رفت	عجب جورے براو از ساربان رفت

اب یہان یہ خدشہ ہوتا ہے کہ جناب سیدہ سے ؎

کریمہ طاہرہ مخدومہ زہرا	حریم پاک پر حورون کا پہرہ
صغائر سے کبائر سے بھی طاہر	زمانِ مہد سے تا وقتِ آخر
غلط ہو یا خطا عمداً کہ سہواً	رہا ہر حال مین پاکیزہ دامن

پھر آپ نے کیسے فرما دیا کہ لباس تمھارا درزی لائیگا تو پہناؤن ہر چند کہ جواب اور بھی ہو سکتے ہین مگر بچون کے بہلانے یا دو مومنین مین اصلاح کرانے یا اپنی یا اور کسی کی جان بچانے مین دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ہے جیسے کہ جناب یوسف نے اپنے ملازمون سے کہکر وہ پیالہ کہ جس سے غلہ ناپتے تھے بنیامین کے اسباب مین رکھوا دیا تھا اس وجہ سے کہ جناب یوسف کو یہ منظور تھا کہ کسی بہانہ سے بنیامین اُنکے پاس رہے اس وجسے وہ پیالہ رکھوا کر کہدیا کہ بنیامین نے چوری کی ہے اور اس وقت کی شریعت مین

چور کو مالک مال ایک سال تک اپنی غلامی مین رکھتا تھا اس حیلہ سے بنیامین کو چوری
مین متہم کر کے اپنے پاس رکھا اور کہتے ہین کہ اس پیمانہ کو جام گیتی نما کہتے تھے اور اسمین دیکھکر
حال دریافت کرتے تھے حضرت یوسف نے اسمین انگلی ماری تو اُس سے آواز آئی حضرت
یوسف نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا ہے برادران یوسف نے کہا کہ نہین یوسف نے کہا
کہ یہ کہتا ہے کہ تم بارہ بھائی تھے ایک کو باپ سے جدا کر کے فروخت کر ڈالا بنیامین نے
اُٹھکر یوسف سے پوچھا کہ اے بادشاہ اس پیمانہ سے یہ پوچھ کہ میرا بھائی زندہ ہے یا نہین
یوسف نے پیمانہ پر ہاتھ مارکر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ تیرا بھائی زندہ ہے پھر بنیامین نے کہا کہ اے
بادشاہ اس پیمانہ سے یہ پوچھ کہ میرے اسباب مین اسکو کس نے رکھدیا تھا یوسف نے فرمایا
کہ وہ اب غصہ مین ہے کچھ نہ کہیگا۔ غرض یوسف نے بنیامین کو بھائیون سے چھین کر
اپنے نوکرون کے سپرد کر دیا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہودا نے بنیامین کے
بارہ مین یوسف سے بہت گفتگو کی تا اینکہ یہودا کو غصہ آیا اور اُسکے شانہ پر بال تھے وہ غصہ
مین کھڑے ہوجاتے تھے اور اُنمین سے خون ٹپکنے لگتا تھا اور اولاد یعقوب مین سے جسوقت
کوئی یہودا کو چھوتا تھا تو غصہ جاتا رہتا تھا حضرت یوسف کے سامنے اُنکا چھوٹا بیٹا سونیکا انار
ہاتھ مین لے کھیلتا تھا یوسف نے اس لڑکے کے ہاتھ سے انار لیکر یہودا کی طرف لڑھکا دیا
وہ لڑکا انار کے پیچھے گیا اور اس نے یہودا کے پاس پہنچکر ہاتھ اپنا یہودا کے بدن پر رکھا غصہ
اُسکا دور ہوگیا بعد اسکے یہودا نے یوسف سے پھر گفتگو کی اور غصہ آیا اور بال شانہ پر کھڑے ہوگئے
خون ٹپکنے لگا حضرت یوسف نے پھر انار کو لڑکے سے لیکر یہودا کی طرف لڑھکا دیا اور وہ لڑکا انار
لینے یہودا کے پاس گیا اور اسکا ہاتھ یہودا کے بدن پر پڑا تو یہودا کا غصہ جاتا رہا ایسے ہی تین
مرتبہ کیا اور ہرچند یہودا نے حضرت یوسف سے بہت سخت گفتگو کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور بنیامین

کو انکے سپرد یوسف نے نہ کیا جب دیکھا کہ ایسی گفتگو سے کچھ فائدہ نہین تو نرمی سے پیش آئے
اور کہا کہ اے عزیز مصر ہمارا باپ بوڑہا ضعیف ہے اور بنیامین سے بہت مانوس ہے ہم مین سے
کسی کو اسکے عوض مین رکھ لو تو آپکا احسان ہوگا حضرت یوسف نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم ایسا
ظلم نہین کرتے ہم اُسی کو پکڑینگے کہ جسکے اسباب سے وہ پیمانہ نکلا ہے اور قمی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر مین
لکھا ہے کہ سب بھائیون نے بنیامین کے لینے مین یوسف سے جھگڑا کیا اور سب کے بال غصہ کیوقت
انکے کپڑونمین سے نکل کر باہر آتے تھے اور خون زرد اُسمین سے ٹپکتا تھا اور کہتے تھے کہ ہم مین سے
کسی کو لے لو اور بنیامین کو ہمارے سپرد کردو جب وہ سب مایوس ہوئے تو آپسمین مشورہ کیا
اور سب سے بڑے نے کہ اسکا نام یہودا یا روئیل اور بعض کہتے ہین کہ لاوی تھا کہا کہ یوسف کے
بارہ مین جو تقصیر ہوئی تھی وہ تو ہوئی لیکن اب تو بنیامین کے بارہ مین بھی باپ سے عہد کیا تھا
مین یہان سے ہرگز نہ جاونگا تاوقتیکہ پدر بزرگوار مجھے اجازت نہ دین۔ یا بنیامین کو رہائی دلواؤنگا
یا مارا جاونگا۔ مومنین خیال مین رہے کہ عہد کا کسقدر خیال ہوتا تھا لیکن جیسی اہل کوفہ نے عہد
شکنی کی ایسی عہد شکنی کسی عہد مین نہین ہوئی پہلے تو حضرت کو خط پر خط لکھ کر بلایا جب حضرت
تشریف لائے تو کھانیکا کیا ذکر ہے اہل کوفہ نے پانی بھی نہ دیا اور خیمہ مین برابر شور العطش العطش
بلند تھا اور کسی بے رحم کو انکے حال زار پر رحم نہ آتا تھا ہائے شاعر نے عجب شعر کہا ہے تصور شرط ہے

زان تشنگان ہنوز بعیوق می رسد	آواز العطش ز بیابان کربلا

یعنی اُن پیاسون کی قبرون سے ابتک شور العطش العطش کا ایسا بلند ہے کہ ستارہ عیوق تک
آواز پہنچتی ہے غرض بڑے بھائی نے مشورہ دیا کہ تم سب چلے جاؤ اور باپ سے کہنا کہ بنیامین کے
اسباب مین سے پیمانہ شاہی ہمارے سامنے نکلا اب یہ خدا کو علم ہے کہ آیا اُس نے چرایا تھا یا
بھول سے اسباب مین بندھ گیا یا کسی نے رکھدیا خواہ آپ اپنا آدمی بادشاہ مصر کے پاس

بھیجکر دریافت فرمادین یا جو ہمارے ساتھ اور اہل کنعان ہین انسے تحقیق کرین جب اولاد یعقوب نے جناب یعقوب کو یہ خبر جاکر سنائی تو جناب یعقوب کو یقین نہ آیا اور کہا کہ یہ تم اپنی طرف سے کہتے ہو ورنہ بادشاہ مصر کیا جانے کہ چور کو غلام بنا لیتے ہین اب میری مصیبت اور بلا حد کو پہنچی ہے اب عنقریب خدائے تعالیٰ مجھے یوسف اور بنیامین اور یہودا سے ملا دیگا۔ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ اور کہا کہ اے افسوس اور حزن میرا فراق یوسف پر اور روتے روتے آنکھیں سفید ہوگئین اور اولاد پر غصہ مین بھرے ہوئے تھے مگر ظاہر نکرتے تھے اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ کسی امت کو وقت مصیبت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ نہین دیا گیا بجز امت محمدی کے کہ یعقوب نے وقت مصیبت کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ نہ کہا۔ اور جب جعفر طیار جنگ موتہ مین شہید ہوئے اور یہ واقعہ جناب امیر نے سنا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام سے پہلے یہ کلمہ کسی نے نہین فرمایا تھا اب یہ حکم عام ہے کہ ہر صابر مصیبت کے وقت کہے لیکن صابر وہ ہے کہ جو بدلا لینے پر قادر ہو اور بدلا نہ لے جیسے کہ سید الصابرین امام حسین علیہ السلام تھے کہ بدلا لینے پر قادر تھے اور آپنے بدلا نہ لیا اسی وجہ سے آپ پر جب کوئی بلا نازل ہوتی تھی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فرماتے تھے اور صبر کرتے تھے حالانکہ آپ بدلا لینے پر قادر تھے چنانچہ مجالس علویہ مین ہے کہ جب امام مظلوم حملہ کرتے تھے تو کسی کو قتل کرتے اور کسی کو چھوڑ دیتے تھے باوجودیکہ آپ اسکے قتل پر بھی قادر تھے کسینے حضرت سے اسکا سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ بحکم خدا مجکو ایسی بصارت عطا ہوئی ہے کہ مین اصلاب مین نطفہ کا حال دیکھ لیتا ہون پس جنکے اصلاب مین مینے اہل ایمان دیکھے تو انکو چھوڑ دیا اور جنکے اصلاب مین نپایا انکو قتل کیا

اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ جب میری طرف امامت منتقل ہوئی تو مین نے بھی دیکھا کہ حضرت نے ایک شخص کو کہ اُس نے حضرت کے گھوڑے خشک پر ایک نیزہ مارا تھا اور حضرت نے اُسکو قابو مین پا کر چھوڑ دیا تھا تو اُسکی صلب مین ایک شخص شیعہ ہونیوالا تھا۔ اللہ اکبر حضرت کو کیا پاس تھا اپنے شیعون کا۔ جبھی تو حضرت بار بار اپنے شیعون کو یاد فرماتے تھے چنانچہ جب لشکر عمر سعد کی حضرت پر چڑھائی ہوئی اور فوجون پر فوجین اور رسالو پر رسالے بہتر مسافرون پر آنے لگے تو جناب زینب بار بار پوچھتی تھین کہ اے بھیا ان مین کوئی آپ کا بھی ناصر ہے تو حضرت جواب دیتے تھے کہ اے بہن یہ سب حسین کے خونکے پیاسے ہین تو جناب زینب نے رو کر عرض کیا کہ یَا اَخِی رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا۔ اے بھیا پھر ہمکو ہمارے نانا کے روضہ ہی پر پہنچا دیجے آپکے بعد ہمارا کون حامی و مددگار ہوگا۔ کیون حضرات کیا جناب زینب کی محبت سے امید تھی کہ جناب زینب تو خود آرام سے مدینہ مین بیٹھ رہتین اور اپنے ماںجائے کو نرغۂ اعدا مین بھیجد یتین واللہ کبھی جناب زینب سے ایسا نہ ہوتا ؎

بھائی پہ بہن یون کوئی شیدا نہین ہوگی		زینب سی تو بی بی کوئی پیدا نہین ہوگی

بلکہ یہ مطلب تھا کہ اس حیلہ سے کسی طرح مین بھائی کو یہان سے لیکر نکل جاؤن اور پھر اپنے ماںجائے کو ہرگز یہان نہ آنے دونگی حضرت نے فرمایا کہ اے بہن اگر ایسا ہوتا تو مین کیون اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا تو جناب زینب نے کہا اللہ اکبر کیا اخلاص کا کلمہ آپ نے کہا ہے جس سے دل شق ہو جائینگے عرض کیا جناب سید الشہدا سے کہ اے بھیا اب بھی تو اپنے شیعون کو لکھین کہ اے شیعو میرے مین تن تنہا جنگل مین گھر گیا ہون تم لوگ آ کر میری نصرت کرو تو اس امر کو امام مظلوم نے منظور فرمایا اور چند نامے لکھکر جانب یمن و مصر وغیرہ کے لکھے آہ آہ مومنین کاش ہم روز

عاشورہ ہوتے اور اپنے آقا کے قدموں پر اپنی جان نثار کرتے تو کچھ دیر تو حضرت کی شہادت
بین ہو جاتی اور کچھ دیر تو جناب زینب بے بھائی کی اور جناب سکینہ بے پدر اور شیعہ
بے امام نہ ہوتے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و چہارم

حضرت یعقوب کا اپنی اولاد کو تلاش یوسف میں بھیجنا۔ خاتمہ شہادت علی اکبر و عبداللہ بن مسلم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ
تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ۔ یعنی پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اولاد یعقوب نے حضرت
یعقوب سے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ تم ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے ہو تا اینکہ ہو جاؤ تم بیمار شدید
یا ہلاک ہو جاؤ۔ تفسیر عمدۃ البیان میں ہے کہ جب نالہ و بیقراری اور نوحہ و زاری حضرت
یعقوب کی انکے بیٹوں نے سنی تو عرض کیا کہ ایسا نہو کہ تم بیمار شدید یا اس غم میں ہلاک
ہو جاؤ اور ایک شخص نے حضرت یعقوب سے کہا کہ تمہاری کمر خمیدہ کیوں ہو گئی ہے فرمایا کہ یوسف
کے غم میں۔ اور کہا کہ تم ایسے نحیف و زار کیوں ہو گئے ہو تو فرمایا کہ یوسف کے فراق میں
وحی آئی کہ تم میری شکایت میری مخلوق سے کرتے ہو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی یہ غم
تمہارا دور نکرونگا تا اینکہ شکایت اپنی مجھسے کرو اور میرے غیر کو ترک کرو اس وقت حضرت
یعقوب نے کہا کہ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ یعنی سوائے خدا کے اور سے
شکایت اپنی بیقراری اور رنج کی نہیں کرتا ہوں۔ اسوقت وحی ہوئی کہ قسم ہے مجھے اپنی
عزت و جلال کی کہ اگر یوسف مر گیا ہوتا تو اسکو زندہ کر کے میں تمسے ملاتا۔ اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب حضرت یعقوب کے پاس سے بنیامین بھی چلا گیا تو خدائے
تعالے کو پکارے کہ اے پروردگار میرے تو مجھپر رحم کیوں نہیں فرماتا کہ میری بینائی بھی جاتی رہی

اور میرے فرزند بھی جدا ہو گئے۔ وحی ہوئی کہ اگر مین دونون کو مار ڈالتا تو تمھاری خاطر
سے انکو مین پھر زندہ کرتا مگر یاد کرو تم اُس گوسفند کو کہ تمنے ذبح کی اور بھونکر کھائی تھی
اور فلان فلان تمھارے ہمسایہ مین روزہ سے تھے انکو کچھہ نہ دیا اور امام باقر علیہ السلام سے
کسینے پوچھا کہ یعقوب علیہ السلام نے جو اپنے فرزندون سے کہا تھا کہ جاؤ اور یوسف کو تلاش
کرو تو کیا یعقوب کو خبر تھی کہ یوسف زندہ ہے وہ تو عرصۂ دراز سے جدا تھے اور انکے غم مین
انکی بینائی بھی جاتی رہی تھی فرمایا کہ ہان جناب یعقوب نبی جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے کیونکہ سحر
کیوقت دعا کی کہ ملک الموت میرے پاس آئے۔ جب ملک الموت حاضر ہوئے تو جناب
یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپکی کیا حاجت ہو تو فرمایا کہ مجکو روحون سے
خبر کرو کہ روحون کو ایک دفعہ قبض کرتے ہو یا علیحدہ علیحدہ ملک الموت نے کہا علیحدہ علیحدہ
پھر پوچھا کہ تمنے یوسف کی روح قبض کی ہے کہا کہ نہین یہ خبر سنکر حضرت یعقوب نے جانا تھا کہ
یوسف زندہ ہے اور اپنی اولاد سے فرمایا کہ جاؤ اور یوسف کو تلاش کرو۔ اور دوسری روایت
مین یہ ہے کہ ایک اعرابی نے قحط مین جناب یوسف سے غلہ خریدا تھا یوسف نے اُس سے فرمایا
کہ جب تو فلان مقام پر جانا تو آواز کرنا کہ اے یعقوب۔ تو تیری آواز سنکر ایک مرد بزرگ آئیگا
اُس سے کہنا کہ مین نے مصر مین ایک مرد کو دیکھا ہے اُس نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ بھی عرض
کیا ہے کہ تمھاری امانت خدا کے پاس محفوظ ہے اور ابتک وہ ضایع نہین ہوئی اعرابی نے
جاکر یہ پیام حضرت یعقوب کو پہنچایا تو جناب یعقوب یہ پیام سنتے ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑے
جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ اے اعرابی تیری کوئی حاجت ہے کہا کہ میرے کوئی اولاد نہین
ہے حضرت یعقوب نے اسکے لئے دعا کی تو چار مرتبہ مین اسکے آٹھ فرزند ہوئے۔ اور یہی خبر سنکر
جناب یعقوب نے اپنے فرزندونسے فرمایا تھا کہ جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے ہو مجکو یوسف کی

زندگانی کی خیر ہے۔ جاؤ اور یوسف کو تلاش کرو۔ بگر مومنین اسوقت یعقوب کربلا سید الشہدا کی بیکسی پر تو ذاکر کا دل تڑپ گیا۔ ؎

فریاد از غریبی و بے یاری حسین	وز نالہاے دمبدم وزاری حسین

جب امام حسین کے یوسف ثانی نے میدان سے آواز دی کہ یا اَبَتَاہُ اَدرِکنِی ؎

بلند گفت کہ جان بہر امتان دادم	پدر فداے تو گردم برس بفریادم
پدر بیا کہ نشستہ است بر دلم خنجر	بگو بعمۂ من کشتہ شد علی اکبر
پدر بیا کہ نشستہ است مرگ بر سر من	بگو کہ تا نکنند انتظار مادر من

جب حضرت نے اپنے یوسف ثانی کی یہ آواز ہلاکت طراز سُنی تو آہ آہ کوئی حضرت کا ایسا مددگار نتھا کہ جس سے فرماتے کہ جاؤ اور میرے یوسف ثانی کو تلاش کرو ؎

چہار ز رنج و محنت داشت در پیش	فغان مے کرد بر تنہائی خویش
کہ آیا ہست یار و دوستدارے	یعنے جان نثارے غمگسارے
کسے پر ولے آن زاری نمیکرد	دران حالش مددگاری نمی کرد

مگر خود ہی حضرت گھوڑا اُٹھا کر لشکر کے قریب گئے اور ہر طرف پکارتے پھرتے تھے یا عَلِیُّ اَینَ اَنتَ یَا عَلِیُّ اَینَ اَنتَ یعنے اے علی اکبر تم کہاں ہو اے ہمشکل پیمبر تم کس گوشہ میں نہان ہو ؎

شہ کہتے تھے آواز سُناؤ علی اکبر	کس سمت ہو بابا کو بلاؤ علی اکبر

مجالس علویہ میں لکھا ہے کہ اُس وقت ذوالجناح کو حکم خدا ہوا کہ جلد حضرت کو لاش علی اکبر پر پہنچا دے ذوالجناح نے منہ زوری کی اور صحرا کی جانب لیگیا اور حضرت ہر قدم پر پکارتے جاتے تھے یا علی یا علی ادھر کا حال سُنیئے کہ علی اکبر کے گھوڑے کو حکم الہٰی ہوا کہ حضرت کا

استقبال کرے۔ مومنین حضرت نے عجب حال سے علی اکبر کا گھوڑا ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ تمام
یال وگردن گھوڑے کی خون مین تر ہے اور زین خالی ہے حضرات اسکے بیان سے دل شق ہوا
جاتا ہے کہ علی اکبر کے گھوڑے کی یال وگردن کیون خون مین بھر رہی تھی آہ آہ اسکی یہ وجہ تھی کہ
جب جناب علی اکبر جہاد کرتے کرتے تھک گئے اور زخمون سے چور چور ہو گئے اور طاقت گھوڑے پر
بیٹھنے کی نہ رہی تو زخمی بائین گھوڑے کی گردن مین ڈال دین سینہ مجروح گھوڑے کی یال سے
ملادیا خون بہہ کر گھوڑے کی تمام یال وگردن سرخ ہو گئی اللہ اکبر مومنین ماشاء اللہ روح جناب
سیدہ کو اُنکے پوتے کا خوب پُرسادیا جناب سیدہ بھی آپکے ساتھ رو رہی ہین آپ تنہا
نہین روتے غرض اُسوقت وہ گھوڑا آہ آ گئے حضرت کے جاتا تھا تا اینکہ نوجوان کی
لاش پر پہنچادیا حضرت نے اس حال سے علی اکبر کو دیکھا کہ خدا یہ حال کسی باپکو بیٹے کا نہ دکھائے
دیکھا کہ خاک وخون مین لوٹتے ہین حضرت گھوڑے سے کود پڑے اور اپنی آغوش مین سر اپنے
فرزند نہال کا رکھ لیا اور رونے لگے۔ کتاب بحار مین عجب جانسوز روایت لکھی ہے کہ جس سے
کلیجہ شق ہوا جاتا ہے اور صاحبان اولاد کیونکر سنین گے لکھا ہے کہ اس ہنگامہ مین ایک
لڑکا عبداللہ بن مسلم خیمہ سے باہر نکلا آہ آہ مومنین غضب ہو گیا۔ اے حضرات عاشقان
حسین رو لو رونے مین بخل نکرو۔ جناب رقیہ بنت امیر المومنین کی کمائی لٹی جاتی ہے۔
ایک ملعون نے اُس بچہ کیطرف تیر پھینکا ہائے ہائے وہ بچہ یہ جانتا تھا کہ تیر کیسا ہوتا ہے
اس بچہ نے اپنا ننھا سا ہاتھ اپنی ننھی سی پیشانی پر رکھ لیا تاکہ تیر نہ پڑے مگر صاحبان اولاد
آہ آہ وہ تیر جفا ننھے سے ہاتھ کو توڑ کر پیشانی مین گھس گیا ہرچند اُس بچہ نے چاہا کہ ہاتھ پیشانی
سے جدا ہو مگر نہ جدا ہوا۔ عاشقان حسین اس فقرہ پر مجلس ختم کرتا ہون اپنے اپنے دلون پر ہاتھ
رکھ لین ایسے ظلم کے بعد تو کسی شقاوت کی ضرورت نہ تھی ہائے ہائے اسپر بھی اکتفا نہ کی

ایک شقی نے تو زمین و آسمان کو ہلا دیا کہ ایک نیزہ اس بچہ کے دل پر ایسا مارا کہ روح اسکی گلشن جنت کو پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

مجلس بست و پنجم

مذمت دُنیا اور جناب یوسف کو خطاب صدیق کا ہونا اور حضرت یوسف کا وہ خط پڑھ کر رونا خاتمہ سید الشہدا کے دانتوں پر یزید کا چھڑی رکھنا۔

اِنَّمَا الدُّنْیَا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اِنَّ دُنْیَاکُمْ لَدَارٌ فَانِیَۃٌ		اِنَّمَا الدُّنْیَا بِقَاعُ الْمُرُوْرِ بَلْ حَمِیْمٌ ذَاتُ عَیْنٍ اٰنِیَۃٌ

یعنی دنیا سرمایۂ فریب اور جگہ گذر جانے کی ہے نہ قیام کی ؎

بگذر از عالم تا ل خوب نیست		خواب راحت بر سر پل خوب نیست

اور یہ دار دنیا گھر ہے فنا اور زوال کا بلکہ ایک چشمہ ہے آب گرم کا ؎

نیست این لیلی دلا مجنون مشو سید این دہر مے ماند بمار		این چہ سودا میکنی مغبون مشو ظاہرش نرم ست و باطن زہر دار

یہی باعث ہے کہ خاصان خدا نے اکثر بمقابلہ دنیاے دنیہ کے قید خانہ کو مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف کے حال مین لکھا ہے کہ جب آپکو زلیخا نے اپنے دام مین لانا چاہا تو آپ نے درگاہ باری مین عرض کیا کہ پروردگارا اس سے تو مین قید کو پسند کرتا ہون۔ اور یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم بھی انکو اپنا صدیق فرماتا ہے چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان مین ہے کہ جس وقت جناب یوسف قید خانہ مین تھے تو جبریل اُنکے پاس آئے اور کہا کہ اَیُّھَا الصِّدِّیْق تم مجکو پہچانتے ہو کہا کہ نہین مگر اتنا جانتا ہون کہ تمہارا چہرہ بہت خوب ہے اور تمسے خوشبو سونگھتا ہون۔

جبرئیل نے کہاکہ مین روح الامین اور قاصد رب العالمین ہون اور اے یوسف تم جانتے ہو کہ گھرون کو خدانے نیک مردونکی برکت قدم سے پاک کیاہے اور جس زمین پر تم ہو وہ سب زمینون سے بہتر ہے اور خدائے تعالی نے یہ قیدخانہ معہ گردونواح کے تمھارے سبب سے پاک کیاہے حضرت یوسف نے کہاکہ تم مجکو پاکیزہ کہتے ہو حالانکہ مین گنہگارونکی جگہ گرفتار ہون۔ جبرئیل نے کہاکہ تمنے جو اپنے نفس کی مخالفت کی اور اسکا کہانہ ماناکہ جو تمکو معصیت کیطرف بلاتی تھی اس سبب سے خدانے تمکو زمرۂ صدیقین مین لکھاہے اور تمھارے اباواجداد کا مرتبہ تمکو عطا فرمایاہے حضرت یوسف نے پوچھاکہ میرے پدر بزرگوار کی کیاخبرہے کہاکہ خدانے تمھاری مفارقت پر اُنکو صبر عطا کیاہے اور اُنکو تمھارے حزن واندوہ مین مبتلا کیاہے یوسف نے پوچھاکہ اُنکا حزن کس قدرہے کہا کہ اُن ستر عورتون کی برابر کہ جنکے ستر فرزند پیارے مرجائین پھر پوچھاکہ اے جبرئیل اسکا ثواب کسقدرہے کہاکہ سو شہیدون کی برابر پھر پوچھاکہ میری ملاقات ہوگی کہا کہ ہان پھر جناب یوسف نے کہاکہ بس اب تو مجھے قید کی سختیون کا کچھہ بھی غم نہین اور جب باپ اور بیٹا سختیون پر راضی ہوئے اور صبر اختیار کیا تو انکا رنج خوشی سے مبدل ہوا۔ اور حضرت یعقوب کو زندگانی یوسف کی خبر معلوم ہوئی اور اپنے فرزندون سے فرمایا کہ جاؤ بھائیون کو تلاش کرو اور رحمت خدا سے ناامید نہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزندون کو یوسف اور بنیامین کی تلاش مین روانہ کیا تو ایک خط بادشاہ مصر یعنی یوسف کو اپنی طرف سے لکھاکہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے عزیز ہم لوگ اہلبیت مین سے ہین کہ ہم ہمیشہ بلامین گرفتار رہتے ہین کہ اللہ تعالے ہمکو خوشی اور غمی مین آزماتا ہے اور بیس سال سے مجھپر پے درپے مصیبتین وارد ہوتی ہین

پہلی مصیبت تو یہ ہے کہ ایک فرزند میرا یوسف تھا کہ وہ سب اولاد مین میرا سرور دل تھا اور اسکے اور بھائی جو حقیقی نہ تھے اسکو سیر و تماشے کے بہانہ سے صحرا مین لیگئے اور شام کو روتے پیٹتے آئے اور اُسکا کرتہ خون آلودہ لائے اور کہا کہ اُسکو بھیڑیا کھا گیا ہے اُسکے گم ہونیسے میرا غم بہت بڑھ گیا ہے اور اُسکی مفارقت مین مین اسقدر رویا کہ نابینا ہوگیا اور ایک بھائی اسکا جو حقیقی تھا اور یوسف کی عوض مجھے فی الجملہ اس سے تسلی ہوتی تھی اسکے بھائیون نے یہان پہنچکر مجھسے کہا کہ تم اسکو طلب کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر اسکو نہ لاؤ گے تو غلہ نہ ملیگا اس وجہ سے مین نے اُسکو تمھارے پاس بھیجدیا اور یہان آکر مجھسے کہدیا کہ بنیامین نے بادشاہی پیمانہ چورایا تھا اس وجہ سے وہ قید ہوگیا اور ہم اہلبیت کسی کی چوری نہین کرتے تمنے جو اسکو قید کیا ہے اس وجہ سے میری مصیبت اور زیادہ ہوگئی ہے از راہ مہربانی مجھپر احسان کرکے اسکو رہائی دو اور غلہ بھی ہمکو پورا ناپ دو اور حضرت یعقوب نے اپنے فرزندون سے کہا تھا کہ تم مصر مین پہنچتے ہی میرا خط بادشاہ کو دینا جب فرزندانِ یعقوب مصر مین پہنچے تو وہ خط یوسف کو دیا اور کہا کہ ای بادشاہ یہ خط جناب یعقوب نبی کا تمھارے نام ہے اسکو پڑھ کر ہمارے بھائی کو رہائی دو اور بنا بر بعض روایات کے وہ خط یوسف کے تخت کے گوشہ پر رکھدیا تو وہ خط جناب یوسف نے لیکر چوما اور اپنی آنکھون سے لگایا اور نالہ کیا واقعی حضرات باپ اور اولاد کا تعلق ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ بروز عاشورہ آپ کے آقا ؏

خورشید آسمان و زمین نور مشرقین	۔	پروردۂ کنارہ رسولِ خدا حسین

کا دل صغرا ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔ چنانچہ جب روز عاشورہ ہر چیز مدد کے واسطے آئی اور باد صبا بھی حاضر ہوئی تو آپ نے کسی کی امداد منظور نہ کی سوائے باد صبا کے

کہ آپ نے یہی فرمایا کہ اے باد صبا جب تو مدینہ جانا تو صغرا کو میرا پیام پہنچا دینا کہ اے صغرا تیرا وعدہ تو حسین کے دل پر لکھا تھا مگر کیا کرون موت نے مہلت نہ دی ۵

اب نہ قاسم مرا باقی ہے نہ اکبر باقی	نہ علمدار سلامت ہے نہ اصغر باقی
بھانجے ہین نہ بھتیجے نہ برادر باقی	قتل سب ہو گئے شبیر کا ہے سر باقی
ہے تمنا کہ مرا سر بھی جدا ہو جائے	اس امانت سے بھی شبیر ادا ہو جائے

الغرض جب وہ خط جناب یوسف علیہ السلام نے پڑھا تو ایک چیخ ماری اور گھر مین جا کر گریہ کیا اور منھ دھو کر بھائیون کے پاس آئے اور تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور بعض روایات مین ہے کہ باپ کا خط پڑھکر حضرت یوسف سے ضبط نہو سکا کہ اپنے تئین پوشیدہ رکھین بے اختیار ہو کر اپنے بھائیون سے کہا کہ کیا تمنے جانا کہ تمنے یوسف اور بنیامین کے ساتھ کیا کیا جبکہ تم جاہل تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ جناب یوسف نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹائی اور تاج اپنے سر پر سے اتارا تو اس وقت بھائیون نے بغور جو یوسف کے چہرہ پر نظر کر کے جانا کہ یہ یوسف ہے تو اُس وقت انھون نے کہا کہ کیا تو یوسف ہے کہ یہ جمال تو اور کسی مین نہین ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یوسف نقاب چہرہ سے اُٹھا کر متبسم ہوئے بھائیون نے یوسف کے دندان مبارک سے کہ جو مثل مروارید کے روشن تھے اور تبسم کے وقت اُنسے نور جھلکتا تھا تو یوسف کو پہچانا اور کہا کہ کیا تو یوسف ہے تو حضرت یوسف نے بھائیون سے کہا کہ ہان مین یوسف ہون اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے خدا نے ہمپر احسان کیا اور جو خوف خدا کرے اور بلاؤن پر صبر کرے تو خدائے تعالے اُنکے اجر کو ضایع نہین کرتا۔ آہ آہ مومنین ان دانتون کے ذکر پر تو اور دندان کے خیال نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ حضرات

بھی سمجھ گئے ہونگے کہ وہ کونسے دندان تھے وہ وہ دانت تھے کہ جسے رسولؐ خدا بھی چوسا
کرتے تھے مومنین تصور صادق شرط ہے کہ اگر کوئی کسی کے یہان مہمان ہو تو مہمان اور سامان
دعوتِ طعام اسکے واسطے مہیا کیا جاتا ہے تو ایک خلال بھی ہوتا ہے۔ مگر مہمان کربلا کیواسطے
جو یزید پلید نے خلال تجویز کیا وہ ذاکر کس زبان سے عرض کرے اور عاشقان حسین کیونکر
سن سکتے ہین۔ لکھا ہے کہ جب اہلبیت حسین داخل دربار یزید ہوئے تو حضرت کا سر اقدس
بھی اپنے سامنے طشت طلا مین زیر تخت رکھوایا ہ

سرِ حسین کجا مجلس شراب کجا		ہجوم عام کجا آل بوترابِ کجا

اور پھر اس ولد الحرام نے ایک چوب خیزران طلب کی فجعل ینکث بہ ثنایا الحسین
پس وہ شقی اس چھڑی کو دندان فرزند رسول پر لگاتا تھا اور خوش ہوتا تھا یہ دیکھکر ابو برزہ
بولے کہ اے یزید وائے ہو تجھپر کہ تو لب و دندان حسین پر چھڑی لگاتا ہے اور مین نے خود
دیکھا ہے رسولِ خداؐ کو کہ انھین لب و دندان کو مثل شکر کے چوستے تھے ہ

آن لب کہ بوسہ داد برو بار بار رسول		سوئیش بچوب کردن اشارت کجا رواست
آن سر کہ در کنارہ نبی داشتے وطن		در طشت زر نہادہ بہ پیشت کجا رواست

یہ سُن کر وہ شقی نہایت برہم ہوا اور ابو برزہ کو اپنی مجلس سے باہر نکلوا دیا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس بست و ششم

برادران یوسف کا یوسف سے ملنا اور عزیز کا جناب یعقوبؑ کو خط لکھنا۔ اور خاتمہ روز ازل روح مقدسہ سید الشہداء کا بلاؤن کو اختیار کرنا۔

قَالَ اللہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ قَالُوْا تَاللہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللہُ عَلَیْنَا وَ اِنْ کُنَّا لَخَاطِئِیْنَ

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ یعنی پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ برادرانِ یوسف نے کہا کہ قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق برگزیدہ کیا ہے تجکو ہمپر اور تحقیقکہ ہم البتہ خطاکار ہین حضرت یوسف نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ تمپر ملامت نہین ہے آجکے دن اس فعل کی کہ جو تمنے میرے ساتھ کیا ہے خدا تمھارے گناہ کو بخشیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے غرض جب جناب یوسفؑ نے اپنے بھائیون سے ملاقات کرکے اُن کا دل تازہ کیا اور اُنکے حال پر نوازش فرمائی اور انکے افعال کا کچھ خیال نہ کیا تو پھر اپنے پدر بزرگوار کا حال دریافت کیا اور بھائیون سے کہا کہ یہ کُرتہ میرا لیجاکر باپ کی آنکھون پر ڈالدو کہ وہ بینا ہو جائینگے اور یہ وہ کُرتہ تھا کہ جو جناب جبرئیل نے یوسف کے بازو سے کھولکر حضرت یوسف کو کنوین مین پہنایا تھا اور وہ کرتہ بہشت کا تھا جسکو حضرت جبریل جناب ابراہیم علیہ السلام کے واسطے بہشت سے لائے تھے جبکہ نمرود مردود نے انکو آگ مین ڈلوایا تھا اور وہ کرتہ حضرت یوسف کے اشکون سے آلودہ تھا اور اسکی یہ تاثیر تھی کہ جس بیمار اور بلا والے پر وہ ڈالا جاتا تھا تو اُسی وقت اسکو شفا ہوتی تھی اسی وجہ سے جناب یوسف نے بھائیون سے فرمایا تھا کہ اسکو لیجاکر بابا کی آنکھوں پر ڈالدو اور تمام کنبہ کی عورات و مرد اور بچونکو میرے پاس لے آؤ۔ مومنین اب یوسفِ زہراؑ کے کرتہ کا بھی تصور صادق فرمایئے کہ جو آنسوؤں سے نہ بلکہ خون سے تر ہو رہا تھا ہائے وہ کرتہ کبھی تو خون علی اکبر سے رنگین ہوا کبھی خون علی اصغر سے سرخ ہوا کبھی خود امام مظلوم کے خون سے رنگین ہوا اسی کُرتہ کیطرف زیارت ناحیہ مین امام صاحب الامر علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَى الْجُيُوْبِ الْمُضَرَّجَاتِ سلام خدا ہو اُن گریبانون پر کہ جو اپنے خون مین رنگین ہو گئے چنانچہ منقول ہے وَاَخَذَ قَمِيْصَهٗ اِسْحَاقُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی وہ پیراہن اقدس حضرت کا اسحاق حرامزادہ نے اُتار لیا

جو خون سے رنگین ہو رہا تھا ہائے ہائے مومنین غور کیجئے کہ وہ شقی کیا خوش ہوا ہوگا کہ جس پیراہن شریف پر ایکسو گیارہ زخم تیر و نیزہ و شمشیر کے لگے تھے اور جا بجا سے چھنا ہوا تھا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے بدن پر تو اسقدر تیر لگے تھے کہ جیسے ساہے کے بدن پر کانٹے ہوتے ہین ٥

روایت است کہ بر پیکر شہ ذی جود		ہزار و نہصد و پنجاہ و یک جراحت بود

الغرض عزیز مصر نے حضرت یعقوب کو ایک خط لکھا کہ جسکا یہ مضمون تھا کہ تمھارے فرزند یوسف کو ہمنے بعوض چند کھوٹے درہمون کے خرید کر غلام بنایا ہے اور تمھارے بنیامین نے چوری کی تھی اسی وجہ سے اسکو غلام بنا لیا ہے جب یہ خط جناب یعقوب نے پڑھا تو اُنپر یہ امر بہت شاق گذرا کہ مثل اُسکے کوئی سختی اُن پر نہین گذری کیون صاحبان غیرت کیا اب بھی کچھ حاجت بیان ہے جناب یوسف کے گلے مین طوق خاردار تو تھا جناب یوسف کے ساتھ اُنکی مان بہنین پھوپیان تو سر برہنہ بلوائے عام مین نہ تھین۔ جناب یوسف کے ہمراہ اسکے عزیزون کے سر تو نوک نیزہ پر بلند نہ تھے۔ جناب یوسف پر آب و دانہ تو بند نہ تھا جناب یعقوب فقط حال اسیری جناب یوسف و بنیامین کا سُن کر بیچین ہو گئے۔ ہائے مومنین شہدائے راہ خدا تو زندہ ہین۔ سر مظلوم کربلا پر کیا صدمہ گذرتا ہوگا جب دیکھتے ہونگے کہ اُنکے اہل حرم کہ ریسمان ستم مین جکڑے ہوئے شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار ہین اور آگے آگے منادی پکارتا جاتا تھا کہ یہ قیدی اہل بیت رسول ہین کہ جو اس ذلت سے شہر بشہر تشہیر ہوئے ہین امام حسین کی غربت پر تو دل پھٹا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ جب سرہائے شہدا و معہ اہل حرم بازار شام مین پہنچے ہین تو سر امام مظلوم نے اپنی آنکھون کو بند کر لیا مارے غیرت کے

الغرض جب حضرت یعقوب نے عزیز مصر کو جواب لکھا کہ مین تمہارے خط کو سمجھا کہ یوسف کو خرید کر اور بنیامین کو چوری کی علت مین گرفتار کر کے غلام بنایا ہے مگر ہم اہل بیت ہرگز چوری نہین کرتے لیکن امتحان کئے جاتے ہین میرے باپ ابراہیم آگ مین ڈال کر آزمائے گئے خدائے تعالیٰ نے اُنکو محفوظ رکھا اور میرا باپ اسمٰعیل ذبح سے آزمایا گیا خدائے تعالیٰ نے اُنکو بچایا اور مین فرزندون کے گم ہوتے اور بینائی کے جاتے رہنے مین آزمایا گیا خدائے تعالیٰ اُن سب کو لائے اور وہ خط قاصد کو دیکر روانہ کیا مگر مومنین آپکے مولا و آقا سید الشہدا کا امتحان سب سے زیادہ سخت لیا گیا ؎

مشکلین جتنی ہین وہ کٹین سب آسانی سے		یہ فقط کام ہوا فاطمہ کے جانی سے

چنانچہ صاحب حزن المومنین علامہ حلیؒ سے نقل کرتے ہین کہ پروردگار عالم نے روز ازل تمام ارواح بنی آدم کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھین موقف تکالیف مین کھڑا کیا اور مدارج عالیہ اسطرح دکھلائے کہ ہر درجہ کے مقابل مین ایک بلا بھی تھی کہ ہر نبی اور ولی نے بقدر ہمت ایک ایک بلا قبول کی سب کے آخر مین ایک ایسا درجہ اعلیٰ تھا کہ جو تمام درجون سے بڑھا ہوا تھا ہرچند تمام انبیا و اولیا و جمیع مقربین و صدیقین اُسکے آرزومند ہوے مگر چونکہ بلا بھی اسکے مقابل مین عظیم تھی تو کوئی اُسکا متحمل ہو سکا اور اس بلا پر کون صبر کر سکتا کہ جسمین یہ شرایط ہون کہ اُس شدت گرما مین کہ جسمین پرندے بھی اپنے آشیانون کو نہین چھوڑتے۔ بی بیون اور بچون کو ساتھ لیکر گھر چھوڑ کر مہینون کی راہ پر ایک صحرا مین جاکر اپنی اُمت کا مہمان ہو اور مہمانی کے بدلے تین دن کا بھوکا پیاسا رہے عزیزون اور دوستون کے ٹکڑے آنکھون سے دیکھے تیئیس برس کا جوان بھائی شانے کٹا کر خون مین لوٹے اٹھارہ برس کا جوان رعنا برابر کا لال سینہ پر نیزہ کھاکر ایڑیان رگڑ رگڑ کر

جان دے۔ چھ مہینے کا بچہ شیر خوار تیر کے صدمہ سے ہچکیان لے لیکر ہاتھون پر دم توڑے اپنے بعد اپنے ناموس کی اسیری گوارا کرے ننھے ننھے بچے یتیم ہو کر ظالمون کے طمانچے کھائین خیمے جلائے جائین بے وارث بیبیان سر برہنہ شتران بے کجاوہ و بے عماری پر سوار شہرون بازارون مین پھرائی جائین ایک فرزند بیمار طوق و زنجیر مین گرفتار کربلا سے شام تک کانٹون پر ننگے پا جائے راہ خدا مین سارا گھر لٹائے۔ الغرض داغ عزیزون کے اور انیس سو اکاون زخم بدن پر کھائے سجدہ مین سر کٹائے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے ان بلاؤن پر کسی کو تحمل نہوا سہ

انبیا را دید حیران و خموش	اولیا را رفتہ از سر عقل و ہوش
یک بیک ترسان و لرزان و حزین	سر بسر گریان و نالان و غمین
ناگہان در خیل خلق خافقین	سرورے برخواست نام او حسین
گفت یا رب این ہنر کار من ست	ہر چہ جز این کار او عار من ست
در منائے عشق حق قربان منم	قابل این عہد و این پیمان منم
غیر من نبود خریدار بلا	من نو بیچم در منائے کربلا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس بست و ہفتم

بشیر قاصد یوسف کا کنعان مین آنا۔ خاتمہ بشیر قاصد امام زین العابدین پر۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا

پس آیا جسوقت خوشخبری دینے والا تو اس نے پہنچتے ہی حضرت یوسف کے کرتہ کو جناب یعقوب کے منھ پر ڈالا اسیوقت آنکھین روشن ہو گئین جیسے کہ پہلے تھین مفسرین مین

اختلاف ہے کہ آیا بشیر کے معنی اس آیت مین کیا ہین بعض تو اسکے معنی بشارت دینے والے کے لیتے ہین یعنی جسوقت حضرت یوسف نے بھائی کو حکم دیا کہ میرا کرتہ لیجاکر باپ کے منھ پر ڈالدو تو یہودا نے کہا کہ اے یوسف یہ کرتہ مجکو دے کہ تیرا کرتہ خون آلودہ بھی باپ کو مین نے ہی لیجاکر دکھایا تھا تاکہ اس کرتہ کی برکت سے اُس کرتہ کا تدارک کرون یوسف نے اپنا کرتہ یہودا کو دیا اور سامانِ سفر اسکے لئے مہیا کردیا یہودا معہ بھائیون کے مصر سے نکل کر کنعان کو سر و پا برہنہ روانہ ہوا۔ اور مجمع البیان مین لکھا ہی کہ یہودا نے سات روٹیان اپنی کمر مین باندھین اور قافلہ سے علیحدہ ہوکر سب کے آگے کنعان کو روانہ ہوا اور کنعان وہان سے اسّی فرسخ تھا اور بنا بر بعض روایات کے دس منزل تھا اور یہودا نہایت شوق سے آدھی روٹی راستہ مین کھاتا تھا۔ تا اینکہ وہ قریب کنعان پھنچا۔ اور بعض مفسرین لکھتے ہین کہ حضرت یعقوب کی ایک کنیز تھی اور اسکے پسر کا نام بھی بشیر تھا اور وہ جناب یوسف کا کرتہ لیکر آیا تھا اور یہ بشیر اور بنیامین ہمسن تھے جب بنیامین کی مان کا انتقال ہوگیا تو بنیامین اُس لونڈی کا دودھ پیتا تھا اور جسوقت بشیر عمر مین زیادہ ہوگیا تو حضرت یعقوب نے اسکو فروخت کردیا تھا کہ مادر بشیر بنیامین کی پرورش مین کمی نکرے۔ تو مادر بشیر کا دل اپنے فرزند کی محبت مین دردناک ہوا۔ مومنین صاحبان اولاد بیٹے کی مفارقت مین مان کا جو حال ہو بجا ہے۔ مگر قربان جاون ہم شیعون کی صبر پر جناب ام لیلےٰ مادر علی اکبر کے کہ باوجودیکہ ایسی محبت رکھتی تھین کہ شب عاشورہ جناب علی اکبر تو لیٹے تھے اور امامِ مظلوم خیمہ سے باہر کھڑے تھے تو اُس وقت کا حال جناب ام لیلےٰ کا لکھا ہے ؎

نہر آنسوؤن کی دیدۂ پرنم سے بہی ہے	اک شمع لئے ہاتھ مین منھ دیکھ رہی ہے

اور فرماتی تھین کہ ہائے تیری نوجوانی اور پُر ار مانی کل یہ چاند سی صورت خاک مین ملجائیگی
مگر پھر بھی جب جناب علی اکبر نے آواز ابتاہ کی دی تو جناب زینب دختر امیر المومنین تو خیمہ سے
سرو پا برہنہ روتی پیٹتی نکل آئین مگر جناب ام لیلےٰ کا خیمہ سے نکلنا کسی نے نہین دیکھا الغرض
مادر بشیر نے دعا کی کہ خداوندا یعقوب نے مجکو بلا مین مبتلا کیا ہے فَرِّقْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ وَلَدِهٖ
اسکو بھی فراق پسر مین مبتلا کر تو جانے کہ فرزند کی جدائی کیسی ہوتی ہے ۔ ؎

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

فوراً دعا اُس سوختہ جگر کی درجہ قبولیت کو پہنچی اور حکم الٰہی جاری ہوا کہ حضرت یعقوب و
یوسف مین جدائی ہو تو حزن و اندوہ حضرت یعقوب کا نہایت کو پہنچا جب حضرت یعقوب نے
بحکم پروردگار واسطہ دیا پنجتن پاک کا کہ میرے یوسف کو مجھسے ملادے تو فوراً دعا جناب
یعقوب کی درجہ قبولیت کو پہنچی ۔ حکم ہوا یوسف کو کہ اپنا پیراہن یعقوب کے پاس بھیجو اور اتفاقاً
وہی بشیر شہر مصر مین حضرت یوسف کا ملازم ہوا تھا اور اُنکے معتمدون مین ہوگیا تھا اس وجہ سے
یوسف نے اپنا کرتہ اس بشیر کے ہاتھ کنعان کو روانہ کیا جب بشیر مصر سے باہر نکلا تو باد صبا
نے حق تعالیٰ سے اجازت لیکر یوسف کے کرتہ کی خوشبو حضرت یعقوب کے دماغ مین پہنچائی ۔
اب یہ ذاکر استغاثہ کرتا ہے کہ بار الٰہا روز عاشورہ کیا وجہ تھی کہ جب یعقوب کربلا اپنے یوسف کو
ڈھونڈتے پھرتے تھے اور یہ حال تھا ؎

کبھی گرے تو کبھی گر کے آہ بیٹھ گئے		جگر مین درد یہ اُٹھا کہ شاہ بیٹھ گئے

تو اُس وقت باد صبا کو کیون نہ حکم ہوا کہ بوئے جناب علی اکبر دماغ مین سید الشہدا کے پہنچاتی
اور امام حسین تین دن کی بھوک پیاس مین تلاش علی اکبر مین بیچین نہ ہوتے ۔ الغرض جب
بوئے یوسف دماغ یعقوب مین پہنچی قال انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

یعنی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ مجھے تو بوئے یوسف آتی ہے اگر تم لوگ مجکو بڑھاپے کی وجہ سے
کم عقل نہ کہو اُس وقت اُن لوگوں نے کہا کہ تمھاری عادت یہی ہے کہ تم یوسف ہی کے
خیال مین رہتے ہو۔ غرض کہ جب بشیر کنعان مین داخل ہوا تو اُس نے ایک عورت نہر پر بیٹھی
دیکھی کہ وہ زار زار روتی ہے بشیر نے اُس سے حضرت یعقوب کے مکان کا نشان پوچھا تو اُس نے
کہا کہ تجکو یعقوب سے کیا کام ہے اُس نے کہا کہ مین مصر سے آتا ہون اور یوسف کا کُرتہ لایا ہون
اُس عورت نے بوئے آشنائی اُسمین پاکر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ میرا نام بشیر ہے
اور مین خانہ زاد حضرت یعقوب کا ہون وہ عورت اُس کی ماں تھی جب اُس نے پہچانا کہ یہ تو میرا
فرزند ہے تو اُس سے لپٹ کر فرط خوشی سے بیہوش ہو گئی۔ واقعی حضرات اولاد اور ماں کا
ایسا ہی تعلق ہوتا ہے۔ اب خیال فرمایئے صاحبان اولاد یوسف آل رسول اور ام لیلےٰ کی
ملاقات پر کہ جب قافلہ اہل حرم اسیر ہو کر کوفہ کو چلا تو اعدائے دین اہلبیت کو مقتل ہی
کی طرف سے لیچلے تو جناب ام لیلےٰ نے اپنے آپکو اونٹ سے گرادیا اور کڑیل جوان کی لاش کو
آغوش مین لیکر سینہ مجروح کے بوسے لینے لگین اور وہ مین جگر خراش کئے کہ دل سُننے
والون کے شق ہوئے جاتے تھے۔ الغرض جب مادر بشیر کو ہوش آیا تو اسکو حضرت
یعقوب کے پاس لیگئی اُس نے کرتہ یوسف کا حضرت یعقوب کے منہ پر ڈالا تو فوراً وہ بینا ہو گئے
اور بعض کہتے ہین کہ حضرت یعقوب جوان بھی ہو گئے اور بشیر نے کہا کہ یا حضرت آپکا فرزند
یوسف بادشاہ مصر ہوا ہے اور تخت بادشاہی پر جلوہ افروز ہے۔ مومنین اس بشیر کی
قاصدی پر تو مجھے ایک اور بشیر کی قاصدی کا خیال آگیا آہ وہ بشیر بن جذلم ہے
کہ جو قافلہ اہلبیت کے ساتھ مدینہ آیا تھا یعنی اسیران آل محمدؐ جب نزدیک مدینہ پہنچے
مین تو کیا بیان ہو کہ کس حال سے داخل مدینہ ہوئے سب اہل حرم سیاہ لباس پہنے تھے

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بشیر تمھارے باپ پر خدا رحم کرے وہ تو بہت
اچھا شاعر تھا آیا تمھین بھی کچھ بہرہ فن شاعری مین ہے اُس نے عرض کیا کہ ہان یا ابن رسول
اللہ مین بھی کچھ کہہ لیتا ہون تو حضرت نے فرمایا کہ اہل مدینہ کو ہمارے آنیکی خبر دو یہ سنکر بشیر مدینہ
مین داخل ہوا اور قریب مسجد نبوی آکر یہ آواز دی ؎

یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ بِھَا	قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَادْمُعِی مِدْرَارٗ
زہرا کا گھر لٹا شہِ دلگیر مر گئے	دُنیا اُجاڑ ہو گئی شبیر مر گئے

مومنین بشیر قاصد یوسف نے تو یہ خوشخبری سنائی تھی حضرت یعقوب کو کہ آپکا فرزند
بادشاہ مصر ہوا اور تاج بادشاہی اُنکے سر پر مکلل بجواہر رکھا گیا۔ تصور صادق فرمایئے کہ
بشیر بن حذلم کیا خبر دیتا ہے کہ ؎

اَلْجِسْمُ مِنْہُ بِکَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ	وَالرَّاْسُ مِنْہُ عَلَی الْقَنَاۃِ یُدَارُ
فریاد سر حسین کے تن سے جدا ہوا	پامال جسم خامس آلِ عبا ہوا

اور اہل بیت سیاہ لباس پہنے اور یہ نوحہ کرتے داخل مدینہ ہوئے ؎

مَدِیْنَۃُ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا	فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
خَرَجْنَا مِنْکِ بِالْاَھْلِیْنَ جَمِیْعًا	رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا

اے رسول کے مدینہ ہمارے آنے کو قبول نکر کیونکہ ہم عجب حسرت و حزن سے آتے ہین
اور جب تجھ مین سے گئے تھے تو سارا گھر بھرا ہوا تھا اور اب جو پھر کے آئے ہین تو کوئی چھوٹا
اور بڑا باقی نہین رہا اور ادھر سنیئے حضرات کہ ایک گروہ زنان ہاشمیہ کا سر و پا برہنہ
واحسینا واحسینا کہتا اپنے گھرون سے نکل کر روانہ ہوا کہ آگے آگے جناب ام سلمہ زوجہ رسول خدا
اور ایک ہاتھ مین اُنکے وہ شیشہ خون سے بھرا ہوا کہ جسمین خاک کربلا بند تھی اور آنحضرت

دیگئے تھے اور فرمایا تھا کہ جب یہ خون تازہ ہو جائے تو جاننا کہ میرا حسین قتل ہو گیا اور دوسرے کا ننھے ہاتھ سے فاطمہ صغرا مریضہ کا ہاتھ پکڑے اور پیچھے اُن کے جناب اُم البنین زوجہ امیر المومنین بعد اُنکے تمام عورات ہاشمیہ اور جناب ام ہانی اور بنات عقیل بن ابیطالب اور ایک انبوہ کثیر ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ راہ دو کہ زوجۂ رسول خدا اور زوجہ علی مرتضیٰ آتی ہین ادب سے چلو آپ مومنین ذرا غور فرمایئے کہ عورات بنی ہاشم اور اہلبیت ماتم زدہ کا جانا کہان ہے روضۂ رسول پر اُنکے لخت جگر حسین کا پرسا دینے جاتی ہین آپ صاحبان بھی اس پرسا دینے مین شریک ہون آہ آہ جو ہین سب جمع ہوئے اور آواز نوحہ وبکا بلند ہوئی وامحمداہ واحسیناہ کی صدا سے لکھا ہے کہ قبر مطہر رسول خدا کی کانپنے لگی اُس وقت سب اہل مدینہ نے تمام حال معرکۂ کربلا کا جناب زینب سے پوچھا تو ایک قیامت برپا تھی مگر مومنین کیا حال ہوا ہوگا اُس بیمار و ناتوان کا جب اپنی پھوپیون اور بہنون سے اور مان سے ملکر پوچھا ہوگا کہ کہان ہین میرے بابا جو مجھسے وعدہ کر گئے تھے کہان ہین میرے بھائی قاسم اور کہان ہے میرا شیرخوار برادر علی اصغر اور کہان ہین میرے چچا عباس اور جب سنا ہوگا کہ عباس کے شانے کاٹے گئے۔ اکبر کے سینہ پر نیزہ لگا۔ علی اصغر تیر ستم سے شہید ہوا الغرض روتے روتے سب پر غش طاری ہوا اور اسیطرح روتے روتے اپنی دولت سرا مین پہنچے آہ آہ مومنین جب وہ گھر بھرا ہوا ویران نظر پڑا اور آرام گاہ سید الشہدا اور حضرت علی اکبر اور جناب عباس سونی دیکھی تو دوبارہ ایک قیامت بپا ہوئی۔ الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین۔

مجلس بست و ہشتم

جناب یعقوب علیہ السلام کا معہ جملہ متعلقین کے وارد مصر ہونا خاتمہ داخلہ اہل حرم کا مدینہ منورہ مین۔

قَالَ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ قَالُوا یٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا کُنَّا خٰاطِئِیْنَ۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنی پروردعالم ارشاد فرماتا ہے کہ برادران یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے پدر بزرگوار ہمارے لئے تم بخشش طلب کرو ہمارے گناہون سے تحقیقکہ ہم خطادار ہین حضرت یعقوب نے جواب مین فرمایا کہ مین عنقریب تمھارے لئے بخشش چاہونگا اپنے رب سے تحقیقکہ وہ غفور اور رحیم ہے یعنی جب برادران یوسف مصر سے کنعان مین پھنچے اور اپنے باپ سے عذر کیا کہ ہمسے یوسف کے حقمین بڑی خطا ہوئی ہے ہمارے واسطے حق سے بخشش طلب کرو تو بعض روایات مین آیا ہے جبکہ وقت سحر ہوتا تھا تو حضرت یعقوب اپنے فرزندون کو حکم کرتے تھے کہ وہ اُنکے پیچھے کھڑے ہون اور حضرت یعقوب دعائے استغفار کرتے تھے اور اُن کے بیٹے آمین کہتے تھے یہان تک کہ بعد بیس برس کے دعا اُنکی مقبول ہوئی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یعقوب نے بیٹون کے واسطے استغفار مین اس وجہ سے تاخیر کی کہ یہ ارادہ تھا کہ شب جمعہ وقت سحر استغفار کرون کہ اُس وقت کی دعا جلد قبول ہوتی ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بہتر وقت دعا کے لئے وقت سحر ہے اور منقول ہے کہ بشیر جو قاصد جناب یوسف نے اپنے باپکی خدمت مین بھیجا تھا تو اسکے ہمراہ دو سو سواریان اور سامان سفر حضرت یعقوب کیواسطے مصر سے روانہ کیا تھا جب جناب یعقوب کی خدمت مین پھنچا تو حضرت یعقوب اُسی روز مصر جانے پر تیار ہوئے اور جو جو اُنسے ذرا سا بھی تعلق رکھتے تھے تو وہ بھی اُنکے ہمراہ روانہ ہوئے اور فرط خوشی سے نو روز مین قریب مصر پھنچے۔ واقعی زمانہ کا عجب حال ہے۔ جناب امیر علیہ السلام بھی فرماتے ہین ؎

اَخِلَّاءُ اِذَا اسْتَغْنَیْتُ عَنْهُمْ	وَاَعْدَاءٌ اِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ

یعنی جبتک مجھے کسی سے کچھ مطلب نہین ہوتا تو سب دوست ہین۔ اور جب کسی بلا یا

مصیبت میں مبتلا ہوا تو سب دشمن جان ہو جاتے ہیں ایسے ہی جب امام حسین علیہ السلام
نے ارادہ سفر عراق کا کیا تو ہزاروں آدمی ہمراہ ہوئے اور جب امام مظلوم ترغہ اعدا میں گھر گئے
اور شب عاشورہ کو حضرت نے تمام عزیز و انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ دیکھو تم لوگ میرے ساتھ
کیون اپنی جان دیتے ہو جدھر راستہ پاؤ چلے جاؤ۔ ان لوگون کو تو مجھسے غرض ہے اور
عجب اضطراب کا کلمہ فرماتے ہین کہ بلکہ تم مین سے ہر ایک شخص میرے مردان اہلبیت کا بھی
ہاتھ پکڑے اور لیجائے تاکہ یہ باغ میرا ہرا بھرا پامالی سے بچ جائے جناب سکینہ فرماتی ہین
کہ پھر تو دس دس اور بیس بیس آدمی اُٹھکر ادھر اُدھر چلنے لگے اور وہی جان نثار باقی
رہگئے کہ جنکی لاشین بھی استغاثہ پر امام مظلوم کے تڑپنے لگی تھین۔ الغرض حضرت یوسف
نے بادشاہ ریان سے کہا کہ میرے پدر بزرگوار خود پیغمبر اور پیغمبرون کی اولاد مین سے ہین اور
وہ کنعان سے مع متعلقین کے تشریف لائے ہین اُنکے استقبال کو شہر سے باہر چلنا چاہیئے
ریان بادشاہ نے ..... چار ہزار آدمی اپنے خواص مین سے اپنے ہمراہ لیکر بہت شان و
شوکت سے ہاتھی پر سوار ہوکر شہر سے باہر نکلا اور حضرت یوسف بھی مع اکابر و اشراف مصر کے
ہمراہ ہوئے اور جناب یعقوب مع اپنے فرزندون کے ایک ٹیلے پر چڑھکر اُس لشکر کے تجمل کا تماشا
دیکھتے تھے جبرئیل نے حضرت یعقوب سے کہا کہ آپ اس لشکر کے شوکت اور تجمل پر تعجب نکرین
اور اپنے سر کے اوپر دیکھو کہ فرشتے آسمان سے زمین تک سیر و تماشے کیواسطے آئے ہین
اور جیسے پہلے تمھارے غمگین ہونے سے ملایک مغموم تھے ویسے ہی آج خوش و خورم ہین
تمھارے خوش و خورم ہونے سے۔ اور جب یعقوب نے یوسف کو لباس شاہانہ پہنے دیکھا تو پوچھا
کہ کیا فرعون مصر یہی ہے یہودا نے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا یوسف ہے اور لکھا ہے کہ حضرت
یعقوب مع اپنی اولاد کے کل زن و مرد ستر آدمی تھے۔ اور جب مصر مین زمانہ فرعون مین اولاد

یعقوب موسیٰ کے ہمراہ مصر سے نکلی تھی تو دو لاکھ پانسو آدمی تھے اور حضرت یعقوب اور جناب
موسیٰ مین چار سو برس کا فاصلہ تھا اسقدر مدت مین یہ کچھ کثرت اولاد کی ہوئی اور حضرت صادق
علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت یعقوب حضرت یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف
اپنی شان و شوکت و مرتبہ بادشاہی کی وجہ سے جناب یعقوب کی تعظیم کیواسطے اپنی سواری سے
نیچے نہ اُترے تو حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور حضرت یوسف سے کہا کہ اپنی ہتیلی دکھاؤ
جیسہی کہ دست کھولی تو ایک نور اُسمین سے نکل کر آسمان کو چلا گیا جناب یوسف نے حضرت جبرئیلؑ
سے پوچھا کہ یہ کیسا نور تھا کہ جو میری ہتیلی سے نکل کر جانب آسمان چلا گیا جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ
نور نبوت تھا اب تمھارے بعد تمھاری اولاد مین سے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور خدا تعالیٰ فرماتا
ہے کہ تمنے میرے بندہ صالح کی تعظیم نہ کی اور سواری سے نیچے نہ اُترے اسواسطے ہمنے تمھاری
اولاد مین سے نبوت کو موقوف کیا اور قمی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ جس وقت حضرت
یعقوب معہ اہل و عیال مصر مین پہنچے تو یوسف اپنے تخت پر بیٹھے اور تاج بادشاہی اپنے سر پر
رکھا اور خواہش کی کہ میرے پدر بزرگوار مجکو اس حال سے دیکھین جسوقت حضرت یعقوب اُنکے
پاس گئے تو وہ اپنے باپ کی تعظیم کو نہ اُٹھے اس وجہ سے جبرئیلؑ نے بحکم رب جلیل نور نبوت اُنکی
ہتیلی مین سے نکالا کہ اُنکی اولاد مین کوئی پیغمبر نہوا۔ اور چونکہ لاوی نے اور بھائی کو منع کیا تھا کہ یوسف
کو قتل نکرنا اُنکے صلب مین نبوت کو قرار دیا اور تمام انبیائے بنی اسرائیل لاوی کی اولاد مین سے
ہین اور کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے شہر سے باہر ایک مکان بلند بنوایا تھا یا کوئی خیمہ کھڑا کیا تھا
اسمین جناب یعقوب اور حضرت یوسف کی ملاقات ہوئی اور باپ اور ماں یا خالہ کہ جو بمنزلہ ماں کے
تھی اس وجہ سے کہ جناب یعقوب نے اُنسے شادی کر لی تھی بعد انتقال والدہ جناب یوسف کے
اور اُنھون نے حضرت یوسف کو پرورش بھی کیا تھا بہت عزت و حرمت کی اور برادر زادون پر

کمال نوازش فرمائی اور ہر ایک سے بغلگیر ہو کر ملے اور جناب یعقوب اور حضرت یوسف کثرت
خوشی سے زار زار رونے لگے حقیقت میں جیسی مفارقت عزیز و اقارب کی سخت ترین مصائب
ہے ایسے ہی بعد مدت کے اگر کوئی عزیز ملتا ہے تو خوشی بھی بیحد ہوتی ہے خدا کسی کو اپنے کنبہ
سے جدا نکرے۔ پس مومنین روئیے اور آنسو بہایئے کہ جناب فاطمہ صغرا اپنے کنبہ سے
کیونکر جدا ہوئین۔ ؎

دشمن جو یزید ستم ایجاد ہوا		محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
لکھا ہے کہ کربلا مین گھر زہرا کا		ایسا اُجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

مومنین اب کون تھا کہ جس سے فاطمہ صغرا کی ملاقات ہوتی مردون مین ایک عابد بیمار باقی تھے
کہ جن کا گلوئے مبارک طوق خاردار کے صدمہ سے زخمی ہو رہا تھا اُس وقت فاطمہ صغرا کا
یہ حال تھا کہ کبھی اپنی مان سے لپٹ کر علی اصغر کے غم مین سر دُھنتی تھی کبھی اپنی پھوپی جناب
زینب سے حال علی اکبر پوچھکر بلک بلک کر روتی تھی کبھی قبر پیغمبر سے لپٹ کر اپنے باپ کی یاد
مین روتے روتے بیہوش ہو جاتی تھی۔ بعض کتب مین لکھا ہے کہ جب اہلبیت عصمت و طہارت
قید غربت و مصیبت سے رہائی پا کر وارد مدینہ ہوئے تو جب زنان شہر کو معلوم ہوا کہ ہماری
شاہزادی عالم کی جو زادی جناب زینب تشریف لائی ہین تو فوراً گروہ گروہ دولتسرائے جناب
رسالتمآب صلعم مین حاضر ہوئین اور باشتیاق تمام خدمت جناب زینب و ام کلثوم مین حاضر
ہو کر آداب بجالائین کسی نے سر تسلیم خم کیا کسی نے پاے مبارک پر بوسہ دیا جب زنان مدینہ
نے چاہا کہ جناب زینب کے ہاتھون کو بوسہ دین تو اُس وقت اُس مخدومہ نے اپنے دست حق پرست
کو زیر چادر چھپا لیا اور رو رو کر فرمایا کہ اے بی بیو اب زینب مصافحہ کے قابل نہین رہی یہ وہ ہاتھ
ہین کہ جن سے نامراد اٹھارہ برس کے لال کا ماتم کیا یہ وہ ہاتھ ہین کہ جن سے ششماہہ صغیر کا ماتم

کیا ہائے ہائے یہ وہ ہاتھ ہین کہ جن سے بھیا حسین مظلوم کا ماتم کیا۔ فاطمہ صغرا فرماتی ہین کہ صاحبان غیرت عجب جانسوز مضمون ہے آہ آہ مقام غیرت ہے۔ فرماتی ہین کہ مین نے یکبار اپنا دست مبارک اپنی پھوپی کے آنکھون سے لگائے تو دیکھا کہ دونون ہاتھ میری پھوپی کے نیلے ہین اور ابتک ریسمان ستم کا نشان باقی ہے تب مین سمجھی کہ میری پھوپی نے اسی وجہ سے زنان مدینہ سے اپنے ہاتھ چھپائے تھے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

جناب یعقوب اور حضرت یوسف کی ملاقات۔ خاتمہ بر حال تشنگی جناب علی اکبر

گردش کو اپنے دور کرا اے چرخ چنبری
مدت کے بعد ہوتا ہے سعدین کا قران
ہے انبیا کے وصل کے محفل کی دہوم دہام
اس انجمن مین روشنی کرنے کے واسطے
شادی کی اس وصال کی گردون پہ دہوم ہے

گذرا زمانہ پستی کا ہے دور برتری
شمس و قمر کے وصل کی ہے نیک اختری
یان چاہیے کہ رقص کرین حور اور پری
مشعل کو لائے صبح سے خورشید خاوری
انجم کی شمعین بزم ملایک مین ہین دہری

اور تفسیر عمدۃ البیان مین منقول ہے کہ جب جناب یعقوب مصر مین داخل ہوئے تو حضرت یوسف نے اپنے والدین اور اقارب کو ایک مکان معزز مین اُتارا اور خود تاج بادشاہی اپنے سر پر رکھ کر تخت نشین ہوئے اور والدین کو بلا کر تخت پر بٹھلایا وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا۔ اور جناب یوسف کے والدین اور گیارہ بھائی اُنکے سجدہ شکر ادا کرنے کے واسطے گر پڑے بسبب حاصل ہونے اس نعمت عظمیٰ اور مرتبۂ عالیہ کے۔ اور بعض کہتے ہین کہ اُس وقت کا سجدہ کرنا مثل سلام کرنا تھا اور پھر حضرت یوسف نے اپنے اُس خواب کو بیان کیا کہ یَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا۔ اے پدر بزرگوار یہ تمھارا سجدہ کرنا اُس خواب کی تعبیر ہے کہ جو مینے

پہلے اس سے لڑکپن میں دیکھا تھا تحقیقکہ اُس خواب کو میرے پروردگار نے حق و راست کر دیا
ہے ۔کیوں حضرات گوئی اور سجدہ شکر بھی آپکو یاد آیا آہ آہ افسوس صد افسوس وہ سجدہ مظلوم
کربلا کا تھا کہ جب آپ زخموں سے چور ہو گئے ہ

سنبھلا گیا نہ سبط پیمبر سے زین پر	تھرا کے آہ گر پڑے مولا زمین پر

مقتل ابو مخنف میں ہے کہ فرزند رسول و جگر گوشہ بتول تین ساعت تک جلتی ریت پر منھ کے
بل پڑے رہے فدا ہو جان ہم غلاموں کی اُس مظلوم پر کہ جسکا یہ گویا سجدہ آخری تھا کہ پروردگارا
حسین نے تو اپنا وعدہ پورا کیا تو صادق الوعدہ ہے تو بھی اپنا وعدہ وفا کرنا کہ میرے جد کی
امت کو آتش دوزخ سے بچانا۔ آہ آہ ابھی سجدہ تمام نہوا تھا کہ آندھی سیاہ چلنے لگی۔
دن کو ستارے نظر آنے لگے لشکر عمر سعد میں فتح کے نقارے بجنے لگے منادی پکارا مابین زمین و
آسمان اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَاءِ الغرض امام حسن عسکری
سے روایت ہے فرمایا کہ جناب یعقوب نے حضرت یوسف سے پوچھا کہ ای یوسف مجھسے بیان کر کہ جب تمہارے
بھائی تمکو میرے پاس سے لیگئے تو انھوں نے تیرے ساتھ کیا کیا حضرت یوسف نے عرض کیا کہ اس امر سے
مجکو معاف رکھو حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اگر کل نہیں تو کچھ مختصر ہی بیان کرو انھوں نے عرض کیا
کہ جب مجکو کنوئیں کے قریب لیگئے تو مجھسے کہا کہ اپنا کرتہ اُتار میں نے کہا کہ اے بھائیو خدا
سے ڈرو اور مجھے برہنہ نکرو اُس وقت میرے اوپر چھری کھینچی اور کہا کہ اگر تو کرتہ نہ اتاریگا
تو ہم تجکو ذبح کرینگے میں نے بخوف جان اپنا کرتہ اُتارا۔ اور انھوں نے مجکو برہنہ کر کے
کنوئیں میں لٹکایا حضرت یعقوب نے یہ حال سُنا تو بے ہوش ہو گئے۔ کیوں صاحبان اولاد
جناب یعقوب نے حضرت یوسف کو تین دن کا بھوکا پیاسا تو نہ دیکھا تھا حضرت یوسف
پر زغمہ اعدا تو نہ دیکھا تھا فقط حضرت یعقوب حال جناب یوسف سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑے

حق بجانب ہے یعقوب کربلا خامس آل عبا کے کہ جب آپ نے اپنے یوسف یعنی علی اکبر
ہم شبیہہ پیغمبر کو اپنے ہاتھ سے لباس جنگ پہنایا بطرز کفن کے اور شمشیر ہائے بُران
مین اپنے لخت جگر کو روز عاشورہ روانہ کر دیا تو بے اختیار جدائی فرزند مین اشک
حسرت رخسارۂ مبارک پر جاری ہوئے اور درگاہ باری مین عرض کیا کہ بار الہٰا جب
ہم مشتاق زیارت رسول ہوتے تھے تو چہرۂ علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے اب تیرے نبی کی
زیارت سے بھی محروم ہو گئے۔ لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کیا صبر کیا ہے پھر بھی جب آوازِ وَا اَبَتَاہ
اَدْرِکْنِیْ کی حضرت کے کان مین پہنچی تو راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکھا تھا کہ وقت کارزار
امام مظلوم چوب خیمہ پکڑے حیران کھڑے ہین اور چہرۂ اقدس پر انتشار تھا مگر یہ آواز
سُنتے ہی حضرت کا چہرۂ اقدس مثل گُل سرخ کی لال ہو گیا اور درگاہ باری مین عرض کیا
کہ خداوندا حسین تیرا شکر کرتا ہے کہ تو نے حسین کا ہدیہ قبول فرمایا۔ الغرض جب حضرت
یعقوب ہوشمین آئے تو پھر پوچھا کہ اے بیٹا پھر کیا کیا اُسوقت جناب یوسف نے کہا
کہ اے پدر عالیمقدار آپکو قسم ہے خدائے عزّوجل کی کہ اِس ذکر سے مجھے معاف رکھین
بلکہ خدائے تعالیٰ کے احسان کو دریافت فرمائیے کہ میرے ساتھ کیا کیا احسانات کئے
جس وقت کہ مجکو قید خانہ سے نکالا اور لایا ہمکو جنگل سے پیچھے اِس سے کہ جھگڑا ڈالا تھا
شیطان نے درمیان میرے اور میرے بھائیون کے بتحقیق کہ پروردگار میرا لطف کرنیوالا
ہے جسکے واسطے کہ چاہے اور مراد جنگل سے وہ مقام تھا زمین فلسطین مین جو کہ ملک شام
مین ہے اور وہ مقام قریب کنعان کے تھا اور حضرت یعقوب وہان بیٹھا کرتے تھے حضرت
یوسف نے وہان شکر گزاری کے واسطے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجکو قید خانہ سے نکالکر
تخت شاہی دیا اور تمکو جنگل سے میرے پاس پہنچایا اور لکھا ہے کہ حضرت یوسف اپنے

باپکو خزانے اور اسباب شاہی وغیرہ دکھلاتے پھرتے تھے جب دفتر میں پہنچے اور وہاں کاغذ بہت پڑے دیکھے تو
حضرت یعقوب نے یوسف سے پوچھا کہ تو نے کبھی ایک پرچہ کاغذ کا بھی مجکو نہ لکھا۔ کہا کہ جبرئیل نے مجکو منع کیا تھا حضرت
جبرئیلؑ سے جب جناب یعقوب نے سبب پوچھا تو عرض کیا کہ جب تمنے یوسف کو انکے بھائیوں کے ہمراہ بھیجا تھا تو یہ کہا
تھا کہ میں بھیڑیے سے ڈرتا ہوں کبھی اسکو کھا جائے تو جناب باری نے فرمایا کہ یعقوب نے بھیڑیے سے خوف کیا اور مجھسے خوف نہ کیا۔ واقعی
حضرات فرزند ایسی ہی نعمت الٰہی ہے کہ جسکے ملنے سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے لیکن مجھے اسوقت ایک باپ اور ایک بیٹے کی ملاقات نے بیچین
کر دیا وہ باپ تو یعقوب کربلا امام حسین ہیں اور فرزند یوسف سید الشہدا ہمشکل پیغمبر علی اکبر ہیں کہ جب آپ بچوں کے واسطے دریا سے
لڑ بھڑ کر پانی لائے اور اپنے باپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس باوفا کو یہ منظور ہوا کہ اپنے باپ سے یہ بات ظاہر کریں کہ بیٹے دریا پر پانی
نہیں پیا باوجود شدت تشنگی کے اور انصاف بھی تو کیجئے جناب علی اکبر کیسے پانی پی لیتے چھوٹا بھائی علی اصغر جھولے میں پیاسا
تڑپ رہا ہے سکینہ ذراسی بالنجانی بہن کو مارے پیاس کے غش پر غش چلے آتے ہیں اور فرادہ ایسے بچے پیاس سے ہلاک ہوتے ہیں اپنی
پیاس ہا حضرت علی اکبر نے امام حسین علیہ السلام سے کس لطف سے بیان فرمائی ہے صاحبان عرفان اور اہل غیور کو لطف ہوگا او
اولادوالوں کے دل شق ہو جائینگے عرض کیا علی اکبر نے کہ ای بابا یہ پانی حاضر ہے اور جسکے لئے آپنے طلب کیا تھا لایا ہوں
اے بابا میرے برادر شیرخوار سے جو پانی بچ رہے وہ مجھ پر چھڑک دیجئے کہ واللہ میں بھی بہت پیاسا ہوں۔ ارے اولادوالو
شیعو ذرا امام حسین کی مظلومی اور بیکسی کو خیال کرو کہ حضرت اپنے فرزند کا مطلب تو سمجھ گئے مگر دیکھئے کیا صدمہ امام غیور
کے دل پر گزرا ہوگا کہ ایسا لخت جگر اسطرح پانی کو ترسے علی اکبر نے اُسوقت وہ کام کیا تھا کہ انعام کثیر دیا جاتا اور پھر عطا کرنیوالا
مثل امام حسین علیہ السلام کے سخی ہو۔ کیوں حضرات امام مظلوم نے اس بچہ کو بھی پانی پلایا یا نہیں آہ آہ مومنین ابھی وہ
بچہ پانی کیطرف ہمکا ہی تھا کہ اسکی دودھ بڑھائی کسی شقی کے تیر سے ہو گئی اور حضرت کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ پانی ہاتھ سے
پھینکدیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط

عقد دندانہا چو شد از سلک دندانہا جدا	گشت معلومم کہ از یاران جدا باید شدن
چشم و گوش و عقل و ہوش و ذوق و شوق و دست و پا	پیش رفتند و مرا نیز از قفا باید شدن

گشتۂ مردار و کرم افتادۂ خاک سیاہ	دانی اے نازک بدن آخر چہا باید شدن
گریہ اطفال واعظ وقت زائیدن زچیست	زانکہ ساکن در جہان بے بقا باید شدن

یہی وجہ ہی کہ خاصان خدا نے اس دار دنیا کو مثل قیدخانہ کی سمجھا اور سہ تو پئی دنیائے دون گذشتۂ + در طریق آخرت برگشتۂ + اے نفس امارہ کیا اب بھی غفلت کا پردہ نہیں اُٹھاتا حالانکہ سہ بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند + کز ہستیش بروئے زمین یک نشان نماند + منجملہ اُن لوگون کے کہ جنکے قبضہ حکومت مشہور ہین انہین ایک زلیخا بھی تھی اور جب جناب باری نے اُسکے اقبال کو متغیر کیا تو ایام قحط مین محتاج اور فقیر ہو گئی اور بھیک مانگنے کی نوبت پہنچی۔ لوگون نے کہا کہ تو یوسف کے راستہ پر کیون نہین بیٹھتی کہ جو آجکل عزیز مصر ہے تو اُس سے جواب دیا کہ مجھے حیا آتی ہی غرض لوگون کے کہنے سے ایک مرتبہ جا کر بیٹھی اور جناب یوسف مع حشم و خدم اور تزک شاہی سے اُدھر کو گذرے تو زلیخا اُنکو دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور کہا کہ وہ خدا پاک ہے کہ جس نے بادشاہونکو بسبب نافرمانی کے غلام بنا دیا اور غلامونکو بسبب فرمان بردار ہے کے بادشاہ بنا دیا حضرت یوسف نے فرمایا کہ کیا تو زلیخا ہے اُسنے کہا کہ ہان حضرت یوسف نے فرمایا کہ کوئی حاجت ہی اُس نے کہا کہ اب مین بڑھیا ہو گئی تو حاجت کو دریافت کرتے ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا بات تھی زلیخا نے کہا کہ تیرا حسن و جمال باعث ہوا حضرت یوسف نے کہا کہ کاش پیغمبر آخر الزمان کو دیکھے کہ وہ مجھسے حسن و جمال و خلق و سخاوت مین زیادہ ہونگے زلیخا نے کہا کہ سچ کہتے ہو یوسف نے پوچھا کہ تو نے کیونکر جانا زلیخا نے کہا کہ نام سنتے ہی میرے دلمین اُنکی محبت پڑ گئی خدا تعالیٰ نے وحی کی کہ اے یوسف وہ سچ کہتی ہے اور چونکہ اُس نے میرے حبیب سے محبت کی تو بہی بھی اسکو جوان کر دیا اور اے یوسف تم اُس سے نکاح کرو حضرت یوسف نے اُس سے نکاح کیا تو بیٹے منشا اور افراہیم اور ایک دختر رحیمہ زوجہ جناب ایوب پیدا ہوئین اور افراہیم حضرت یوشع وصی موسیٰ کے دادا تھے اور حضرت یعقوب کے مرنیکے بیس برس بعد یوسف نے خواب دیکھا کہ یعقوب فرماتے ہین کہ اے یوسف مین تیری ملاقات کا مشتاق ہون اور بعد تین روز کے تو میرے پاس آئیگا حضرت یوسف نے خواب سے بیدار ہو کر بھائیون کو بلایا اور وصیت کی

اور یہودا کو اپنا ولیعہد کیا اور اپنی اولاد کو انکے سپرد کیا اور مناجات کی درگاہ باری مین کہ تو نے مجکو
مصر کا بادشاہ کیا اور علم تعبیر کا اور حلال و حرام کا دیا اور اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا مددگار
ہے دنیا و آخرت مین موت دے مجکو جبکہ مین تیرا فرمانبردار ہون اور نیکون مین مجھے ملا دے اور لکھا ہے کہ حضرت
یعقوب جب مصر مین آئے تھے تو ایک سو تیس ۱۳۰ برس کی عمر تھی اور سترہ ۱۷ برس مصر مین یوسف کے پاس رہے
اور جب حضرت یعقوب نے وفات پائی تو اُن کا تابوت اُٹھا کر لیگئے اور ملک شام بیت المقدس مین انکے باپکے
پاس اُنکو دفن کیا اور اتفاقاً عیص جو یعقوب کے حقیقی بھائی تھے اور انکے ساتھ پیدا ہوے تھے اور وہ حضرت اسمٰعیل کے داماد
تھے وہ بھی اُسی روز مر گئے تھے وہ اور یعقوب ایک قبر مین دفن ہوے اور حضرت یوسف کی عمر بعض روایات کی موافق ایکسو بیس ۱۲۰
برس کی ہوئی اور بعض روایات مین ہے کہ ایکسو دس ۱۱۰ برس کی ہوئی امام محمد باقر علیہ السلام کسی نے پوچھا کہ اُن دونون مین حجت خدا دونے
پر کون تھا یعقوب یا یوسف تو فرمایا کہ یعقوب پیغمبر تھے اور یوسف بادشاہ تھے اور یعقوب کے بعد یوسف پیغمبر تھے اور جب یوسف نے وفات
پائی تو مصریون نے جھگڑا کیا ہر ایک کہتا تھا کہ ہم اپنے محلہ مین دفن کرینگے آخر یہ قرار پایا کہ پتھر کے صندوق مین رکھکر دریاء نیل مین دفن کرین
تاکہ پانی جو اُسپر سے گزر کر ہر محلہ مین پہنچے تو اسکے ساتھ خیر اور برکت یوسف کی اُن لوگونکے پاس پہنچے پھر جناب باری نے آنحضرت موسیٰ
کو وحی کی کہ یوسف کا صندوق رود نیل سے نکال کر شام کو لیجاؤ تو حضرت موسیٰ اُس صندوق کو کہ سنگ مرمر کا تھا شام لیگئے اور بیت المقدس
مین دفن کیا اور اسیواسطے اہل کتاب اپنے مردونکو شام مین لیجاتے تہین اس سے معلوم ہوا کہ میت کا دفن کرنا کیسا ضروری ہے
اور قدیمی ہے اور قریب قریب تمام مذاہب مین ہی لیکن آج تک ایسا نہین سُنا کہ جیسا شہداے کربلا کیسا بے کفن سامان دفن کیا

بے کفن تا اربعین جز شاہِ دین		زیر گردون کس کا لاشہ رہگیا

حالانکہ عمر سعد نے اپنے تمام کشتونکو دفن کر دیا اسی مضمونکی طرف زیارت ناحیہ مین اشارہ ہے اَلسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُریٰ یعنی سلام خدا ہو اس بزرگوار پر کہ جسکو اہل قریہ نے رحم کھا کر دفن
کیا۔ مراد اِن سے بنی اسد ہین حضرت احکام میت سے یہ بھی ہے کہ دو جریدے میت کے پہلو مین رکھین لیکن
عاشقانِ حسین آپکے آقا و مولا امام حسین علیہ السلام کے پہلو مین جو جریدے رکھے وہ کس بیان سے عرض کرون اور نام

سُن سکتے ہین اُن جریدونکو شاعر نے عجب مضمون مین ادا کیا ہے ؎

یَجِدُ النِّصَالُ بِقَلْبِہٖ وَبِجُنُبِہٖ	فَیَرُومُ نَزْعَ نِصَالِھَا کَمْ یَقْدِرِ

آہ کچھ تیر تو امام مظلوم کے دلپر اور کچھ پہلوئے مبارک پر لگے تھے اور جس تیر کو حضرت نکالنا چاہتے تھے نکل نہ سکتا تھا جبھی تو حضرت کو اسقدر اضطراب تھا کہ آپ کبھی دہنی کروٹ لیتے تھے اور کبھی بائین کروٹ مگر کسیطرح چین نہ آتا تھا ناگاہ شمر قریب آگیا اور وہ ظلم کیا کہ جس سے زمین و آسمان لرزنیلگے منادی نے ندا دی اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَربَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَربَلَا + اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

تمت

تاریخ طبع از حقیر مولف رسالہ ہذا

یاالٰہی نہین ممکن ہیرے عصیان کا شمار	تیری رحمت سے ہین کم ایک بھروسا یہ ہے
توجو بخشش مین یگانہ توگناہون مین مین فرد	گر کیا عدل مرے حق مین تو دھڑکا یہ ہے
اپنے اعمال سے نادم ہے ترا عبدِ ذلیل	ہان مگر شیعہ ہون بس ایک وسیلہ یہ ہے
نیک تو نیکیون سے جائینگے جنت مین ضرور	مین تو رحمت پہ تری بھولا ہون دعویٰ یہ ہے
چاہی منقوط جو تاریخ تو ہاتف نے کہا	کربلا مصر کا کنعان کا ذخیرہ یہ ہے
	سنہ ۱۳۳۰ ھ

تاریخ طبع از جناب تقدس مآب مولوی سید مظاہر حسین صاحب طالب العلم مدرسہ ناظمیہ فرزند اکبر جناب مصنف مدظلہ

لکھی قبلہ وکعبہ نے کیا کتاب	فرشتے بھی روتے ہین عالم یہ ہے	بجونہین کیون اسکا چرچا ہو	جگر شبہ زہرا کا ماتم یہ ہے
سنہ کربلا یوسف مصر کا	دو معصوم کا ذکر توام یہ ہے	کیا غور تاریخ مین جو گھڑی	کہا قلب نے نیز غم یہ ہے
			سنہ ۱۳۳۰ ھ

تاریخ طبع از عالیجناب سید سعید الدین حیدر صاحب رئیس نوگانوہ ضلع مراد آباد

لکھی کیا مصائب مین نادر کتاب	جسے سنکے غش ہوئین اہلِ عزا	ہو نہ کیون یہ مقبول نزد خاص و عام	مصنف ہین وہ عالم باصفا
فقیہہ و ذکی ذاکر بے نظیر	محدث خلیق عابد و پارسا	اخی مکرم محمد حسین	نہین آج تک ایسا ذاکر رسا
ہو تاریخ کی فکر مجکو ہوئی	تو ہاتف نے فوراً یہ مجھسے کہا	سر بید قلم کرکے لکھدو سعید	رسالہ یہ کیا منبر غم چھپا
			سنہ ۱۳۳۰ ھ

غلطنامہ پیراہن یوسفی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	٧	جبرل	جبریل	٧١	٨	مقنع حرم کو سرسے	کانون سے گوشوارے
٣٣	١٢	پھر بھی	پھرے	٧٣	١٣	بیشہرت	بیشہران
〃	١٧	سکے	اسکے	٧٤	٩	سے سے	سے
٣٤	١٧	تین	باتین	٧٥	٦	ہین	ہین سے
٤٢	١٥	البیکوا	لبیکوا	٧٩	١٧	تعبرت	عبرت
٤٥	٥	امشبہ	اشبہ	٨٥	١٨	کرتا	کرتا مگر
〃	٦	گواة	گواہ	٨٨	١٦	کرے	کردے
٤٦	١	مسل	مقتل	٩١	١	سرسکے	سرکے
〃	١١	حرت	حضرت	٩٢	٢	علم	عالم
〃	١٢	قلت	قلب	〃	١٠	اتوبیوت	اتوا البیوت
٥٤	١٢	اگر	اگرچہ	〃	١٩	ادر	.
٥٥	٨	ہین	ہین یعنی	٩٣	١٣	آپ	بچون
٥٦	١٤	وضرب	وبقبرناضرب	٩٤	١٢	بیدا	بیدار
٥٩	١	قطیفر	قطفیر	٩٥	١	دنیا	دینار
〃	١٣	اغیار	اغبار	〃	١٨	جو	.
〃	١٩	اتاد	اقاد	٩٨	١١	سم	رسم
〃	〃	الذبج	الذبح	٩٩	٣	اعطیناک	ما اعطیناک
〃	〃	عند	عنہ	١٠٠	٢	ہ	.
٦٢	١٣	ورخصت	برخصت	〃	٥	مہمان	مہانی
٦٥	٦	پرپر	پر	١٠٢	١٥	سے	.
٦٧	〃	پتقلب منقلبون	منقلب ینقلبون	١٠٤	٣	توگر	تو یہ گر
〃	٨	ھمّر	ھمّ	١٠٦	٢	بھابھائی	بھائی
〃	١٥	راد	مراد	〃	١٨	روتا ہوتا	روتا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۱۸	قدم	قدم چلکر اور	۱۴۴	۲۰	ید	بد
۱۲۰	۶	حرصا	حرضا	۱۴۴	۶	العزور	للغزور
۱۲۴	۶	المرور	للمرور	۱۴۹	۱۱	یعقفر	یغفر
۱۲۹	۱	ارحمَ	ارحمُ	״	۱۷	المفرجان	المصنجات
۱۳۰	۱۴	شہداے	سشہداے	۱۳۰	۱۷	ہوئے	ہوتے
۱۳۵	۸	خوش	بیہوش	۱۴۶	۱۴	والانبیا	ولانبیا
۱۴۰	۱۴	بھائی	بھائیون	۱۴۱	۱۷	خالہ	خالہ کی
۱۴۵	۸	پیاسا	پیاپیاسا دم	۱۴۸	۱۴	ناظمیہ	ناظمیہ

التماس ضروری

میرے یہان اکثر کتابین تجارتی رہتی ہین جو مومنین خریدار ہون طلب فرمادین اور کتب مفصل ذیل نہایت ارزان قیمت پر فروخت ہوتی ہین تفسیر عمدۃ البیان حیات القلوب۔ لمعات الانوار۔ حدیث نور و تشبیہہ و ثقلین وغیرہ و توضیح عزا و اخبار ماتم و ماتمکدہ و خلاصۃ المصائب و اظہار حق و صحیفہ کاملہ قلمی خوشخط مختصر نافع قلمی نخبۃ ولایت و دُر حیدریہ و در بحث فدک و دمع ذروف ترجمہ لہوف وغیرہ اور ہر ایک کتاب کا ایک ایک نسخہ ہے۔ اگر براہین یوسفی اور مثنوی عقاید اثنا عشریہ کی مومنین نے جلد خریداری فرمائی تو رسایل مفصلہ ذیل بھی عنقریب شایع ہونگے۔ تحفۃ الاخیار فی نجات المختار۔ رسالہ نایاب در حقیقت مذہب بابیہ مقاصد بہیہ۔ شرح الغنیہ فقہ بنا بر فتاواے جناب قدوۃ العلما مولوی آقا حسن صاحب قبلہ و محقق ہندی جناب مولوی محمد حسین صاحب قبلہ محدث لکھنوی و جناب حاجی شیخ حسین صاحب خلف جناب شیخ صاحب علی اللہ مقالہ کربلائی مازندرانی و زینۃ المجالس جلد دوم و سوم وغیرہ۔

اور اگر کوئی صاحب تاجر ہون یا اور با ہمت ہون اور ارادہ چھپوانیکا کرین تو مین اجازت دیسکتا ہون۔

المـلتمس

سید محمد حسین پبلشر [illegible] جانسٹھ ضلع مظفرنگر